وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

نصرت اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب ہے اور حکمت والا ہے

...ral Stock Reg...

نصرت از بخش و بزبانی نیست جز بتائید آسمانی نیست

۲۸ / ۹ / ۷۶ ۶۸۶۸ 6868

الحمد للہ تعالیٰ کہ مباحثہ مونگیر کی سچی روداد

موسوم بہ

نصرتِ آسمانی بر فرقہ رضاخانی

ملقب بلقب صحیح مبرور

تبشیر اہلِ مونگیر و بھاگل پور بہ ہزیمت و فرار محدث فخور

مرتبہ خاکساران محمد زبیر و عبد الوحید عفا اللہ عنہما ساکنان مبارکپور ضلع مونگیر

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا

بتحقیق اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا اس شخص کو جو تکبر کرنے والا اور فخر کرنے والا ہو

تالیفات حکیم الامت تھانوی

النجم لکھنؤ

ایک مذہبی علمی رسالہ یا آسمان علم و دین کا چمکتا ہوا تارا

قمری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ شیعون کا جواب دینے اور ان کے مذہب کی حقیقت آشکارا کرنے مین بے نظیر ہے انکے پچیس چھبیس رسائل و اخبار کے مقابلہ مین تمام ہندوستان مین اہل سنت وجماعت کا صرف یہی ایک خادم ہے۔

علاوہ اس خدمت کے دوسرے مخالفین مثلاً آریہ عیسائی مرزائی وغیرہ کے جوابات بھی وقتاً فوقتاً اسمین ہوتے ہین اور خود مسلمانون کیلیے مذہبی معلومات کا ایک بہترین ذخیرہ اس مین ہوتا ہے۔ خاصکر اسکا سلسلہ تفسیر قرآن کریم اپنا آپ ہی نظیر ہے۔

برادران اہل سنت وجماعت کو اس رسالہ کی طرف خاص توجہ کرنا اور اس کی اشاعت بڑھانا ایک اعلیٰ ترین دینی خدمت سمجھنا چاہیے جس گھر مین یہ رسالہ جاتا ہے گویا ہر مہینہ مین دو مرتبہ ایک مذہبی ناصح دینی معلم ربانی واعظ کا ورود مسعود اس گھر مین ہوتا ہے نمونہ دیکھنا ہو تو کم از کم ایک سہ ماہی کیلیے اپنے نام جاری کرا لیجیے ایک پرچہ کے دیکھنے سے پوری واقفیت نہین ہو سکتی عمدہ کاغذ اور نفیس چھپائی حجم کم از کم ۳۲ صفحہ۔ سالانہ قیمت للعہ ششماہی ۱۲عہ سہ ماہی عہر پتہ صرف "لکھنؤ دفتر النجم" کافی ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بیا ای نویسندۂ حرفِ حق   فرو شوی از نقش باطل ورق

اِس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ اسلام کی پاک تعلیمات پر ہر طرف سے ناپاک حملے ہو رہے ہیں اور دُشمنانِ دینِ متین مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ضرورت تھی کہ تمام مسلمان متفق ہو کر کام کرتے اور سب ملکر خدا کی رسّی کو مضبوط پکڑتے۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنکے پاس کوئی حلال ذریعۂ معاش نہیں نہ خدا کی رزاقی پر اُن کو بھروسہ ہے۔ اُن کی آمدنی اِسی میں ہے کہ مسلمانوں میں باہم تفریق پیدا ہو اور وہ گمراہیوں میں مبتلا ہوں۔ لہذا یہ لوگ ہر وقت اسی کوشش میں مشغول رہتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے برپا کیا کرتے ہیں۔

نہایت رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِس وقت مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ خطرناک فرقہ رضاخانی کا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں پر عیسائیوں یا آریوں کا مکر و خدع اِسقدر کارگر نہیں ہوتا جسقدر کہ اِس فرقۂ رضاخانی کے چل اور اُن کی تلبیس کا اثر ہوتا ہے۔ بڑے بڑے عمامے باندھکر نیچی نیچی عبائیں پہنکر اپنے کو اہل سنت و جماعت کہکر واعظ بنکر یہ فرقہ جس طرح مسلمانوں کے دین و ایمان کو تباہ کر رہا ہے اور اُن کے شیرازۂ اتحاد کو جس طرح منتشر کر رہا ہے باخبر اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ بیچارے عوام جس قدر جلد اِس فرقہ کے دامِ فریب میں گرفتار ہو جاتے ہیں اِس طرح کسی اور فرقہ کا شکار نہیں بنتے۔ بقول شخصے ع

دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدیم

اب سُنیئے کہ ہمارا یہ علاقہ اِس فرقہ کے مظالم کا آماجگاہ کیونکر بنا۔ کچھ دن ہوئے کہ شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی بحیثیت ایک پیر و مرشد بلکہ سجادہ نشین کچھوچھہ کے اِن اطراف میں آئے اور لوگوں کو مرید کرنے کی کوشش میں سرگرم ہوئے۔ ہمارے علاقہ میں ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا شاہ غنیمت حسین صاحب ہیں جو اِسی خاندان کچھوچھہ سے ہیں اور ان کا وجود ہمارے علاقہ کیلئے رحمت خداوندی ہے۔ بوجہ خاندانی تعلق کے شاہ علی حسین صاحب کے میزبان بنے چونکہ حضرت مولانا صاحب ممدوح کا اثر بفضلہ تعالیٰ اِن اطراف میں خوب ہے اسلئے اُن کی میزبانی شاہ صاحب کی گرمی بازار کا سبب بنگئی حضرت مولانا ممدوح کو کیا خبر تھی کہ آگے چلکر کیا فتنہ برپا ہوگا نہ اُسوقت تک ان کو یہ علم تھا کہ یہ صاحب کچھوچھہ کے سجادہ نشین نہیں ہیں المختصر شاہ جی کا قدم جم گیا اور کچھ لوگ اُن کے مرید بھی ہوئے جس طرف آپکا گزر ہوا کوشش کر کرکے آپنے لوگوں کو اپنا مُرید کیا لڑکا، جوان، بوڑھا جسپر بھی آپکا قابو چلگیا اسکو مرید بنایا حتیٰ کہ مرے ہوئے لوگوں کو اُنکے اعزۂ و اقارب سے فرمایش کرکے مرید کیا۔

شاہ جی موصوف کے سلسلہ سے اُنکے فرزند اقبالمند مولوی احمد اشرف صاحب اور ان کے نوجوان داماد مولوی سید محمد صاحب کا گزر بھی ہوا۔ شاہ جی کو تو خود اپنی تحریروں میں اس کا اقرار ہے کہ میں عالم نہیں ہوں فتویٰ پر دستخط کرتا ہوں مگر یہ دونوں صاحبان پیر و مرشد ہونیکے[1] علاوہ علم و فضل کے بھی مدعی ہیں۔

ان بزرگ صاحبان نے جو دنیاوی فوائد اس علاقہ سے حاصل کیے اور جس طریقہ سے حاصل کیے اس کے ایک تذکرہ کو ہم نظر انداز کرتے ہیں اور اگر اسی حد تک وہ رہتے تو کسی کو اُن سے تعرض بھی نہوتا لیکن افسوس کہ انھوں نے ایک فتنہ کی اور یہ خیال دامنگیر ہوا کہ صوبہ بہار میں ایک مقدس ہستی حضرت مولانا سید شاہ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کی ہے اور اکثر مسلمان انکے حلقۂ ارادت میں ہیں جبتک انکا اثر زائل نہ کیا جائے اور حضرت مولانا شاہ غنیمت حسین صاحب سے لوگوں کو برگشتہ نہ کیا جائے پورا قبضہ صوبہ بہار پر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اسکی یہ تدبیر کیگئی کہ مولوی احمد اشرف صاحب نے اپنے ایک مرید کو جسکی لڑکی حضرت مولانا شاہ غنیمت حسین صاحب کے مرید کے لڑکے کی منکوحہ تھی یہ فتویٰ دیا کہ یہ نکاح ناجائز ہے تم اپنی لڑکی کو اُسکے شوہر سے جدا کر لو اور نکاح کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لڑکا وہابی اور بیدین ہے اسلئے کہ وہ مولانا غنیمت حسین صاحب کے مرید کا لڑکا ہے اور مولانا غنیمت حسین صاحب کے وہابی اور بیدین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مولانا محمد علی صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں اور مولانا محمد علی صاحب کے وہابی ہونیکا سبب یہ ہے کہ وہ علمائے دیوبند کو اپنی خانقاہ میں ٹھہرنے کی اجازت دیتے ہیں تکفیر و توہیب کا ایک فتویٰ آپنے لکھا۔

---

[1] ان صاحبزادہ کو محدث کہلانے کا بڑا شوق ہے کچھ دنوں انھوں نے ایک شخص کو ملازم رکھا تھا کہ وہ ان کو محدث کہکر پکارا کرے۔ مگر حالت یہ ہے کہ سلطانپور کے مباحثہ میں پوچھا گیا کہ حدیث کی باعتبار تعداد رواۃ کے کتنی قسمیں ہیں اور ہر قسم کی کیا تعریف ہے، تو نہ بتا سکے۔

اور اسکو اپنے دستخط و مہر سے مزین کیا۔ اس فتوے نے ایک عجیب فتنہ برپا کر دیا آیۂ کریمہ "مایفرقون بہ بین المرء و زوجہ" کا پورا نمونہ پیش نظر ہو گیا۔ مناظرہ سے یہ لوگ ہمیشہ فرار کرتے ہیں مگر برادران اہل سنت باشندگان راجپور ضلع بھاگلپور نے انکا ایسا تعاقب کیا کہ کچھوچھہ میں انکے مکان پر پہونچکر اُن کو گھیر لیا۔ سنگ آمد سخت آمد مناظرہ ہوا اور اسمیں حسب طرح یہ صاحب مغلوب و مبہوت ہو کر یا دیہ پیمائے راہِ فرار ہوئے اسکا مختصر تذکرہ انشاء اللہ خاتمہ میں ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد خیال تھا کہ اب یہ صاحبان یہاں کے مسلمانوں کا سامنا نہ کریں گے لیکن حیا و غیرت نے اسکی اجازت نہ دی اور سلسلۂ آمد و رفت جاری رہا۔ وہ اثر تو ان لوگوں کا باقی نہیں رہا مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ کار براری اپنی کرتے ہی رہے۔ بالآخر ماہ گزشتہ یعنی ۲۵ و ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ میں اس معرکہ خیز مباحثہ کی نوبت آئی جس کی یہ روئداد ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

نام اس روئداد کا اسم بامسمٰی **نصرت آسمانی بر فرقۂ رضاخانی** اور لقب اسکا **تبشیر اہل مونگیر و بھاگلپور بہزیمت و فرار محدث کچھوچھوی** رکھا گیا۔

اس روئداد کو ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کرنا مناسب معلوم ہوا۔ مقدمہ میں مباحثہ کے اسباب اور اسکے ابتدائی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اور باب اول میں مباحثہ کے دونوں دن کی مکمل کارروائی درج کی گئی ہے۔ اور باب دوم میں مباحثہ کے بعد کے دلچسپ حالات ہیں۔ اور باب سوم میں حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے اس سفر کے بقیہ مسرت انگیز کارناموں کا تذکرہ ہے۔ اور خاتمہ میں مباحثہ کچھوچھہ کا مختصر حال ہے۔

حق تعالیٰ اس رسالہ کو ذریعۂ ہدایت بنائے اور برادران اہل سنت و جماعت کو اس سے منتفع فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

گزارش

عرضــــــــــــــــــــــــــــہ

کمترین محمد زبیر خاکسار عبد الوحید عفا اللہ عنہما

مقام مبارکپور علاقۂ بختیارپور اسٹیٹ ضلع مونگیر

ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

مقدمہ

باہر مناظرہ کا انعقاد یوں ہوا کہ رضاخانیوں کی بدولت یہاں کے مسلمانوں میں تفریق پیدا ہوئی۔ شاہ علی حسین صاحب اور مولوی احمد اشرف صاحب وغیرہ نے حسب عادت یہاں کے مسلمانوں کو مراسم شرک و بدعت کی تعلیم دی اور بعض امور قبیحہ جو جاہلوں میں بوجہ ناواقفیت کے رائج تھے مگر حالت یہ تھی کہ جب کوئی پڑھا لکھا مسلمان اِن باتوں پر انکو ملامت کرتا تھا تو سر جھکا لیتے تھے۔ اِن صاحبوں نے اِن تمام خرافات کے جواز پر اپنے ارشادات کی مہر ثبت کر دی۔ نہ صرف جواز بلکہ انکا اعلیٰ ترین کار ثواب ہونا لوگوں کو تعلیم دیا اور اپنے ارادتمندوں کو یہانتک سمجھایا کہ جو شخص اِن امور کا انکار کرے تم سمجھ لو کہ وہ وہابی ہے اُس سے قطع تعلق کر دو اُس سے سلام و کلام نہ کرو۔ اِن مراسم قبیحہ میں سے مثال کے طور پر چند امور حسب ذیل ہیں۔

(۱) **قبروں کو سجدہ کرنا اور انکا طواف کرنا۔** اِن صاحبوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ دیکھو تعظیم کی نیت سے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کرنا اور اُنکی قبروں کا طواف کرنا درست بلکہ علامت ایمان ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں شیطان اِسی سجدہ کے انکار سے ملعون ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ بزرگوں کو سجدہ کرنے سے جو انکار کرے وہ ملعون ہے بیدین ہے وہابی ہے۔

(۲) **بزرگوں کے مزارات پر بکرا چڑھانا۔** یہاں ہنود کی دیکھا دیکھی بعض جہلا میں یہ رسم تھی کہ حضرت دیوان محمد صادق صاحب کے مزار پر جا کر منتیں مانتے تھے کہ ہمارا فلاں کام ہو جائے تو ہم ایک بکرا آپ کے مزار پر چڑھائینگے چنانچہ جب وہ کام قسمت سے ہو جاتا تو ایک بکرا لیکر اُسکو پھولوں کا ہار پہنا کر باجہ بجاتے ہوئے مزار پر لیجاتے تھے اور وہیں ذبح کرتے تھے۔ اِن صاحبوں نے فتویٰ دیا کہ یہ کام تمہارا بالکل ٹھیک اور مطابق شرع ہے۔ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہدینے ہو بس کافی ہے۔ بزرگوں کی تعظیم کیلئے خوب شوق سے بکرا چڑھاؤ۔ وہابیوں کے دل میں اولیاء اللہ کی عزت نہیں ہے اسلئے وہ ایسے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

(۳) **تعزیہ داری۔** جیسا کہ اور مقامات میں جہلا کرتے ہیں ہمارے یہاں بھی کرتے تھے مگر اکثر لوگ اسکو ایک کھیل و تماشا سمجھتے تھے اور بعض بستیوں میں جو اصلاحی کوششیں کی گئیں تو وہاں سے یہ رسم بد بالکل موقوف ہو گئی تھی۔ اِن صاحبوں نے یہ تعلیم دی کہ تعزیہ داری اور اُسکے مراسم سب درست ہیں۔ یہ تو بڑی عمدہ عبادت ہے تعزیہ امام حسینؑ کے روضہ کی شبیہ ہے تعزیہ داری سے امام حسینؑ کی یاد ہوتی ہے ان کا غم تازہ ہوتا ہے انکی محبت بڑھتی ہے جو اسکو منع کرے وہ یقیناً وہابی ہے۔ بیدین ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اب تعزیہ داری کو

عبادت سمجھنے لگے اور جہاں موقوف ہوئی تھی وہاں پھر شروع ہوئی۔

(۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں سمجھنا۔ اور علم جمیع ما کان ما یکون جاننا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ یہاں کسی کے کان بھی اُس سے آشنا نہ تھے۔ ان صاحبوں نے بڑے اہتمام سے اس کی تعلیم دی اور یہ سمجھایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا یہ اعلیٰ درجہ کا نشان ہے۔ وہابی چونکہ حضور کی تعظیم نہیں کرتے حضور کی شان گھٹانا چاہتے ہیں یہ اسلئے اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں۔

المختصر ان چیزوں کا چرچا خوب پھیلا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ ان چیزوں کی تبلیغ شروع ہوئی اور موافق مثل مشہور "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" اب جہلا پڑھے لکھے لوگوں کو تعلیم دینے لگے دن رات یہی شغل تھا۔ ایک بستی پھلام ہے وہاں کے لوگ شاہ جی کے مرید تھے اور مبارکپور کے مسلمان حضرت قبلہ مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارادتمند ہیں ان دونوں بستیوں میں اُمور مذکورہ کی بابت بہت نزاعات پیش آئے بالآخر دونوں طرف سے سمجھدار لوگوں نے یہ کوشش کی کہ آپس میں مل کر ان جھگڑوں کو طے کر لیا جائے لیکن بغیر شاہ جی کے اس عقدہ کا طے ہونا ممکن نہ تھا اسلئے اُن کی تشریف آوری کا انتظار ہونے لگا۔ ماہ صفر سن رواں میں شاہ جی تشریف لائے اور پھلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے پامال فرمایا۔ ان کے مریدوں کی طرف سے تقاضا شروع ہوا جس پر ہم مسلمانان مبارکپور نے نہایت سچائی اور اخلاص کے ساتھ اس امر کو مدنظر رکھکر کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف مٹجائے اور وہ شیروشکر ہوکر زندگی بسر کریں اس سے بہتر کیا بات ہے حسب ذیل عریضہ شاہ جی کی خدمت میں بھیجا۔

جناب محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جو ل التجائے ضروری اینکہ ان چند مقامات میں مسلمانوں کے درمیان مسائل معدودہ میں سخت اختلاف ہے بلکہ بعید نہیں کہ یہ اختلاف نزاع کی صورت پکڑ لے اور اس قت اتحاد کی جیسی ضرورت ہے اسے آپ بخوبی واقف ہیں اور چونکہ اس اختلاف کا دارومدار محض جناب کی ذات پر ہے یعنی فریق ثانی یوں فرماتے ہیں کہ ہم اسلئے ان کاموں کو کرتے ہیں کہ ہمارے مرشد کا یہی حکم ہے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ آپ تشریف لائے۔ کیا بہتر ہو کہ آپ اور اس طرف کے ایک عالم مسائل مختلفہ میں گفتگو کریں تاکہ حق و باطل کا پتہ لگ جائے اور مخلوق خدا ایک راہ راست پر آجائے اور احتمال نزاع بھی رفع ہوجائے اُمید کہ تحریری جواب سے سرفراز فرمائینگے زیادہ والسلام۔ العبد عبد الوحید و محمد زبیر عفا اللہ عنہم ساکنان مبارکپور

۲۷ صفر المظفر ۱۳۴۶ھ یوم جمعہ

اس کے جواب میں شاہ جی نے ایک طویل خط بھیجا اور اس میں وہ رویہ اختیار کیا گیا جو ایک کافر اور مسلمان کے درمیان ہونا چاہیئے۔ جواب ہمارے سلام کے تحریر فرماتے ہیں:۔

"محب درویشاں شیخ عبدالوحید و شیخ محمد زبیر وغیرہ بعافیت باشند۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ[1] الخ" آپ نے اپنی اس تحریر میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہم تم لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج جانتے ہیں اور اس قابل نہیں سمجھتے کہ اسلامی طریقہ سے تم کو مخاطب بنایا جائے اور سلام مسنون لکھا جائے۔ اس کے بعد آپ اُبل پڑے اور اپنے رضاخانی عقیدہ کے تاثرات سے مشتعل ہو کر ان ہفوات پر اُتر آئے کہ گروہ قادیانی چکڑالوی و فرقہ دیوبندی پیروان عبدالوہاب نجدی وغیرہ۔ ہم کو ان سے اتحاد کرنے میں خوف تخریب ایمان ہے اور جن سے اتحاد چاہیئے بحمد اللہ ان سے قایم ہے اور انشاء اللہ یہ اتحاد تا بقائے دنیا قایم رہیگا اور فرقہ ہائے متذکرہ بالا سے ہم کو اتفاق کی ضرورت نہیں جس سے خوف ضرر ایمان ہے"

اصل مقصد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "رفع اختلاف کیلئے حاضر ہوں مگر اس طرح کہ جن صاحبوں کو رفع اختلاف دل سے منظور ہے وہ ہمارے علمائے اہل سنت و الجماعت مولانا فاخر الہ آبادی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا نثار احمد مفتی آگرہ اور نور چشم مولوی سید محمد اشرف محدث کے بلانے کے لئے[2] خرچ آمد و رفت کا سامان کریں اور اپنی طرف سے جن علماء کو مناسب سمجھیں بلائیں اُس وقت فریقین اپنے براہین و دلائل پیش کر کے قول فیصل حاصل کریں اور یہ امر ایسا اہم ہے جس میں بغیر اجتماع علمائے فریقین قول فیصل نہیں ہو سکتا"

اس خط میں شاہ جی نے اہل سنت وجماعت کی ایک بڑی جماعت کو جو آج حمایت سنت میں سب سے پیش پیش ہے اور اسلام کی صحیح معنی میں خدمت کرتی ہے۔ کفر اور بدعت کی آلودگیوں سے اسلام کے پاک دامن کو طاہر و مطہر رکھنا اپنا طرۂ امتیاز جانتی ہے۔ غیر مہذب طریقہ پر خواہ مخواہ مورد طعن بنا کر گالیاں دے کر تخریب ایمان اور ضرر ایمان کا باعث بتا کر نیا فتنہ کھڑا کر دیا۔ دوسرا لطیفہ یہ کہ مقامی اور آپس کی انفرادی حیثیت کی گفتگو کو ایک مہتم بالشان مناظرہ بنا دیا

[1] اسی طرح اس لفظ کو الف لام کے ساتھ شاہ جی نے لکھا ہے اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے۔ [2] کیا خوب ترکیب شاہ جی نے نکالی کہ ان کے علماء کی آمد و رفت کا خرچ بھی یہی لوگ دیں۔ اس ترکیب پر تا بقائے دنیا آفریں کہی جائیگی ۱۲

اور یہ طے کر دیا کہ بغیر اجتماع علمائے فریقین قول فیصل نہیں ہو سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلسل دو ماہ کی ناگوار خط و کتابت کے بعد ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ یوم جمعہ ۲ بجے دن کو بمقام پہلام مبادی مناظرہ طے کرنے کے لئے فریقین کے علما اور عامۂ مسلمین کا اجتماع ہوا۔

اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا سید شاہ غنیمت حسین صاحب۔ مولانا عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسۂ امدادیہ دربھنگہ۔ مولانا سید فضل اللہ صاحب نبیرہ حضرت اقدس مولانا سید محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا عبدالاحد صاحب صدر مدرس مدرسہ احمدیہ مدہوبنی۔ مولانا عبدالصمد صاحب مونگیری وغیرہم دامت برکاتہم موجود تھے جو مقام جلسہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم متع اللہ المسلمین بطول بقائہم کو بھی ہم لوگوں نے تکلیف تشریف آوری دی تھی۔ اور متعدد تار بھیجے تھے آپ نے باوجود کثرت مشاغل اور باوجود طول مسافت کے حسبۂ للہ ہم لوگوں کی درخواست کو شرف اجابت بخشا۔ اور ٹھیک نماز جمعہ کے وقت حضور والا اسٹیشن کھانا بازار میں اتر گئے اور نماز جمعہ بختیار پور اسٹیٹ کی مسجد میں ادا فرمائی۔ اگرچہ آپ باوجود خستگی سفر کے کہ جو لکھنؤ سے کھانا بازار تک کامل ۲۴ گھنٹہ ریل میں بیٹھے بیٹھے گزر چکے تھے مقام جلسہ میں چلنے کیلئے آمادہ تھے لیکن یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کو دیکھ کر رضاخانیوں کو اپنی پچھلی شکستیں (سلطانپور، کچھوچھہ، بمبئی و امروہہ کی) یاد آجائیں اور مناظرہ سے فرار کر جائیں۔ لہٰذا آپ کو اس جلسہ میں شرکت کی تکلیف نہیں دی گئی۔ اور آپ کی تشریف آوری کی اطلاع بھی رضاخانیوں کو نہیں دی گئی۔ جب مناظرہ بالکل طے ہو گیا اس وقت خبر دی گئی کہ حضرت مولانا صاحب مدیر النجم ہماری طرف سے مناظر ہوں گے اور وہ تشریف لے آئے ہیں۔ اس خبر سے سناٹا چھا گیا۔ مگر اب راہ فرار مسدود تھی۔

رضاخانیوں کی طرف سے مولوی فاخر صاحب الہ آبادی تھے اور مولوی سید محمد صاحب عرف سیدن میاں کچھوچھوی اور مصطفٰے اشرف صاحب کچھوچھوی۔ شاہ علی حسین صاحب باوجودیکہ موجود تھے مگر میدان مباحثہ میں آنے کی جرأت نہیں کر سکے۔ مولوی نعیم الدین صاحب اور مولوی نثار احمد صاحب کے لئے شاہ جی نے موافق اپنے لکھنے کے بڑی کوشش کی تھی لیکن وہ دونوں ابھی

تازہ تازہ منظر امروہہ کے مناظرہ کا دیکھ چکے تھے اسلئے ہمّت نہ کر سکے۔ مولوی احمد اشرف صاحب کا نام تو شاہ جی نے اپنے خط میں لکھا بھی نہ تھا جس کی وجہ یہ ہے کہ باپ بیٹے میں سخت جنگ ہے۔ باپ بیٹے کی اور بیٹے باپ کی تذلیل و توہین کے درپے رہتے ہیں مگر اور لوگوں نے ضرور ان کو لکھا ہوگا۔ لیکن کچھوچھہ کی شکست فاش اور مجلس مباحثہ سے روپوشی کی نہ مٹنے والی ذلت اُن کو یاد ہوگی۔ غرضکہ اور کوئی نہ آیا۔

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ یوم جمعہ

مبادی مباحثہ کا انصرام

ہم لوگ مع اپنے علماء کرام کے ٹھیک وقت موعود یعنی ۲ بجے دن کو مقام پہلام میں پہونچ گئے رضاخانی صاحبان تو وہاں مقیم ہی تھے۔

سب سے پہلے مولوی فاخر صاحب الہ آبادی کھڑے ہوئے اور بغیر حمد و صلوٰۃ کے آپ نے ایک تقریر لاطائل شروع فرمائی جس کا آغاز ان کلمات سے تھا میں مذہبی مباحثہ کے لئے آیا ہوں۔ میرا نام فاخر الہ آبادی ہے۔ میں صاف صاف اپنا عقیدہ بتائے دیتا ہوں۔ میں گور پرست[1] ہوں۔ قبر کو سجدہ کرنا جائز سمجھتا ہوں۔ سجدہ تعظیمی ہمارے یہاں حرام نہیں ہے۔ تعزیہ کو میں شبیہ کربلائے معلّٰی جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا عالم الغیب مانتا ہوں اور اسپر یقین رکھتا ہوں نذر لغیر اللہ کو جائز سمجھتا ہوں۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں بیان فرمائیں اور درمیان درمیان میں غیر مہذب الفاظ اور فحش کلمات بھی بمقتضائے عادت مشہورہ آپ کی زبان پر آتے رہے۔

مولوی فاخر صاحب جب اپنی تقریر ختم کرکے بیٹھ گئے تو ہماری طرف سے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ہم لوگ جنگ و جدال تو کجا سب و شتم اور غیر مہذب الفاظ زبان سے نکالنے کو بھی مسلمانوں کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مولوی فاخر صاحب نے اپنے فرقہ کے جن مخصوص عقائد کا اظہار

---

[1] یہ لفظ "پرست" کی بتلا رہی ہے کہ یہ لوگ جو قبر کو سجدہ یا طواف کرتے ہیں اس سے مقصود پرستش قبر کی ہے۔ رہا سجدہ تعظیمی کا جائز ہونا وہ بھی رضاخانیوں کی خرافات ہے اس پر بحث کرتے تو حال کھل جاتا ۱۲

کیا ہے۔ ان کے متعلق اس وقت کچھ کہنا قبل از وقت ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان مسائل پر مستقل بحث ہونے والی ہے۔ ہاں مناظرہ سے پہلے ان امور کا طے ہوجانا ضروری ہے۔

(۱) وہ کون مسائل ہیں جن پر بحث ہوگی جن کی بابت یہاں کے مسلمانوں میں اختلافات ہو رہے ہیں کیونکہ اس مباحثہ کا اصل مقصود یہاں کے اختلافات کا تصفیہ ہے۔

(۲) یہ کہ مدار بحث کس قسم کے دلائل پر ہوگا۔

(۳) یہ کہ ہر مسئلہ پر کے تقریریں فریقین کی ہونگی۔

(۴) یہ کہ حکم کون ہوگا جو فریقین کی تقریریں سُنکر فیصلہ کرے۔

(۵) یہ کہ نتیجہ بحث کیا ہوگا آیا فریق مغلوب توبہ کریگا یا کیا صورت ہوگی۔

(۶) فریقین کی تقریروں کے قلمبند کرنے اور دستخط کرکے فریق مقابل کو دینے کا کیا انتظام ہوگا۔

مولوی فاخر صاحب اور مولوی سید محمد صاحب نے ان امور کو اس قدر اُلجھا دیں ڈال دیا اور ایسے غیر مہذب الفاظ اور غیر متعلق باتوں کو درمیان میں لائے کہ قریب تھا کہ جلسہ برخاست ہوجائے اور کچھ طے نہ ہو اور مناظرہ کی نوبت نہ آئے۔

بڑی ضد دو باتوں پر تھی اوّل یہ کہ یہاں کی موجودہ نزاعات سے اس مباحثہ کو کوئی تعلق نہو بلکہ مولانا اشرف علی صاحب وغیرہ کے ایمان کی بحث ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ دوسری ضد اس امر پر تھی کہ حکم کوئی نہو۔ بلکہ ہر فریق اپنے جلسہ کا صدر جسکو چاہے منتخب کرے۔ یہ ضد بھی بہت معقول تھی کہ نتیجہ مناظرہ کچھ معیّن نہ کیا جائے فریق مغلوب کا توبہ کرنا نہ کرنا اس کے اختیار پر چھوڑا جائے۔ رات نو بجگئے تو ہم لوگوں نے کہا اچھا جو آپ کہیں وہی ہمیں منظور جو کچھ آپ کہیئے ہم لکھتے ہیں اسپر فریقین کے دستخط ہوجائیں چنانچہ بہزار خرابی حسب ذیل اُمور لکھے گئے اور ان پر دستخط ہوئے۔

(۱) مناظرہ کل ۲۵ ربیع الثانی سے شروع ہوگا وقت آٹھ بجے صبح سے ایک بجے دن تک۔

(۲) سائل کیلئے دس منٹ اور مجیب کیلئے پندرہ منٹ وقت ہوگا۔

(۳) سائل و مجیب دونوں کی (ہر مسئلہ پر) تین تین تقریریں ہونگی۔

(۴) حوالہ میں قرآن مجید مع تفاسیر اہل سنت و جماعت و احادیث صحیحہ غیر منسوخہ و فقہ حنفی و عقائد ماتریدیہ کی معتبر کتابیں پیش کی جائیں گی۔ غرض صرف حجج شرعیہ ہونگے۔

(۵) مناظرین کی تعیین جس کے بعد کسی دوسرے کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔
(۶) موضوع مناظرہ۔ اول عقائد پر بحث ہوگی جن پر اسلام کا مدار ہے بعد طے بحث عقائد اعمال پر بھی بحث ہوگی۔

اس کے بعد رضاخانیوں کی طرف سے اعلان ہوا کہ ہماری طرف سے مولوی فاخر صاحب الہ آبادی مناظر ہونگے۔ اور ہماری طرف سے اعلان ہوا کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ ہماری طرف سے رئیس المناظرین حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ مناظر ہوں گے۔

رضاخانیوں نے اصرار کیا کہ پہلے دن اُن کے مناظر سائل ہونگے اور مناظر اہل سنت مجیب اور دوسرے دن مناظر اہل سنت سائل ہوں گے اور رضاخانیوں کے مناظر مجیب اور اسی طرح سلسلہ ختم مناظرہ تک چلے گا۔ ہم لوگوں نے اس اصرار کو بھی قبول کر لیا۔ تقریباً دس بجے شب کو یہ جلسہ برخاست ہوا اور فریقین اپنے اپنے جائے قیام پر گئے ایک فریق خدا کی فتح و نصرت کا امیدوار اعلای کلمۃ الحق کا علم بردار تھا اور ایک فریق مضطرب تھا اور کچھ مکائد مناظرہ کے درہم و برہم کرنے کے لیے تجویز کر رہا تھا مگر جف القلم بما ھو کائن جو خدا نے چاہا وہ ہو کے رہا والحمد للہ علیٰ ذلک۔

باب اوّل مباحثہ کے دونوں دن کی مکمل کاروائی

۲۵ ربیع الاوّل روز شنبہ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مقام مبارک پور

اہل سنت و جماعت نے اپنی جماعت کا صدر جناب مولانا عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کو مقرر فرمایا اور رضاخانیوں نے اپنا صدر مصطفیٰ اشرف صاحب کچھوچھوی کو قرار دیا۔

ہم لوگ آٹھ بجے سے کچھ پہلے مقام جلسہ میں پہونچ گئے لیکن مولوی فاخر صاحب اور مولوی سید محمد صاحب اور مصطفٰے اشرف صاحب آٹھ بجکر ۲۵ منٹ پر آئے۔ یقیناً اگر ہم لوگوں کو اتنی دیر ہوئی ہوتی تو رضاخانی صاحبان جلسہ برخاست کر دیتے اور اپنی فتح کا اعلان دیتے ہوئے روانہ باشد ہو جاتے۔

تقریریں اِس طرح شروع ہوئیں

مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ[1]) میری دلی تمنا اور دیرینہ آرزو مولٰنا محمد عبد الشکور صاحب سے بحث کی تھی وہ آج پوری ہوئی۔ کیا اچھی بات ہے کہ مسلمانوں کے علما ایک جگہ جمع ہوں اور کسی بات کا فیصلہ کریں۔

کل آپ حضرات نے حفظ الایمان تحذیر الناس براہین قاطعہ کے متعلق کہا تھا کہ ہم میں سے بعض نے بعض اجزا کا مطالعہ کیا ہے۔ خیر اس سے بحث نہیں اِس وقت میں سب سے پہلے حفظ الایمان کی عبارت پڑھکر سناتا ہوں۔ (حفظ الایمان کی عبارت یہ ہے)

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"

دیکھئے اِس عبارت میں کس قدر توہین سرکار دو عالم روحی فداہ کی ہے کہ آپ کے علم کا انکار کیا اس پر بھی دل کی گرمی نہ نکلی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو آپ کے علم کو صبی و مجنون اور بہائم کے علم سے تشبیہ دی۔ اگر اس میں توہین رسول نہیں ہے تو ہم اس کے دو فوٹو کھینچتے ہیں۔ پہلا فوٹو یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ مولوی محمد علی صاحب عاقل[2] قدر کیا سمجھ کو عالم کہا جائے تو اسکے دو معنی ہیں۔ کل علوم کا عالم کہو تو یہ معنی غلط ہیں بعض علوم کا عالم کہو تو ہر پاگل و چوپایہ بعض علوم کا عالم ہوتا ہے۔ دوسرا فوٹو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر معبود کہو تو اس کے کیا معنی کل کا معبود کہو تو غلط اور اگر بعض کا معبود کہو تو اس میں خدا کی کیا تخصیص پتھر و درخت بھی بعض کے معبود ہیں۔ اب آپ خود غور کر لیں کہ ان مثالوں کو آپ کس قدر توہین سمجھتے ہیں۔

یہ واضح رہے کہ یہاں علم غیب کی بحث نہیں ہے کہیں آپ اس کے جواب میں علم غیب کی بحث کو

---

[1] اخیر تک مولوی فاخر صاحب کی تقریر بغیر حمد و صلوٰۃ کے ہوتی رہی کیا عمدہ نمونہ رضاخانیت کا مسلمانوں کے سامنے پیش ہوا ۱۲

[2] اس فرزند رضاخانی کی تہذیب اس لفظ سے ظاہر ہے مقصود یہ تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب قدس سرہ کی شان میں یہ لفظ سنکر اشتعال پیدا ہو اور مباحثہ درہم و برہم ہو جائے مگر الحمد للہ ہم لوگوں نے صبر کیا ۱۲

نہ چھیڑدیں یہاں بحث توہین رسول کی ہے اور بس۔

مولوی فاخر صاحب یہ تقریر لکھکر لائے تھے جو انھوں نے پڑھکر سُنائی ابھی ان کا وقت باقی تھا ان سے کہا بھی گیا مگر انھوں نے اپنا وقت چھوڑ دیا۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اما بعد ہمارے فاضل مخاطب مولانا فاخر صاحب کی تقریر آپ حضرات نے سنی سب سے پہلے میں اُن کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کو مجھسے بحث کرنے کی دلی تمنا اور دیرینہ آرزو تھی سہ

ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے　　رتبہ کینہ کا مرے دیکھو کہ ان کے دل میں ہے

مگر ان کے اس لفظ کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ انھوں نے ہم لوگوں کو مسلمان کہا اور مسلمانوں کے علما میں شمار کیا۔

حفظ الایمان کی عبارت کی بحث جو انھوں نے شروع کی ہے وہ یہاں کی نزاعات سے بالکل بے تعلق ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہاں جن مسائل کی نزاع ہے وہ اور ہیں یہاں کے لوگ حفظ الایمان کے نام سے واقف ہیں نہ تحذیر الناس کے نہ ان کتابوں کی بابت ان میں کوئی جھگڑا ہے۔ اصل جھگڑے کی بابت تو آپ نے کچھ نہ فرمایا اور حفظ الایمان کو خواہ مخواہ پیش کر دیا۔

مخاطب صاحب کا یہ فرمانا کہ بحث علم غیب کی نہیں ہے عجیب بات ہے حفظ الایمان کی جو عبارت اونھوں نے پڑھی اس میں علم غیب ہی کی بحث ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس بحث سے بچنے کی آپ کیوں کوشش کرتے ہیں اور اس سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ باوجود کوشش کے بھی آپ اس بحث سے کسی طرح بچ نہیں سکتے تمنا اور آرزو تو آپ کے دل میں اتنی دیرینہ پھر بچنے کی کوشش کیوں۔

ہمارے مخاطب صاحبان اپنے سنی حنفی ہونے کا دعویٰ تو بڑے زور شور سے کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے سوا کسی کو سنی سمجھتے ہیں نہ حنفی مگر افسوس ہے کہ عقائد سے لیکر اعمال تک ہر چیز میں یہ حضرات قرآن مجید کے خلاف احادیث کے خلاف فقہ حنفی کے خلاف ہیں چنانچہ یہی مسئلہ علم غیب کا

س امر کی شہادت کے لیئے کافی ہے۔

یہ حضرات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہتے ہیں اور کہتے ہیں جمیع ما کان وما یکون کا علم حضور کو حاصل تھا۔ آپ دیکھیئے کہ یہ عقیدہ قرآن شریف کے کس قدر خلاف ہے۔ اسوقت دو آیتیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) "قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ"۔ (۲) "وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ"

ترجمہ۔ اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کہدیجئے کہ سوا اللہ کے نہ کوئی آسمان کا رہنے والا غیب کو جانتا ہے نہ زمین کا رہنے والا۔ کس قدر صاف طور پر علم غیب کا مخصوصات الٰہی سے ہونا بیان فرمایا گیا ہے کیا اسکے بعد کوئی مسلمان اس کے خلاف عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ "ہم نے اپنے نبی کو شعر کا علم نہیں دیا اور یہ علم ان کی شان کے لائق نہیں"۔ شعر بھی ما کان وما یکون میں سے ایک چیز ہے جب اس کی نفی ہوگئی تو جمیع ما کان وما یکون کہاں رہ گیا۔ پھر اس آیت میں یہ بھی فرمایا کہ شعر کا علم نبی کی شان کے لائق نہیں۔ معلوم ہوا کہ ما کان وما یکون میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا علم شان نبوت کے خلاف ہے لہذا صاف ظاہر ہوگیا کہ جمیع ما کان وما یکون کا علم حضور کے لیئے ثابت کرنا شان نبوت کی توہین کرنا ہے۔

ان آیات قرآنیہ کے بعد اب ہمارے فقہای حنفیہ کے فتوی ملاحظہ ہوں۔

یہاں تک پہونچکر حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہمارے فاضل مخاطب نے جو وقت چھوڑ دیا ہے اگر مجھے مل جائے تو میں دو فتوے پیش کرکے اپنی تقریر مکمل کردوں یہ بات منظور کرلی گئی۔

علامہ محقق ابن ہمام شارح ہدایہ جو ہمارے فقہای حنفیہ کی جماعت میں صاحب اجتہاد مانے گئے ہیں اپنی کتاب مسائرہ میں لکھتے ہیں۔

وکذا علم المغیبات ای وکعدم علم بعض المسائل عدم علم المغیبات فلا یعلم النبی منہا الا اعلمہ اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ فی فروعہم تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم	اور ایسا ہی غیب کی باتوں کا علم یعنی جس طرح بعض مسائل کا علم نہیں اسی طرح غیب کی باتوں کا بھی علم نہیں ہے۔ نبی غیب کی باتیں صرف اسی قدر جانتے ہیں جو کبھی کبھی اللہ نے ان کو بتائیں اور حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابوں میں اس شخص کے کافر

الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ "لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ"۔ ہونے کی تصریح کی ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قرآنی قل لا یعلم من السموات الایہ کے خلاف ہے۔

اور علامہ علی قاری مکی ہمارے امام اعظم کی کتاب فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ"۔

پھر جاننا چاہیئے کہ انبیا علیہم السلام غیب کی باتیں نہیں جانتے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کبھی ان کو بتائیں اور حنفیہ نے اُس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قل لا یعلم من فی السموات الایہ کے خلاف ہے۔

علامہ ابن نجیم جنکو محرر المذہب نعمانی ابو حنیفۃ الثانی کا لقب ہے اپنی کتاب بحر الرائق میں بحوالہ فتاوی قاضی خان و فتاوی خلاصہ لکھتے ہیں۔

وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقاد ان النبی یعلم الغیب۔

فتاوی قاضی خاں اور فتاوی خلاصہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ اور اُسکے رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو نکاح نہ ہوگا اور وہ کافر ہو جائیگا بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے تھے۔

افضل المتاخرین حضرت مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی اپنے فتوی میں لکھتے ہیں۔

[1] "در شریعت محمدیہ ثابت نگردیدہ کہ آنحضرت بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیہ و مستقبلہ جزئیہ و کلیہ اطلاع داشتند الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عقیدہ غیب دانی کا آپ حضرات نے شیعوں سے لیا ہے یہ خاص عقیدہ اُن کا ہے کہ وہ اپنے ائمہ کو عالم ماکان و مایکون جانتے ہیں۔ سنیئے حضرت پیران پیر سیدی عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:۔

"روافض کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ وہ اپنے اماموں کو عالم ماکان و مایکون جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُن کو ہر ہر چیز کا علم ہے"

اصل عبارت غنیۃ الطالبین کے پڑھکر سنائی گئی اور اسکے بعد کتب روافض سے بھی اسکی شہادت پیش کیگئی

[1] دیکھو مجموعۃ الفتاوی جلد اول صفحہ ۲ مطبوعہ شوکت الاسلام پریس لکھنؤ۔

جو ان رضاخانیوں پر اچھی طرح چسپاں ہوگئی اور ہر شخص سمجھ گیا کہ بیشک رضا خانیوں کا یہ عقیدہ دائرہ نقض سے ماحوذ ہے۔

اب میں آپکی پیش کردہ عبارت حفظ الایمان کا جواب دیتا ہوں۔ بغور سنیئے۔ مولانا اشرف علی صاحب سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ عالم الغیب کہنا ناجائز ہے کیونکہ عالم الغیب کے دو ہی معنی ہیں۔ اول کل غیبوں کا جاننے والا تو یہ معنی نصوص کے خلاف ہیں۔ دوسرے بعض غیبوں کا جاننے والا تو یہ بات بہائم وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا اس بلفظ سے منع کر رہے ہیں جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ ان رذیل اشیاء کے ساتھ لازم آئے نہ یہ کہ تشبیہ دے رہے ہیں مگر بات یہ ہے کہ ع

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

دو مثالیں جو آپ نے پیش کیں جن کو آپ دو فوٹو کہتے ہیں یعنی مولانا محمد علی صاحب کے عالم ہونے اور خدا کے معبود ہونے کی وہ یہاں منطبق نہیں ہوتیں کیونکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور خدا کو معبود جانتے ہیں لہذا عالم ہونے اور معبود ہونے کی کسی شق کو اگر ہم رذیل اشیاء سے تشبیہ دیں تو یقیناً توہین ہو جائیگی بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی صاحب بلکہ اہل سنت وجماعت میں سے کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر رذائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں۔ اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو رذیل اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بیشک توہین ہوتی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق "مالیستحقہ" کی لفظ بولکر آپ نے بہت مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ مگر اسکا بدلہ لینا ہم نہیں چاہتے خدا خود اپنے اولیا کی طرف سے بدلہ لینے کو کافی ہے۔

جناب مولانا فاخر صاحب (بغیر خطبہ مسنونہ) میرا سوال صرف حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق تھا۔ مولانا عبد الشکور صاحب نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا البتہ علم غیب کی بحث چھیڑ دی۔

علم غیب کے متعلق جو آیتیں مولانا نے پڑھیں اُن کو ہم مانتے ہیں مگر یہ آیتیں پہلے کی ہیں وہ آیتیں بھی قرآن شریف میں ہیں جن میں علم غیب کا ثبوت حضور کے لئے ہوتا ہے "فلا یظہر علےٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول" یعنی اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو پسند

کرتا ہے اس کو غیب کی باتوں پر آگاہ کرتا ہے اور اس میں کیا شک کہ حضور سرکار دو عالم خدا کے پسند کئے ہوئے رسول تھے۔ پھر قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے کہ "علمک ما لم تکن تعلم" یعنی اللہ نے آپ کو تمام وہ چیزیں بتا دیں جو آپ نہ جانتے تھے لہذا جمیع ماکان و جمیع مایکون کا علم ثابت ہو گیا۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور کا علم خدا کے علم کے برابر تھا۔ خدا کا علم ماکان و مایکون سے بہت زائد تھا پھر حضور کا علم خدا کا عطا کیا ہوا تھا۔ اور خدا کا علم ذاتی ہے۔ کیا خدا اس پر قادر نہیں ہے کہ اپنے علم کا کوئی حصہ کسی کو دیدے۔

حفظ الایمان میں کیسی صریح توہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لیکن آپ لوگ توہین رسول کرنے والے کی عزت کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ توہین رسول کفر ہے یا نہیں؟ حضور کی شان تو بڑی ہے جو حضور کے نعل مبارک کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ مجھے اس پر حیرت کرنا چاہیئے کہ آپ توہین رسول کرنے والے کی عزت کرتے ہیں اسکو کافر نہیں کہتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کے علم کو پاگل اور چوپایہ سے تشبیہ دیجائے تو اُس کو آپ توہین سمجھتے ہیں۔ مگر حضور کے علم کو ان چیزوں سے تشبیہ دیجائے وہ توہین نہو عجب بات ہے اور میں کیا کہوں سوا اسکے کہ مسلمان تو کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ (بعد خطبہ مسنونہ) کیا حاضرین جلسہ ہمارے مخاطب صاحب کی اس دلیری پر متعجب نہو نگے کہ حفظ الایمان کے اعتراض کا کیسا شافی جواب مینے دیا کہ اب چون وچرا کی گنجائش باقی نہیں رہی سارا مجمع سمجھ گیا کہ اُس عبارت میں کسی قسم کی توہین حضور کی نہیں ہے مگر باوجود اس کے فاضل مخاطب فرماتے ہیں کہ مینے کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ حضور کی توہین کفر ہے کہ نہیں؟ میں کہتا ہوں کفر ہے اور اشد کفر ہے مگر آپ یہ تو ثابت کریں کہ حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ہے۔

آپ نعل مبارک کی توہین کو کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں مدینہ منورہ کی مٹی کی جو شخص توہین کرے وہ کافر ہے مرتد ہے۔ حضرت شیخ دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص کہدے کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں خوشبو نہیں آتی اُسکو قید کر دینا چاہیئے اگر توبہ کرے فبہا ورنہ تین دن کے بعد قتل کر دینا چاہیئے۔

جو آیتیں میں نے پڑھی تھیں جن میں حق تعالی نے خبر دی ہے کہ ہمارے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا اور ہم نے اپنے نبی کو شعر کا علم نہیں دیا ان آیتوں کو آپ فرماتے ہیں پہلے کی ہیں اس کا کیا مطلب! غالباً آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیتیں منسوخ ہو گئیں۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ ہمارے مخاطب صاحب کو ابتک یہ بھی علوم نہیں کہ نسخ احکام میں ہو سکتا ہے نہ اخبار میں۔

جو دو آیتیں آپ نے پڑھیں میرا خیال ہے کہ آپ کو ان کا مطلب کسی نے نہیں سمجھایا ورنہ شاید آپ ان کو نہ پیش کرتے۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے جمیع کی لفظ آیت میں نہیں ہے لہذا آیت سے صرف بعض غیب پر اطلاع کا ثبوت ہوتا ہے جو آپ کیلئے مفید نہیں اور ہمارے لیئے مضر نہیں۔ یہ آیت تو آپ کو اس شخص کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہیئے جو یہ کہتا ہو کہ انبیا علیہم السّلام کو غیب کی ایک بات پر بھی اطلاع نہیں ملتی۔ اور ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتوں پر اطلاع دی اور اتنی بہت کہ ان کا شمار ہم نہیں کر سکتے۔

اس آیت کی تفسیر آپ دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ اس آیت سے صرف بعض غیوب پر اطلاع ثابت ہوتی ہے نہ کل پر اس وقت میں اپنے فقہ حنفی کی معتبر کتاب "رد المحتار" یعنی اپ کو دکھلاتا ہوں جب رد المحتار۔ جلد دوم صـ ۲۸۳ کتاب النکاح میں اس آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ان الرسل یعرفون بعض الغیب"

دوسری آیت جو آپ نے پڑھی اس کا ترجمہ غلط کیا کہ "تمام وہ چیزیں بتا دیں" تمام کی لفظ آیت میں نہیں ہے اور اگر آپ کا ترجمہ صحیح ہو تو لازم آئیگا کہ ہر انسان عالم الغیب ہو جائے کیونکہ ایسا ہی لفظ خدا نے انسان کے لیئے فرمایا کہ "علم الانسان مالم یعلم" اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا کہ "یعلمکم مالم تکونوا تعلمون" اس آیت کا ترجمہ بھی یہی کیجئے کہ تمام وہ باتیں جو تم نجانتے تھے ہمارا رسول تم کو تعلیم دیتا ہے۔ علاوہ اس کے آیت کا مطلب جو آپ نے بیان کیا صحیح ہو تو آپ کے عقیدہ کے بھی خلاف ہو جائیگا۔ کیونکہ لازم آئیگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا کے علم کی برابر ہو جائے کیونکہ وہ تمام چیزیں جو نجانتے تھے اس میں حق تعالی کے تمام معلومات آگئے حالانکہ ابھی آپ کہہ چکے ہیں کہ ہم خدا و رسول کے علم کے مساوات کے قائل نہیں ہیں فقہای حنفیہ کے جو فتوے میں نے پیش کیئے تھے انکا کوئی جواب آپ نے برائے نام بھی نہ دیا اور نہ دے سکتے ہیں اس پر حنفی ہونے کا دعویٰ مقام افسوس ہے۔

جناب مولوی فاخر صاحب۔ مسئلہ علم غیب کو آپ نے خواہ مخواہ بے وجہ چھیڑ دیا کہ عمال حفظ الایمان

کی بحث اور کہاں مسئلۂ علم غیب۔

حضور کو جمیع ماکان ومایکون کا علم اخیر عمر میں عطا ہوا۔ جو آیتیں آپ نے پڑھیں وہ اس سے پہلے کی ہیں "علم الانسان مالم یعلم" میں ارباب محبّت کہتے ہیں کہ انسان سے مراد سرکار دوعالم روحی فداہ ہیں۔ جمیع ماکان ومایکون کا علم غیب یقیناً حضور کو حاصل تھا آیات قرآنی سے ثابت ہے۔ جو شخص بے عطائے الٰہی حضور کو عالم الغیب مانے وہ بیشک کافر ہے۔ مگر ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے۔

اب میں پھر حفظ الایمان کی عبارت پڑھ کر سناتا ہوں (یہ کہکر حفظ الایمان کی عبارت پھر پڑھکر سنائی اور بڑا وقت اس میں صرف کیا) دیکھئے اشرف علی نے کس قدر توہین حضور کی اس عبارت میں کی۔ پاگل اور چوپایوں سے حضور کے علم کو تشبیہ دی۔ اللہ اللہ چند مشاہیر کی تو آپ کے دل میں یہ عظمت کہ اُن کی توہین کیجائے تو آپ کو بُری معلوم ہو مگر سرکار دوعالم روحی فداہ کی توہین آپ کو کچھ بھی بُری نہیں معلوم ہوتی اس سے بڑھکر کفر کیا ہوگا۔ دو مثالیں جو میں نے دی تھیں ان میں اور حفظ الایمان میں کوئی فرق آپ نے نہیں بتایا۔ اچھا سنئے اصل بات یہ ہو کہ میں سید ہوں رسول اللہ میرے دادا تھے۔ اپنے دادا کی توہین مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی اور جس قدر آپ کی توہین سے میرے قلب کو صدمہ پہونچتا ہے دوسرے کو نہیں پہونچ سکتا۔

آپ کہتے ہیں کہ اشرف علی نے تشبیہ دینے سے منع کیا ہو ذرا ممانعت کا کوئی لفظ حفظ الایمان میں دکھلایئے تو۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبۂ مسنونہ) مولانا میں نے علم غیب کا مسئلہ بے وجہ نہیں چھیڑا اوّل تو یہ مسئلہ بھی منجملہ اُن مسائل کے ہو جن میں یہاں نزاع ہے دوسرے حفظ الایمان کی عبارت اسی مسئلہ کے متعلق ہے جب تک یہ مسئلہ نہ بیان کیا جائے حفظ الایمان کی عبارت کا حل ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ نے البتہ اس مباحثہ کے موضوع ومقصود کے خلاف حفظ الایمان کی بحث چھیڑ کر وقت ضایع کیا۔ یہاں حفظ الایمان کو کوئی جانتا بھی نہ تھا نہ یہاں اس کا کچھ جھگڑا تھا۔

جو آیتیں میں نے یہاں پیش کی ہیں اُن کی بابت آپ نے پھر کہا کہ پہلے کی ہیں استغفر اللہ بتلانے پر بھی آپ نہیں سمجھتے اُصول میں یہ مسئلہ طے ہوچکا ہے کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار میں اور یہ مسئلہ بالکل عقلی ہو اخبار میں اگر تخالف ہو تو وہ دروغ بیانی کہی جائیگی نہ نسخ ذرا سوچئے تو آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

علم الانسان میں انسان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد لینا اور اسکو ارباب محبت کا قول کہنا عجب لطیفہ ہے۔ آپ اپنی طرف سے جو چاہتے ہیں گھڑ لیتے ہیں کسی کتاب میں بھی آپ دکھلا سکتے ہیں

کہ ارباب محبت کا یہ قول ہے۔ اچھا اسی سورۂ اقرأ میں کئی جگہ انسان کا لفظ آیا ہے "خلق الانسان من علق" کیا یہاں بھی انسان سے حضورؐ ہی مراد ہیں اور میں نے تو اس کے بعد دوسری آیت بھی پیش کر دی "تعلمکم مالم تکونوا تعلمون" کہ ہمارا رسول تم کو وہ چیزیں تعلیم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے اس کا کچھ جواب آپ نے نہ دیا اس آیت سے آپ کے مطلب کی بنا پر تمام صحابہ کرام کا حضور کی طرح عالم جمیع ماکان ومایکون بلکہ عالم جمیع غیوب ہونا لازم آتا ہے۔ خدا کے لیئے کچھ تو جواب دیجئے یہ آپ کا زبانی دعویٰ ہے کہ آپ کا عقیدہ آیات قرآنی سے ثابت ہے جس کا ثبوت کچھ نہیں۔ اچھا یہ جو آپ کہتے ہیں کہ میری پیش کردہ آیات پہلے کی ہیں تو کیا اخیر عمر میں حضورؐ کو شعر کا علم بھی عطا فرما دیا گیا تھا جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا تھا "وما ینبغی لہ" یعنی یہ چیز نبی کے لائق نہیں جو چیز لائق نہ تھی وہ بھی دی گئی۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔

لیجئے میں ایک آیت اور پڑھتا ہوں جس سے صاف معلوم ہوگا کہ اخیر عمر میں بھی جمیع ماکان ومایکون کا علم عطا نہ ہوا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ "ویوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب ط" ترجمہ جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تو رسول کہینگے کہ ہم کو کچھ علم نہیں تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا۔ دیکھیئے قیامت کے دن انبیا علیہم السلام اپنی غیب دانی اور عالم جمیع ماکان ومایکون ہونے کا انکار کر رہے ہیں اور غیب دانی کو حق تعالیٰ کی خصوصیات میں بتلاتے ہیں۔

ابھی میرے پاس فقہ حنفی کے بہت سے فتویے اور کتب عقائد کی بہت سی عبارتیں ہیں مگر میں ان کو کس کے سامنے پیش کروں۔ جو عبارتیں میں پیش کر چکا ہوں ابتک آپ نے انھیں کا جواب نہیں دیا۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ فقہ حنفی کے فتووں کا آپ نے نہ کچھ جواب دیا نہ آیندہ دے سکتے ہیں۔ آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ خدا اس بات پر قادر ہے یا نہیں کہ اپنے علم کا کوئی حصہ کسی کو دیدے۔ بیشک خدا قادر ہے مگر صرف قدرت سے آپ کا مدعا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ خدا نے دیا اس مضمون کی کوئی آیت پیش کیجئے کتب عقائد میں دکھلایئے مگر آپ نے یہ کچھ نہ کیا سب سامعین سمجھ گئے اور اچھی طرح سمجھ گئے کہ آپ کا یہ عقیدہ قرآن اور فقہ حنفی کے خلاف ہے۔

آپ کا بار بار کہنا کہ تو ہین رسول کرنے والے کی میں عزت کرتا ہوں مجھے سخت حیرت میں ڈالتا ہے آپ کی یہ بات بالکل روافض کے مشابہ ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ دیکھو حضرت عمرؓ نے رسول کو آخر وقت میں

کہا کہ یہ شخص بدزبان بکتا ہے مگر سنی لوگ رسولؐ کی توہین کرنے والے کو اپنا سرتاج جانتے ہیں حضرت عمرؓ کو بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے افضل امت جانتے ہیں حالانکہ یہ بالکل افترا ہے کہ حضرت عمرؓ نے توہین رسولؐ کی اہل سنت اس کے شافی جوابات دیتے ہیں مگر روافض بار بار یہی کہتے ہیں کہ تم توہین رسول کرنے والے کی عزت کرتے ہو خواہ مخواہ کسی مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا سخت خطرناک کام ہے۔ خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔

ایک عجیب لطیفہ آپ کی تقریر میں یہ ہے کہ آپ بڑے فخر کے ساتھ اپنا سید ہونا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولؐ کی توہین مجھے اس وجہ سے بڑی معلوم ہوتی ہے کہ وہ میرے دادا تھے۔ مولانا یہ آپ نے کیا کہا مجھے سخت حیرت ہے کہ اتنی اجنبیت اسلامی تعلیم اور شرعی مقاصد سے اور اس پر آپ کے یہ بلند دعوے انا للہ وانا الیہ راجعون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کسی کو نسبی رشتہ کے سبب سے محبت ہو تو وہ عند اللہ بیکار اور ناقابل اعتبار ہے۔ دیکھئے حضرت علیؓ کے باپ ابوطالب کو حضور پر نور سے کتنی محبت تھی مگر وہ محبت بھتیجا ہونے کی سبب سے تھی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا۔ عارف جامی اپنے عقائد نامہ میں لکھتے ہیں ؎

ہیچ سود ے نکرد آں نسبش | شد مقرر رسقر چو بولہبش

خدا کے نزدیک وہ محبت مقبول ہے جو بحیثیت رسول اللہ ہونے کے آپ کے ساتھ کیجائے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی | کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں حفظ الایمان کی عبارت میں اس تشبیہ کی ممانعت دکھلاؤں مجھے افسوس ہے کہ آپ خیال نہیں کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم کے عالم الغیب ہونے کا مولانا اشرف علی صاحب کو انکار ہے اسکو آپ مانتے ہیں پھر اسی عالم الغیب کے تو یہ دونوں معنی ہیں جن میں سے ایک کو ان اراذل کیساتھ تشبیہ دی ہے لہذا جب وہ مقسم کی ممانعت کر رہے ہیں تو دونوں قسموں کی ممانعت بدرجہ اولی سمجھی گئی حفظ الایمان کی عبارت میں اور آپ کی پیش کردہ مثالوں میں کھلا ہوا فرق بتا چکا ہوں۔ آپ کو یاد نہ رہا ہو تو پھر بتا دوں گا۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) آپ مجھے اپنے علمی کمالات دکھلا کر مرعوب کرنا چاہتے ہیں یہ سب کچھ سہی مگر حفظ الایمان کی خرافاتیت[1] کو آپ کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ روافض کا ذکر آپ

---

[1] اس لفظ خرافاتیت" کو کہکر اپنے ہم نشینوں کے اشارہ کرنے پر چونکے تو فرماتے ہیں" ہم اہل زبان ہیں بھلا اسلیئے لغت گڑھنے کا مجھے حق ہے۔ مشہور شاعر ناسخ میرے ہی محلہ میں رہتے تھے وغیرہ وغیرہ بہت سی خرافات کہہ گئے ۱۲

بے فائدہ کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے متعلق جو اعتراض روافض کا ہے اس اعتراض کا موقع آپ کے بخاری شریف کے لفظ ہجر نے دیا ہے۔

حفظ الایمان کی عبارت کا جواب دیتے ہوئے آپ نے سرکار دو عالم کے علم غیب کا بالکل انکار کر دیا حالانکہ آپ خود کہہ چکے ہیں کہ "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بہت سے امور غیبیہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ہم ان کا شمار نہیں کر سکتے"، جب یہ آپ کا عقیدہ ہے تو غیب دانی سے آپ کو کیوں انکار ہے یہ عجب بات ہے جو کسی کے سمجھ میں نہیں آسکتی کہ جب اس قدر کثرت کے ساتھ امور غیبیہ کی اطلاع آپ کو دی گئی تو پھر علم غیب کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔

مولانا آپ کے علمی کمالات کی بہت شہرت ہے۔ آپ ایسی بات تو نہ کہئے جو کسی کی عقل میں نہ آوے بھلا یہ بات کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع بھی ہے اور پھر غیب کا علم بھی نہیں ہے۔

ذرا یہ بھی فرما دیجئے کہ حضور سرکار دو عالم کی علم غیب کا انکار کرنا اور حضور کی توہین کرنا ایمان کا کونسا حصہ ہے اور یہ بھی فرمائیے کہ حضور کے علم سے شیطان کے علم کو وسیع کہنا ایمان کا کونسا حصہ ہے۔

مولانا اب صاف صاف جو دل میں ہو اسکو کہہ دیجئے۔ جس طرح آپ کے نزدیک خدا کا جھوٹ کوئی نقص نہیں ہے اگر رسولؐ کا بے علم ہونا بھی کمال ہو تو صاف فرما دیجئے۔

علم غیب کے مسائل میں میں اس قدر اور کہوں گا کہ قرآن شریف کو اللہ نے تمام رطب و یابس کا جامع فرمایا ہے اور فرمایا کہ "تبیانا لکل شی"، یعنی قرآن شریف میں ہر چیز کا بیان ہے اور حضور کو قرآن شریف کا پورا علم تھا تو ضرور ہوا کہ حضور کو علم ماکان و مایکون حاصل ہو۔ کتنی صاف دلیل حضور کے عالم ماکان و مایکون ہونے کی ہے۔

حضور نے تو اپنے صحابہ کو تمام وہ باتیں جو قیامت تک ہونے والی تھیں بتلا دی تھیں۔ احادیث میں صاف صاف آیا ہے۔

مولوی فاخر صاحب کا وقت ابھی باقی تھا مگر وہ بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ مجھے جواب کیلئے کچھ زیادہ وقت کی ضرورت ہوگی۔ یہ درخواست بالاتفاق منظور ہوئی۔

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) مولانا! آپکا یہ خیال صحیح نہیں کہ میں علمی کمالات دکھا کر آپ کو مرعوب کرنا چاہتا ہوں۔ اول تو مجھ میں کوئی علمی کمال نہیں اور بالفرض ہوتا تو

آپ کے سامنے اسکا اظہار ہرگز نہ کرتا۔ علمی کمال اسکے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے جو اس کی قدر کرے۔

ہاں مولانا یہ آپ نے خوب فرمایا کہ روافض کو حضرت عمرؓ پر اعتراض کا موقع آپ کے بخاری صاحب نے دیا" بیشک امام بخاری ہمارے اور ہم آن کے والحمد للہ علی ذلک اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہؒ بھی ہمارے اور کل علمائے اہل سنت ہمارے خدا ہمارا حشر بھی ان کے ساتھ کرے۔ آپ نے خود اقرار کر لیا کہ ائمہ اہل سنت وجماعت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ باقی رہا روافض کی محبت اور آن کے جوش حمایت میں آپ کا یہ فرمانا کہ روافض کے اعتراض کا منشا حضرت عمرؓ کا لفظ ہجر ہے یہ ایک ایسی بے بنیاد بات ہے جس کا آپ قیامت تک ثبوت نہیں دے سکتے ممکن ہے کہ بخاری کا لفظ سہواً آپ کی زبان سے نکل گیا تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ حدیث کی کسی صحیح ومعتبر کتاب میں آپ لفظ ہجر کا مقولہ حضرت عمرؓ ہونا دکھلا دیں۔ اچھا میں یہ بھی اعلان دیتا ہوں کہ آپ اگر دکھلا دیں تو اسی وقت پانچسو روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

مولٰنا! روافض کی سُنی سنائی باتیں آپ کہہ رہے ہیں اس کا ثبوت آپ کیا کوئی بھی نہیں دیسکتا حافظ الحدیث شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں "ولم یرد فی روایۃ انہ قائلہ عمر" یعنی کسی روایت میں وارد نہیں ہوا کہ یہ لفظ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہو۔ پھر لفظ ہجر کے معنی یہاں ہذیان کے بھی نہیں جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں۔

مجھ سے جو آپ فرمائش کرتے ہیں کہ دل کی بات کہدوں اس فرمائش پر مجھے سخت افسوس ہے اپنے اوپر آپ مجھے بھی قیاس کرتے ہیں جس طرح آپ لوگوں نے علم ماکان ومایکون کا مسئلہ روافض سے سیکھا حتی کہ مطاعن صحابہ بھی ان سے سیکھے اسی طرح تقیہ بھی آپ کو مبارک رہے میرے دل میں جو کچھ ہے وہی میری زبان و قلم پر ہے۔ ہاں اب اس بات کو سمجھئے جو بقول آپکے کسی کے عقل میں نہیں آسکتی بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع کا اقرار اور پھر غیب دانی کا انکار آپ کے نزدیک دو متضاد چیزیں ہیں ؎

اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ ۔۔۔ فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر[1]

بات یہ ہے کہ علمی کتابوں میں یہ بات طے ہو چکی ہے اور عرف عام بھی اس کا شاہد ہے کہ کسی شخص کو کسی چیز کا عالم کہنے کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ شخص اس چیز کے تمام افراد کا علم رکھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ اسکے اکثر افراد کا علم رکھتا ہو مثلاً علم طب کا عالم اسی کو کہینگے جو طب کے تمام مسائل جانتا ہو یا آن کی اکثر مقدار کا علم رکھتا ہو

[1] ترجمہ۔ جب کسی شخص کی آنکھ صحیح وسالم نہ ہو تو کیا تعجب اگر وہ صبح کی روشنی کے وقت بھی شک کرے۔

دو چار دس بیس مسائل طب کا جاننے والا عالم طب نہ کہا جائیگا۔ علیٰ ہذا فقہ کا عالم اسی شخص کو کہینگے جو فقہ کے تمام مسائل یا اکثر مسائل جانتا ہو۔ دس بیس مسئلے فقہ کے جاننے سے علم فقہ کا عالم نہیں جا سکتا۔ پس غیب کا عالم اُسکو کہینگے جو غیب کے تمام جزئیات کو جانتا ہو یا اکثر جزئیات کو جانتا ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے تمام جزئیات کا جاننے والا تو آپ لوگ بھی نہیں کہتے۔ لہذا اس اعتبار سے تو آپ کو غیب داں یا عالم الغیب کہہ نہیں سکتے اب رہی دوسری صورت یعنی غیب کی اکثر جزئیات کا جاننا تو اکثریت کا حکم لگانے کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ غیب کے کل جزئیات کی تعداد معلوم ہو کہ وہ کتنے ہیں دوم یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی جتنی جزئیات پر اطلاع دی گئی اُن کی تعداد معلوم ہو اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں مجہول ہیں نہ غیب کی کل جزئیات کی تعداد کسی کو معلوم ہے نہ ان میں سے جتنی باتوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی اس کی تعداد کا کسی کو علم ہے لہذا یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ حضور کو غیب کی اکثر جزئیات پر اطلاع دی گئی لہذا اس اعتبار سے بھی آپ کو غیب داں یا عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

اب تو آپ کیا بلکہ سارا مجمع سمجھ گیا ہوگا کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی مگر چونکہ یہ نہیں معلوم کہ وہ غیب کی کل مقدار کے لحاظ سے اکثر ہیں یا نصف یا نصف سے کم اسلئے آپ کو غیب داں یا غیب کا جاننے والا یا عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں علم غیب کو حق تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کہا اور انبیا علیہم السلام کیلئے اظہار اور اطلاع کی لفظ ارشاد فرمائی نہ علم کی۔

ہاں حضور کے عالم الغیب ہونے کا انکار کرنا بیشک ایمان کا حصہ ہے کیونکہ قرآن مجید نے اس کا حکم دیا ہے کہ کہدو اللہ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ باقی رہا یہ کہ علم غیب کے انکار کو آپ توہین سمجھتے تو گویا آپ کے نزدیک قرآن میں حضور کی توہین کی گئی ہے۔ شیطان کے علم کو حضور کے علم سے وسیع کس نے کہا اور اس کا کیا مطلب ہے۔ عبارت کتاب کی آپ پڑھتے تو بات صاف ہو جاتی اچھا اس کے متعلق بھی سنئے پہلے اس کی تنقیح ہونی چاہیئے کہ آیا بندوں کے لئے علم کا وسیع ہونا کوئی کمال ہے یا نہیں۔ تو واضح رہے کہ علم کے ایک معنی تو لغت میں ہیں یعنی مطلق جاننا خواہ وہ کسی شئی کا جاننا ہو اور ایک معنی شریعت میں ہیں یعنی معارف الٰہیہ اور علوم ربانیہ کا جاننا۔ شریعت انہیں چیزوں کے جاننے کو علم کہتی ہے۔ نِعمَ ما قال المولوی المعنوی ؎

گر نہ علمت سوئی یزداں رہبر ست   جہل از آں علم صد رہ بہتر ست

پس علم بالمعنی الشرعی البتہ بندوں کے لئے کمال ہے کون کہہ سکتا ہے کہ شراب بنانے کا علم اور زنا کے طریقوں کا علم اور علم خنزیر پکانے کا علم کمال ہے۔ پس شیطان جس کا کام اضلال ہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ گمراہ کرنے کے تمام طریقے اُس کو معلوم ہوں اسکو معلوم ہو کہ فلاں مقام پر ایک عورت ہے اور وہ اس وقت تنہا ہے اور فلاں مرد کو اس تدبیر سے وہاں تک پہونچایا جا سکتا ہے اور فلاں تدبیر سے اُسکو زنا میں مبتلا کیا جا سکتا ہے لہذا ان خرافات کے جاننے میں اگر شیطان کا علم حضور پُر نور کے علم سے وسیع ہو جائے تو کیا مضائقہ بلکہ ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ حضور کا قلب انور معارف الٰہیہ کا خزانہ ہے ان خرافات کی وہاں کہاں گنجائش

احادیث دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو کہ دنیا کی چیزوں کا علم خود حضورؐ نے اپنے لئے کمال نہیں سمجھا اور اس سے اپنی براءت فرمائی۔ صحیح مسلم وغیرہ میں تابیر نخل کی حدیث دیکھئے کہ جب حضورؐ کے منع فرمانے سے صحابہ کرام نے تابیر نخل نہ کی اور اس سال پھل کم آئے اور حضورؐ سے عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ اچھا تم جیسا کرتے تھے ویسا ہی کرو۔ انتم اعلم بامور دنیاکم ” اپنی دنیا کے چیزوں کو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ دنیا کو اپنی طرف منسوب بھی نہ فرمایا۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ بے فائدہ مسلمانوں کی غیبت کر رہے ہیں اور بے وجہ حقوق العباد کا بوجھ اپنے اوپر لاد رہے ہیں خصوصًا وہ مسلمان جو اس دنیا سے چل بسے اُن کی غیبت کرنا بڑا ہی خطرناک کام ہے خدا سے ڈریئے۔ قیامت آنیوالی ہے۔ اپنی اصلاح کیجئے دوسروں کی بدگوئی سے کیا مطلب ” تلک اُمۃ قد خلت لہا ما کسبت “ اور اگر آپ کو خواہ مخواہ دوسروں پر اعتراض کرنے ہی کا شوق ہے تو میرے اوپر اعتراض کیجئے تقریبًا ساٹھ ستر کتابیں مختلف علوم میں میری تالیف سے چھپکر اقطار ہند میں شائع ہو رہی ہیں اُنپر اعتراض فرمائیے۔

علم غیب کے متعلق دو آیتیں اور آپ نے اس مرتبہ پڑھیں افسوس کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے شان میں جو کچھ آپ نے پڑھا اُسکو یاد کر لیا ہے لیکن نہ آپ کو پتہ نہ چلا یا نہ چل سکا کہ

اس لفظ کے سنتے ہی مولوی فاخر صاحب بڑی مسرت کے لہجے میں بولے کیا آپ کی انتقال ہوگیا، حضرت مولانا نے فرمایا ہاں مولنا خلیل احمد صاحب جو کئی سال سے مدینہ منورہ میں رہتے تھے خوش قسمتی سے اسی مقدس سرزمین میں وفات پاگئے “

علمی میدان میں ان کی تحریرات کے سر پر جانا سوا ندامت و شرمندگی کے اور کوئی پھل نہیں دے سکتا
بیشک قرآن مجید ہر چیز کا جامع اور ہر چیز کا تبیان ہے اور بیشک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اعلم و اعراف تھے لیکن ہر چیز کا مطلب آپ نے نہیں سمجھا ہر چیز سے مُراد وہی چیز ہے جو اصول دین سے تعلق رکھتی ہو معتبر تفسیروں میں یہ مراد تصریح کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اچھا قرآن مجید میں حضرت بلقیس زوجہ حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا کہ "اوتیت من کل شئی" کیا وہاں بھی ہر چیز کا مطلب ایسا ہی عام آپ مراد لینگے اور کیا آپ کہینگے کہ بی بی بلقیس کو نبوت بھی ملی تھی اور ذکورت بھی ملی تھی اور وہ اس قول کے وقت صاحب اولاد بھی تھیں؟ ہرگز نہیں! لامحالہ وہاں آپ یہی کہیں گے کہ ہر چیز سے مراد وہ ہر چیز ہے جو سلطنت سے تعلق رکھتی ہو۔ جیسا قرینہ اس آیت میں سلطنت کی تخصیص کا ہے ویسا ہی قرینہ آپ کے پیش کردہ آیات میں دین کی تخصیص کا ہے۔

جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا کہ حضورؐ نے اپنے صحابہ کو قیامت تک ہونے والی تمام چیزیں تعلیم کیں یہ حدیث کس کتاب میں ہے! وہ کتاب پیش کیجئے اور الفاظ حدیث پڑھیئے اسکے بعد اسکا جواب دیا جائیگا۔

آخر میں یہ کہکر میں ختم کرتا ہوں کہ باوجود پے درپے مطالبہ کے آپ نے فقہ حنفی کے فتاوی کا جو آپ کے عقیدہ کی تکفیر کر رہے ہیں کچھ جواب نہ دیا نہ میری پیش کردہ آیات کا کچھ جواب دیا۔ کیا اس کے بعد بھی آپ اپنے کو سنی[1] اور حنفی کہیں گے؟

جناب مولوی فاخر صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) واہ مولانا آپ مجھ سے حدیث کا حوالہ پوچھتے ہیں۔ آج تو میں سائل ہوں۔ میرے ذمہ کسی بات کا بار ثبوت نہیں۔ بار ثبوت سب آپ کے اوپر ہے۔

یہ جو آپ نے کہا کہ ہر چیز کا جاننا کمال نہیں ہے۔ میں اس کو نہ مانوں گا۔ علم شئی بہ از جہل شئی۔ اچھا تو فرمائیے کہ جن چیزوں کو آپ خرافات کہہ رہے ہیں جن چیزوں کے جاننے کو آپ کمال نہیں کہتے ان چیزوں کو خدا بھی جانتا ہے یا نہیں؟ اور خدا کے لئے ان چیزوں کا جاننا باعث کمال ہے یا نہیں؟

یہ بھی آپ نے خوب کہا کہ شیطان کا کام چونکہ گمراہ کرنا ہے اسلئے اسکو ان اُمور کا جاننا ضروری ہے میں کہتا ہوں کہ حضور سرکار دوعالم کا کام ہدایت کرنا اور شیطان کی گمراہیوں سے بچانا ہے لہذا حضورؐ کے لئے ضروری ہے کہ شیطان کی تمام تدبیروں سے اس کے مکائد سے حضور واقف ہوں۔ حضور طبیب ہیں ان

[1] سنی حنفی کجا قرآن مجید کی مخالفت کے باعث سے مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

طبیعت کے لئے ضروری ہے کہ بیماریوں سے اور بیماریوں کی پیدا کرنے والی چیزوں سے واقف ہو ورنہ وہ علاج کیا کریگا جن چیزوں کو آپ خرافات کہتے ہیں اگر خدا کے لئے ان کا جاننا باعث کمال ہے تو حضور کیلئے کیوں باعث کمال نہیں ہے۔ اس کا جواب صاف دیجئے۔

حفظ الایمان کی عبارت کا آپ صاف جواب نہیں دیتے اور دو مثالیں جو میں نے پیش کی تھیں ان میں اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے اسکو نہیں بیان کرتے یہ کیا بات ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت کو آپ کیوں سرکار دو عالم کی توہین نہیں مانتے۔ اگر حضور کی توہین آپ کے علم و یقین میں کفر ہے تو آپ کافروں کی عزت کیوں کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) آپ ہر مرتبہ اپنا وقت مجھے دیدیتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ آپ کے ہم مشرب مولوی صاحب سے ابھی حال میں مجھ سے بمقام امروہہ مناظرہ ہوا تو ان سے میں نے پچاس روپیہ نقد مجمع عام میں لیا تھا۔ لہذا میں لینے کا عادی ہو گیا ہوں۔ آپ سے روپیہ نہیں ملا تو وقت مل جاتا جو روپیہ سے زیادہ قیمتی ہے۔

مولانا! یہ بات لاجواب آپنے کہی کہ سائل اگر کسی حدیث کا حوالہ دے تو اس سے کتاب کا نام بھی نہیں پوچھا جا سکتا۔ معلوم ہوا اصول مناظرہ سے آپ خوب واقف ہیں۔

ہاں جو سوال آپ نے مجھ سے کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خدا ان سب چیزوں کو جانتا ہے اس کے علم سے تو ذرہ برابر کوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی باہر نہیں ہے اور اس کے لئے یہی علم محیط کمال ہے مگر جو چیز خدا کے لئے کمال ہو کچھ ضروری نہیں کہ بندوں کیلئے بھی کمال ہو۔ خدا پر کسی کو قیاس نہ کیجئے "لیس کمثلہ شئی" اچھا آپ ہی بتائیے۔ خدا تو لوگوں کو مارتا رہتا ہے جس کو موت آتی ہے خدا کے مارنے سے آتی ہے اور یہ اسکا کمال خدائی ہے۔ کیا بندے کے لئے بھی یہ کمال ہے کہ وہ لوگوں کو مار ڈالا کرے کمال کیا معنی بلکہ عیب ہے۔ خدا تو ہر شخص کو ہر حالت میں دیکھتا ہے لوگوں کو ننگے ہونے کی حالت میں بھی دیکھتا ہے اور یہ اس کے لئے کمال ہے کیا بندوں کے لئے بھی یہ کمال ہے کہ دوسروں کو ننگا دیکھا کریں۔

آپ جو کہتے ہیں میں نہ مانوں گا۔ یہ آپ کو اختیار ہے میں نے آیات قرآنیہ پیش کیں احادیث پیش کیں فقہ حنفی کے مسئلے پیش کئے اور آپ کسی کا جواب نہ دے سکے بایں ہمہ آپ نہ مانیں تو آپ جانیں میرا کچھ نقصان نہیں۔

ہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکائد ابلیس اور ان سے بچنے کی تدبیر کا علم کامل رکھتے تھے مگر یہ علم بطور

کلیات کے تھا۔ کلیات کے جاننے سے ان کلیات کی جزئیات کا علم ضروری نہیں اور آپ نے اپنے صحابۂ کرام کو جو قیامت تک ہونے والی باتیں بتائی تھیں وہ بھی بطور کلیات کے تھیں۔

حفظ الایمان کی عبارت کا تو میں ایسا شافی جواب دے چکا کہ سارا مجمع جانتا ہے اور آپ کا دل بھی جانتا ہے اور وجہ فرق بھی بتا چکا ہوں۔ پھر سُن لیجئے۔ مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور حق تعالےٰ کو معبود جانتے ہیں لہذا جس صفت کو ہم مانتے ہیں اُسکو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں لہذا علم غیب کی کسی شئی کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔

توہین نبی یقیناً کفر اور اشد کفر مگر توہین کرنے والا تو بتائیے۔ مجھے تو آپ ہی حضرات معلوم ہوتے ہیں۔ اچھا اب ایک آیت علم جمیع ماکان ومایکون کی نفی میں اور سن لیجئے اگرچہ یہ معلوم ہے کہ جواب آپ اس کا بھی نہ دینگے۔ قال اللہ تعالیٰ ،، ورسلاً قد قصصناھم علیک و رسلا لم نقصصھم علیک،، یعنی بہت سے رسول ہیں جن کی اطلاع آپ کو خدا نے نہیں دی۔ بھلا دیکھئے تو انبیا علیھم السلام ملکان کے اشرف افراد ہیں۔ ان اشرف افراد کا بھی سب کا علم آپ کو نہ دیا گیا تو جمیع ماکان ومایکون کہاں رہا۔

جناب مولوی فاخر صاحب۔ حضور کو جب مکائد ابلیس کے کلیات کا علم آپ نے مان لیا تو جزئیات کے علم کا کیوں انکار ہے بھلا یہ کیا جہالت کی بات آپ کہہ رہے ہیں کہ کلیات کا علم ہے مگر ان کے جزئیات کا علم نہیں۔ بھلا کلیات کا علم بغیر جزئیات کے علم کے ہو بھی سکتا ہے۔

حفظ الایمان کی عبارت میں کھلی ہوئی توہین سرکار دوعالم کی ہے اسکو توہین نہ ماننا آپ کی کھلی ہوئی کفر پروری اور شکم پروری ہے[1] آپ کو خبر بھی ہے کہ علماء کرام نے اس عبارت پر کیسا سخت فتویٰ کفر کا دیا ہے۔

حضور کے علم اقدس کا انکار کیا جائے اور حضور کے علم سے شیطان کے علم کو وسیع کہا جائے یہ سب آپکے نزدیک ایمان ہے سبحان اللہ حضور کی توہین کرنے کے بعد نماز روزہ سب بیکار۔ نمازیں پڑھیے روزے رکھئے سب بیکار[2]۔

---

[1] یہ الفاظ اپنی مغلوبیت محسوس کرکے مناظرہ کے درہم برہم کرنے کیلئے کہے گئے تھے مگر الحمد للہ کہ ہم لوگ اس کید کو سمجھ گئے اور بالکل خاموشی سے کام لیا۔ [2] نماز کا ذکر بعض حضرت مولانا صاحب کے واسطے تھا کیونکہ آپ کا درس نماز مشہور ہے۔ یہی بے دینی کے الفاظ ہیں جو مسلمانوں کو بے نمازی بنانے کے لئے جادو کا منتر ثابت ہوئے ہیں۔ خدا رحم کرے ۱۲

میں اب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

حضرت مولٰنا محمد عبدالشکور صاحب۔ اِس مرتبہ جو ثقیل الفاظ آپ نے استعمال کیے ہیں انکا بدلہ لینا نہیں چاہتا صرف یہ کہوں گا کہ ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت | سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

حضرت مینے جہالت کی بات نہیں کہی یہ بالکل واضح بات ہے کلیات کے علم سے جزئیات کا علم ضروری نہیں۔ دیکھئے کل فاعل مرفوع اِس کلیہ کا ہم کو علم ہے لیکن اس کے جزئیات کہ کس کس کلام میں کس کس وقت کون لفظ فاعل ہوا یا ہوگا اِس کا ہمیں پتہ بھی نہیں۔

توہین توہین آپ بار بار کہتے ہیں لیکن جو تشفی بخش جواب میں نے دیا اُسکا رد آپ نے کیا نہ کر سکتے ہیں رہا آپ کے علمائے کرام کا فتویٰ تو سچی بات یہ ہے کہ آپ کے علمائے کرام کے تکفیر تو ہیں سے ہندوستان کا کون نامور عالم بچا حتیٰ کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت مولٰنا عبدالحی صاحب فرنگی محلی پر آپ کے علمائے کرام فتوے دے چکے ہیں آخر آخر میں آپ کے مقتدائے مطلق مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے مولوی عبدالباری[1] صاحب فرنگی محلی پر ایک سو ایک کفر کا فتویٰ دیا۔ آیات قرآنیہ مینے پیش کیں اس کا کچھ جواب آپ نہ دے سکے آپ کے پیش کردہ آیات کا مینے صحیح مطلب بیان کرکے آپ کے استدلال کی غلطی واضح کردی اس کا کچھ نقض آپ نہ کر سکے۔ حدیثیں مینے پیش کیں فقہائے حنفیہ کے فتوی مینے پیش کیے اِس کا کچھ جواب آپ نہ دے سکے۔ سوا زبانی باتوں کے کوئی کتابی حوالہ آپ نے نہ دیا۔ کیا اسکے بعد بھی کوئی شخص آپ لوگوں کو سنی حنفی سمجھے گا۔

افسوس آج کا سارا وقت آپ نے انھیں باتوں میں ختم کردیا۔ یہاں کے مسلمانوں کا جن اُمور میں نزاع ہے اُن کی طرف توجہ نہ کی۔ کل میں انشاء اللہ انھیں اُمور کو پیش کرونگا۔ ہم اسلئے آئے ہیں کہ مسلمانوں کے باہمی نزاعات کو دور کرکے اُن کو گلے ملا دیں۔ نہ اسلئے کہ فضول باتوں میں وقت ضائع کرکے ان کے نزاعات کو اور قوی کردیں۔

وقت ختم ہوگیا بلکہ رضاخانی صاحبان نے آنے میں آدھ گھنٹہ دیر کردی تھی اسلئے وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد

[1] مولوی عبدالباری صاحب کا نام سنکر سید دیان کچھ جھوٹی بول اُٹھے بالکل غلط مولوی عبدالباری صاحب نے توبہ کرلی تھی۔ اسپر حضرت مولانا نے فرمایا وہ توبہ بھی آپ کے خان صاحب نے قبول نہیں کی خاص انھیں کے مطبع واقع بریلی کی چھپی ہوئی کتاب "الطاری الباری بھفوات عبدالباری" موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ ۱۲ منہ۔ باوجودیکہ یہ طے تھا کہ ہر مسئلہ پر تین تین تقریریں ہونگی مگر مولوی فاخر صاحب تین تین تقریروں کے بعد فرماتے تھے کہ آج تو مسائل میں ہوا میری تشفی ابھی نہیں ہوئی لہذا میں پھر اسی حفظ الایمان کو پیش کرونگا لیکن خدا کا شکر ہے کہ ان تقریروں سے بڑا فائدہ ہم سب کو حاصل ہوا۔ حق آئینہ کی طرح صاف ہوگیا ۱۲

ختم کا اعلان کیا گیا۔

شرائط کے مطابق رضاخانی صاحبوں سے عرض کیا گیا کہ اپنے مناظر کی تقریریں ان کی اور صدر جلسہ کی دستخطی عنایت فرمائیے اور اسی طرح ہم سے لیجیے۔ اس کے جواب میں کچھ دیر تو سرگوشیاں ہوتی رہیں اسکے بعد مولوی فاخر صاحب نے فرمایا ہماری طرف لکھنے کا انتظام نہیں ہوا پھر مولوی فاخر صاحب فوراً ننگے سر[1] حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت کی لجاجت قابل دید تھی کہنے لگے کہ میں اکیلا ہوں۔ میں ہی تقریر کرتا اور میں ہی لکھتا یہ بہت مشکل تھا مہربانی فرماکر اس وقت تقاضا ملتوی کیجئے تقریریں مجھے یاد ہیں انکو شب میں لکھ لونگا اور کل حاضر کر دونگا۔ کہا گیا کہ لکھنے والے تو آپ کی طرف بھی بہت ہیں۔ آخر ہمارے یہاں کیسے لکھی گئیں۔ کہنے لگے کہ آپ کا دیار ہے آپ سب کچھ انتظام کر سکتے ہیں اور ہمیں کوئی زود نویس نہ ملا۔ آخر ان کی خوشامد پر مولانا نے اسی کو منظور کر لیا۔ یہ کیا معلوم تھا کہ یہ کل بھی اپنی تقریر نہ دینگے اور یہ بھی ایک کید ہے۔

اس کے بعد رضاخانیوں کی طرف سے یہ اصرار ہوا کہ کل مناظرہ مقام پالام میں ہو۔ اس اصرار میں ایک مصلحت یہ تھی کہ انکو امید کامل تھی کہ ہم لوگ پالام کو منظور نہ کرینگے جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا صاحب کا قیام بختیار پور اسٹیٹ میں تھا وہاں سے پالام چھ سات میل ہے اور درمیان میں تین ندیاں ہیں کہ موٹر نہیں جا سکتا تھا علاوہ ازیں اس میں یہ کید بھی مضمر تھا کہ تمام رضاخانیوں نے اپنی مغلوبیت اچھی طرح مشاہدہ کر کے دوسرے دن مناظرہ کے درہم و برہم کرنے کا پورا تہیا کر لیا تھا اور چونکہ ان کے مولوی صاحبان بھی پالام ہی میں مقیم تھے اسلیئے یہ فاسد خیال کیا کہ شکست مناظرہ کے بعد میدان سے بھاگنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ہم لوگ ان سب باتوں کو سمجھ گئے لیکن مناظرہ کو قائم رکھنے کیلئے جس طرح ان کی دوسری ضدیں ہم نے منظور کر لی تھیں یہ ضد بھی مان لی۔ ”ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین“

اجلاس دوم بمقام پالام علاقہ بختیار پور اسٹیٹ ضلع مونگیر

تاریخ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء روز یکشنبہ

آج کے لیئے یہ طے ہوا تھا کہ دس بجے سے ۴ بجے تک اجلاس ہو۔ الحمد للہ کہ آج بھی ہم لوگ مع علمائے کرام

[1] معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ ننگے سر رہا کرتے ہیں ٹوپی نہیں پہنتے ہاں کبھی کبھی رومال سر پر باندھ لیتے ہیں ۱۲

ٹھیک وقت پر پہونچ گئے۔ آج کے اجلاس میں سب سے پہلے ہماری طرف سے تقاضا ہوا کہ کل کی تقریریں دیجئے اور ہم سے لیجئے۔ جناب مولوی فاخر صاحب فرمانے لگے کہ ایک ایک تقریر دیتے جائیے اور اس کا جواب لیتے جائیے بالآخر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تقریریں لکھکر نہیں لائے اور ہماری تقریریں لکھکر اور نہ جواب تیار کرنے کے بہانہ سے سارا دن ضائع کر گئے انکی اس کمی کا بہت افسوس ہوا۔ اپنے نزدیک رضاخانی صاحبوں نے مناظرہ کو بیکار ہی کر دیا کہ کوئی حکم منظور کیا نہ مناظرہ کی تقریریں لکھکر دیں لیکن الحمد للہ ہمارے یہاں دونوں طرف کی تقریریں لکھ لی گئی تھیں جو ان کو دکھلا دی گئیں۔ آج کے لیے یہ طے ہوا کہ ہر فریق اپنی تقریر بیان کے بعد فوراً ہی لکھی ہوئی اپنے مقابل کو دیدے۔ اس کے بعد رضاخانیوں کی طرف سے یہ نیا شگوفہ پیدا ہوا کہ مصطفےٰ اشرف صاحب جو جلسہ دیروزہ میں صدر تھے آج مستعفی ہونا چاہتے ہیں ہماری طرف سے کہا گیا کہ ہمیں ہمکو کیا دخل ہے جس کو آپ چاہیں صدر بنائیں چنانچہ ان کی جگہ پر مولوی سید محمد صاحب کچھوچھوی صدر جلسہ بنائے گئے۔ مگر مصطفےٰ اشرف صاحب نے کھڑے ہو کر بہت کرخت لہجہ میں تقریر شروع کر دی بمشکل ان کو روکا گیا اور مباحثہ کی کارروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا۔

آج حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم کا سائل ہونا طے شدہ تھا۔ لہذا پہلے آپ کھڑے ہوئے اور حسب ذیل تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج چونکہ تقریروں کے چار دور ہوئے یعنی تین تین تقریروں کے بعد حسب قرارداد حضرت مولانا صاحب نئے مسائل شروع فرما دیتے تھے اسلئے ہر دور کی تقریریں علیحدہ علیحدہ لکھی جاتی ہیں۔

دورِ اوّل

حضرت مولٰنا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) اما بعد کل ہمارے فاضل مخاطب نے ہمارا وقت اس غیر متعلق بحث پر ختم فرما دیا تھا کہ فلاں فلاں کتاب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم کی توہین ہے مگر الحمد للہ کل کی بحث میں یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ ان کتابوں میں ہرگز شائبہ توہین کا نہیں، اس کے علاوہ مسائل علم غیب پر بھی پوری روشنی پڑ گئی کہ ہمارے مخاطب صاحبان کا جو عقیدہ اس مسئلہ میں ہے وہ آیات قرآنیہ کے خلاف ہے۔

آج مجھے سوال کرنے کا حق ہے لہذا میں خاص انھیں مسائل کو بحث کے لیے منتخب کرتا ہوں جن کی یہاں نزاع ہے۔ حق تعالیٰ اس نزاع کو باحسن وجوہ دور فرمائے "ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین"۔

حضرات! یہاں جن مسائل کی نزاع ہے اُن میں سے ایک مسائلہ تعزیہ داری کا ہے اور ایک مسائلہ جانوروں کے قبور پر چڑھانے کا اور ذبح لغیر اللہ کا ہے۔ اِن دو مسائلوں کی بحث کے بعد انشاء اللہ بقیہ مسائل پیش کروں گا۔

ہمارے فاضل مخاطب بیان فرمائیں کہ اِن دونوں مسائل میں اُن کا کیا عقیدہ ہے۔ تعزیہ داری اور اسکے مراسم مروجہ کو وہ کیسا سمجھتے ہیں اور جو اُن کا عقیدہ ہے اسکے لیے کون سے دلائل ان کے پاس ہیں۔ علیٰ ہذا جانوروں کے قبروں پر چڑھانے کے متعلق اُن کا کیا عقیدہ ہے اور اسکے کیا دلائل ان کے پاس ہیں۔

دلائل کی ترتیب کے لحاظ سے اتنی گزارش اور ہے کہ اگر ہمارے مخاطب صاحب کے پاس اپنے عقیدہ کے لیے آیات قرآنیہ موجود ہوں تو ان کو پیش فرمائیں آیات نہوں تو اسکو ظاہر فرمانے کے بعد احادیث پیش فرمائیں۔ پھر فقہ حنفی کی عبارات پیش کریں اور چونکہ ہم مقلد ہیں حنفی ہیں اسلئے فقہ کی عبارات کو ایک خاص اہمیت دیجائیگی۔

یہ تقریر ختم کرتے ہی بدستخط مناظر صدر فریق ثانی کو دیدی گئی۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ[1] مسنونہ) بحث علم غیب جس کے بارہ میں نہ سوال تھا نہ اسکا تذکرہ اس وقت مقصود تھا بلکہ اصل بحث توہین رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق سوال تھا اور یہ بات دریافت کی گئی تھی کہ ایسی صریح توہین کی دور از کار[2] تاویل بلکہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کہاں کا دین ہے اور اتباع وغلامی سرکار ابد قرار روحی لہ الفداء کی کونسی دلیل ہے جس کا جواب دیتے ہوئے بحث کو ٹالنے کیلئے فاضل مجیب نے عیسائیوں کی روش اختیار کی ہے کہ سوال از آسمان[3]۔

آج پھر جناب مجیب سے استدعا ہے کہ جو مسئلہ بحث میں لایا جاچکا ہے اسکے سوا دوسرا مسئلہ چھیڑ کر وقت ضائع نکریں۔ اب پھر گزارش ہے کہ جب توہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپکے نزدیک بھی کفر ہے تو کیا آپکے دور از کار تاویل بلکہ تحریف[4] کفر کو کفر نہ رہنے دیگی اور توہین رسول کریم تبجیل وتعظیم ہوجائیگی۔ خدا کے لئے ایمان کے دل پر ہاتھ رکھکر دیکھیے کہ آپ کی **بے انصافی اور کفر پروری** نے اُسے کتنا مضطرب کردیا ہے۔ عوام

---

[1] تقریر میں تو آج بھی خطبہ مسنونہ نہ تھا مگر آج تحریر میں کسی میں باسمہ سبحانہ کسی میں بعد الحمد والصلوٰۃ لکھدیا ہے ۱۲ [2] قارئین کرام پہلے اجلاس میں حضرت مولانا صاحب کا جواب کا ذکر دیکھیں وہ تاویل تھی یا حقیقی مفہوم ۱۲ [3] آنکھوں میں خاک جھونکنا اسکو کہتے ہیں آپ کے ہر سوال کا جواب بھی دیا گیا اور مسئلہ نزاعی کی طرف بھی توجہ کی گئی اسکو دنیا میں کون سوال از آسمان جواب از ریسمان کہہ سکتا ہے ۱۲ [4] علوم شرعیہ سے عموماً اور فقہ حنفی سے خصوصاً ناواقف ہونے کے باعث سے جو چاہیں کہیں ورنہ بالفرض تاویل بھی ہوتی تو کفر سے بچانے کے لیے کافی تھی۔ دیکھو ردالمحتار وغیرہ ۱۲

اور ناوانقوں کو فریب میں رکھنا اور جس تمثیل و تشبیہ سے آپ کے ولی نعمت مولوی محمد علی وحضرت معبود حقیقی کی توہین آپ خود مانیں اُسی تشبیہ و تمثیل کو عین[1] تعظیم و تفخیم حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم مانیں۔ کیا آپ کے نزدیک حضرت معبود کے بعد[2] مولوی محمد علی صاحب ہیں یا اس کی برابر کہ جس تشبیہ سے معبود حقیقی کی توہین ہو اُس تشبیہ سے مولوی محمد علی صاحب کی بھی توہین ہو لیکن اسی تشبیہ سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہو۔ یہی تو سبب ہے کہ مسلمان یعنی اہل سنت وجماعت ہر ایسے شخص کو بے دین گمراہ بلکہ کافر محروم الشفاعۃ مخلد فی النار مانتے ہیں اور آپ حضرات ایسی توہین کو عین ایمان ومحبت جان کر توہین کرنے والوں کو اولیای حق جانتے ہیں اور مسلمان ایسی توہین اور توہین کرنے والوں کو دین سے بیگانہ اور محبت الٰہی سے دور جانتے ہیں۔ اور اب بحث ایمان وکفر کی ہے۔ مسلمان اور کافر کے مابین بحث ہے مسلمانوں کی باہمی بحث نہیں ہے جس میں نذر لغیر اللہ[3] کو ذبح لغیر اللہ کہکر جائز کو ناجائز اور حلال کو حرام کرنے کا خدائی اختیار اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ قبر پر بکرا کوئی نہیں چڑھاتا یہ حرکت تو بے وقوف بھی نہیں کر سکتا۔

جناب مجیب تعزیہ داری کی ترکیب لفظی دیکھیں اور فرمائیں کہ تعزیہ داری کیا چیز ہے جس پر اتنا شد ومد ہے۔ میں پھر کہتا ہوں ان مسائل میں بحث ہوگی پہلے کفر و[4] ایمان کی بحث جو توہین سے پیدا ہوئی ہو خدا کے لئے اُسے صاف صاف طے کرلیں بحث کو نہ بدلیں۔ میں ان مسائل پر آپ سے بحث کروں گا مگر پہلے یہ صاف بھی تو ہوجائے کہ آپ مسلمان ہیں جبکہ توہین رسول کو آپ تعظیم جانتے ہیں۔

حضرت مولنا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبۂ مسنونہ) ہمارے مخاطب صاحب نے بغیر کسی حق کے آج پھر بحث دیوبندہ کو چھیڑا۔ آج میں سائل تھا ان کو میرے سوال کا جواب دینا لازم تھا مگر افسوس کہ میرے سوال کا جواب کچھ نہ دیا برائے نام بھی نہ دیا۔

بحث دیوبندہ کے متعلق میں صرف اتنا کہدینا چاہتا ہوں کہ کل میں شافی جواب دے چکا ہوں۔ آپ نے جو فرمایا کہ حفظ الایمان میں ہے کہ رسول اللہ کو جیسا علم تھا ویسا ہی پاگل وغیرہ کو ہے بالکل غلط ہے یہ الفاظ

---

[1] بیشک حضورؐ کی تعلیم بھی ہو کہ آپ ماسوی اللہ کے علم کی نفی کیجائے ماسوی اللہ کا علم بقدر ضرورت ہدایت مانا جائے اور نفی علم غیب قرآن حدیث کی خاص تعلیم ہے اور کیا شک ہو کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنا عین تعظیم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۱۲۔ [2] نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حضرت ممدوح کو ہم لوگ جو ان کے مرید ہیں وہ بھی اس درجہ پر نہیں مانتے چہ جائیکہ جناب مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ یہ افراط وتفریط رضاخانیوں کو مبارک رہے ۱۲۔ [3] اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ نذر لغیر اللہ کو تو جائز مانتے ہیں صرف ذبح لغیر اللہ کو ناجائز کہتے ہیں مگر حیرت ہے ذبح لغیر اللہ کا مطلب بھی نہیں جانتے ۱۲۔ [4] لعنۃ اللہ مسلمانوں کو کافر کہنے پر یہ لوگ کس قدر دلیر ہیں یہ مسئلہ انہوں نے خوارج سے سیکھا، خوارج کی تکفیر اتنی وسیع ہوگئی کہ حضرت علی مرتضیٰ کو بھی وہ کافر کہتے تھے۔ رضاخانی مذہب بھی عجیب معجون مرکب ہے۔ فلاسفہ اور روافض وخوارج سب کی جھلک اس میں موجود ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کی جھلک اس میں کچھ بھی نہیں ۱۲

حفظ الایمان میں نہیں ہیں اگر آپ صحیح کہتے ہیں تو دکھلائیے۔

مولانا محمد علی صاحب کی مثال میں اور حفظ الایمان کی عبارت میں بڑا فرق ہے مولانا محمد علی صاحب کو عالم مانا جاتا ہے اسلئے عالم کے کسی معنی کو پاگل وغیرہ کے لیئے ثابت کرنا توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں مانا جاتا اسلئے علم غیب کی کسی قسم کو دوسرے اشیار کے لیئے ثابت کرنا ہرگز توہین نہیں ہے۔ یہ کھلا ہوا فرق کل ہی بیان کر چکا ہوں۔

آج آپ نے مجھے عیسائیوں اور نجدیوں کی فریب کاریوں کا متبع کہا۔ میں نے جو آپ کے اقوال کو روافض سے ماخوذ کہا تھا اس کا ثبوت پیش کیا تھا۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت دکھلائی تھی کہ روافض کا یہ عقیدہ ہے لیکن آپ نے مجھے بے دلیل یہ لفظ کہا۔ میرے کلام کی مشاکلت کا قصد تو آپ نے کیا مگر کر نہ سکے ؎

ولِلزنبور والبازی جمیعا | لدی الطیران اجنحۃ وخفق
ولکن بین ما یصطادہ باز | وما یصطادہ الزنبور فرق

علاوہ اس کے بے انصافی کفر پروری شکم پروری بے دین گمراہ کافر محروم الشفاعۃ مخلد فی النار وغیرہ الفاظ بھی آپ نے استعمال فرمائے۔ ان الفاظ کا جواب دینا میں نہیں چاہتا۔ خدا آپ کو مبارک کرے۔

آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ تعزیہ داری اور اسکے مراسم اور قبور پر بکرا چڑھانے اور ذبح لغیر اللہ کے مسائل کا جواب دیجئے۔ بحث دیروزہ کو نہ چھیڑیئے۔

آپ کہتے ہیں وہ بحث صاف نہیں ہوئی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ صاف ہونے کی کیا صورت ہوگی۔ حکم آپ نے منظور نہ کیا تقریروں کی تعداد تین تین تسلیم کرلی۔ پھر اب بتائیے کہ بحث کیسے صاف ہوگی۔ ساری عمر اسی بحث پر تقریر کرتے ہوئے گزر جائے تو بھی آپ یہی کہیں گے کہ بحث صاف نہیں ہوئی اسکا کیا علاج ہے، خدا کے لیئے حق و انصاف کا لحاظ کیجئے۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) افسوس کہ دو دن سے ایک سوال قائم ہے اور جواب نہیں دیا جاتا اور یہ کہکر ٹالا جاتا ہے کہ یہ بحث ہی دور از کار ہے آپ نے حفظ الایمان کی توجیہ یہ کی ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے علم غیب نبیؐ کا بالکل انکار کر دیا ہے۔ مولوی صاحب یہ آپ واقعہ نہیں بیان کرتے تحریف کرتے ہیں اور حفظ الایمان کی تصریح کے خلاف کہتے ہیں اس میں علم غیب کے کل کو باطل کیا ہے اور بعض

لہ ترجمہ۔ بھڑ اور شہباز دونوں کے پرواز کے وقت پر و بازو اور بازوؤں کی حرکت موجود ہوتی ہے لیکن باز کے شکار اور بھڑ کے شکار میں بڑا فرق ہے"

علم غیب مانگر گستاخی کی کہ ایسا علم پاگل جانور سب کو حاصل ہے خود مصنف حفظ الایمان نے اس تشبیہ[1] کو اپنے رسالہ بسط البنان میں قبیح لکھا ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے نزدیک رسولؐ کو بعض غیوب کا بھی علم نہیں ہے۔

اور آپ نے عکسی عبارات میں یہ کہکر ٹالدیا کہ مولوی محمد علی صاحب تو عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ معبود ہے مولوی صاحب کہنا یہ ہے کہ کیا جو مولوی محمد علی صاحب کو آپکی طرح عالم نہیں[2] جانتا وہ اس قسم کی تشبیہ دیکر کہہ سکتا ہے کہ ان کا علم ایسا تھا جیسا گدھے سور کا یا جو اللہ تعالیٰ کو معبود کہنا اسلئے نہیں روا رکھتا کہ یہ لفظ[3] اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید و حدیث میں نہیں آیا تو وہ اس قسم کی گستاخانہ تشبیہ اللہ پاک کے لئے استعمال کرسکتا ہے اور وہ توہین نہوگی۔ اور نذر غیر اللہ کو ذبح غیر اللہ بنا دینا یہ آپ کا کمال ہے لیکن یاد رہے کہ آپ سے سب مسائل میں ایک ایک کرکے بحث ہوگی پہلے اپنا ایمان تو ثابت کرلیجئے۔

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبۂ مسنونہ) اما بعد ہمارے مخاطب صاحب نے ان دو مسائل کا جو میں نے پیش کئے تھے کچھ جواب نہ دیا اب یہ ان مسائل پر آخری تقریر ہے۔

فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان کا سوال دو روز سے قائم ہے اس کا جواب نہیں ہوا۔ پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ توجیہ بیان کی صاف جواب نہیں دیا۔ میں اب اس سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا میں پوچھتا ہوں کہ جواب صاف ہونے کی صورت کیا ہے جبکہ آپ نے حکم نہیں مانا۔

ہاں آپ یہ فرماتے ہیں کہ قبر پر بکرا کوئی نہیں چڑھاتا۔ کیا قبر پر بکرا چڑھانے کا آپ کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ قبر کے تعویذ پر بکرے کی ٹانگ ہو۔ یہاں دستور یہ ہے کہ مزار پر جاتے ہیں اور نذر ماننے کے وقت کہتے ہیں کہ اگر میرا یہ کام ہوجائے گا تو میں بکرا چڑھاؤنگا چنانچہ ایک بکرا لیکر اُسکو پھولوں کا ہار وغیرہ پہناکر باجا بجاتے ہوئے لیجاتے ہیں اور قبر کے پاس اُسکو ذبح کرتے ہیں اسی کو قبر پر بکرا چڑھانا کہا جاتا ہے۔

میں نے کل کہا تھا کہ آپ کی بحث (متعلق حفظ الایمان وغیرہ) غیر متعلق ہے مگر پھر بھی ہر بار آپ کے سوال کا جواب دیا۔

آپ نے دراصل گڑبڑ اسلئے کی کہ آپ کے پاس ان مسائل نزاعی کے متعلق کوئی دلیل نہیں ہے اور میرے پاس دلائل کا انبار ہے۔ قرآن شریف کی آیت سنیئے جو جانور کسی دوسرے کے نام زد کیا جائے قرآن مجید

[1] افسوس ہے کہ باوجود مطالبہ کے بسط البنان کی عبارت پیش نہ کی ۱۲ [2] ان کو عالم نہ کہنا بھی توہین ۱۲ [3] یہ لطیفہ بھی عجیب ہے اللہ تعالیٰ کے لئے معبودیت کی صفت قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے مگر جناب مولوی ناظر صاحب اسکے منکر معلوم ہوتے ہیں ۱۲

کہتا ہے کہ وہ حرام ہے قولہ تعالیٰ "و ما اہل بہ لغیر اللہ" یعنی حرام کی گئی وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے ہمارے فقہا اس آیت کو عام لیتے ہیں یعنی خواہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے یا ذبح تو اللہ ہی کے نام پر کیا جائے مگر پہلے سے اسکو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ درمختار میں ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو (وصلیتہ) ذکر اسم اللہ تعالیٰ" یعنی اگر کوئی شخص امیر کے آنے کی وجہ سے یا اور اسی قسم کی کسی بات سے مثل کسی بڑے شخص کے آنے کے ذبیحہ کرے تو حرام ہے کیونکہ یہ اُہِلّ لغیر اللہ ہے۔ اگرچہ بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لے۔

حدیث سنئے صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے "لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ" یعنی اللہ لعنت کرے اُس شخص پر جو غیر اللہ کے لئے کسی جانور کو ذبح کرے۔ اب رہا یہ کہ اِس کام کا کرنیوالا کافر ہوگا یا نہیں؟ اِس کے لئے فتاوی وہبانیہ کا یہ شعر پیش کرتا ہوں۔ جو صاحب درمختار نے نقل فرمایا ہے۔

وفاعلہ جمہور ہم قال کافر | وبفضلی واسمعیل لیس یکفر

آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مسائل نزاعیہ کے متعلق بحث کیجئے تاکہ موجودہ نزاع کا تصفیہ ہو اور بھائی بھائی گلے لگ جائیں۔ آج مسلمانوں کو سب سے بڑی ضرورت اِس کی ہے کہ آپس میں اتحاد و اتفاق ہو جائے۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) مولوی صاحب! آپ کو سوال کا جواب دینا نہیں آتا جو آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ جواب کس چیز کا نام ہے۔ جناب جواب اسکو کہتے ہیں کہ سوال کے متعلق جواب دیا جائے۔ جو پوچھا جائے اسکو بتائے۔ سوال دربارہ توہین ہے اور جواب میں مسئلہ علم غیب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ بیان کرتے ہیں۔ یہ جواب تو ہے مگر حقیقۃً مناظرہ کو جواب ہے۔ چنانچہ آپ آج صاف کہہ گئے کہ مسئلہ توہین کے متعلق آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ ہے اقراری عجز و فرار۔ اور جب آپ اپنا اسلام ثابت نہ کر سکے تو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ اُن مسائل میں گفتگو کریں جو خالص مسلمانوں بلکہ حنفیوں کے ہیں۔

یہ نذر کا مسئلہ اور ذبح کا مسئلہ اسی لئے چھیڑا ہے کہ آپ کے کفریات پر پردہ رہے۔ آپ نے قرآن کریم

سلہ یہ حیاداری اور راست گوئی قابل تعریف ہے حضرت مولانا صاحب کی تقریر اوپر موجود ہے کیا اس میں حفظ الایمان کے جواب کے بجائے مسئلہ علم غیب بیان کیا گیا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اسلئے کیا اس طرح بیباکی سے جھوٹ بولنا موجب ذلت نہیں ہے اگر سچے ہو تو حضرت مولانا کی تقریر میں یہ فرق دکھاؤ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اسلئے جواب نہ دینے اور دبکنے کیلئے کیا خوب حیلہ تراشا مگر افسوس کہ اس حیلہ بازی نے سب پر رضاخانیوں کا جواب سے عاجز ہونا اظہر من الشمس کر دیا خدا کیلئے یہ تو بتاؤ کہ یہ مباحثہ ان مسائل کے تصفیہ کیلئے تھا جنکی بابت یہاں نزاع تھی یا کسی عالم دین کے کفر و اسلام کی بحث کیلئے شرم شرم !! اکرم اللہ

کی آیۂ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ پڑھ دی اور یہ ثابت نہ کر سکے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی جانور کو بنام خدا ذبح کر کے اسکا گوشت پکا کر کسی مرحوم کو ثواب بخشنا حرام ہے۔ اہل بہ کے یہ معنی عامہ مفسرین کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت ذابح کا بجائے بسم اللہ اللہ اکبر کے دوسرے کا نام لینا یہ اہلال ہے۔ در مختار کی عبارت بھی آپ نے پیش کی ہے جس کے متعلق علامہ شامی نے لکھا ہے کہ درمختار کے اغلاق کی وجہ سے ہر پڑھے لکھے کو اُسپر فتویٰ دینا جائز نہیں ہے اور پھر اُسمیں اس ذبح کا تو کہاں ذکر ہے جس کو آپ فرما رہے ہیں یہ تو آپ اپنے داعیینؓ پر حملے کرتے ہیں جو آپ کی تعظیم کیلئے اس وقت تک کتنی بکریاں ذبح کر چکے ہونگے۔

اور حدیث مسلم میں بھی ذبح لغیر اللہ ہے اور یہاں مسلمان ذبح اللہ کرتے ہیں جس طرح کہ حضور اپنی امت کی طرف سے جن میں اموات واحیاء اور آنے والی اُمت سب داخل تھی دُنبے کو ذبح فرمایا تھا اور مسلمان اب بھی بقرعید میں قربانی اموات کی طرف سے کرتے ہیں اور آپ یاد رکھیے کہ بے تعلق بات نہ چھیڑیے اور اصل بحث توہین کو مٹائیے کہ سب مسلمانؓ ہو کر باہم متفق ہو جائیں۔ تعجب ہے کہ آپ نے دوراز کار بحث چھیڑ دی مگر تعزیہ داری کیلئے ایک حرف ثبوت ؎ میں نہ بولے۔

دَوْر۔ دوّم

حضرت مولٰنا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) ہمارے مخاطب صاحب نے کس طرح اصلی مبحث سے گریز کی سب کو معلوم ہو چکا کہ کچھ جواب نہ دیا۔

تمنّا تو مجھ سے مباحثہ کرنے کی ایسی دیرینہ اور جب وہ وقت آگیا تو یہ حال قرآن مجید کی وہ آیت یاد آگئی ؎ ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رأیتموہ وانتم تنظرون ،،
یاد رکھیئے تعزیہ داری اور اس کے مراسم قبیحہ کا جائز ہونا اور نذر لغیر اللہ اور ذبح لغیر کا جائز ہونا قیامت تک ہمارے مخاطب صاحبان ثابت نہیں کر سکتے ،، ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا ،،
تعزیہ کا حرام ہونا اور ذبح لغیر اللہ کا حرام ہونا اچھی طرح معلوم ہو چکا۔ حدیث شریف میں ہے
،، من زار قبرا بلا مقبور فہو ملعون ،، اخرجہ السیوطی فی الدار المنثور۔
لہٰذا اب میں اس بحث کو نہ چھیڑوں گا۔ اب دوسرا سوال پیش کرتا ہوں۔ قبروں پر چڑھاوا چڑھانا

؎ یہ لفظ اسی طرح دو یائے تحتانی کے ساتھ مولوی فاخر صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دستخطی تحریر میں ہے ۱۲ ؎ یہ فرقۂ ضلالی مسلمانوں کی تکفیر پر کس قدر جری ہے کہ بار بار اس لفظ کو زبان سے نکالتا ہے نہ خدا کا خوف نہ مخلوق سے حیا ۱۲ ؎ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ تعزیہ داری کے مشروع ہونے کا دعویٰ خود کریں اور ثبوت اپنے خصم سے مانگیں ۱۲ ؎ ترجمہ تم موت کی تمنا کر رہے تھے قبل اس کے کہ اس سے ملو تو اب تم نے اسکو دیکھ لیا اور تم اس کی طرف نظر کر رہے ہو ۱۲

مثلاً مالیدہ وغیرہ اور قبروں کو سجدہ کرنا یا طواف کرنا آپ کے اعتقاد میں کیسا ہے۔ بدلائل قرآن وحدیث وفقہ حنفی بیان فرمائیے۔

آخر میں آپ نے غلط الزام لگایا کہ میرے پاس جواب نہیں۔ جواب تو میں نے ایسا دیا کہ سب کا دل جانتا ہے آپ نے میرے اسلام کا پہلے ہی دن اقرار کیا اور کہا کہ مسلمانوں کے علما ایک جگہ بیٹھیں اور اپنے متعلق گور پرست کہا۔ کتابوں کا آپ غلط حوالہ دیتے ہیں کہ شامی اغلاق کی وجہ سے درمختار کو لائق فتوی نہیں کہتے ہیں آپ سے کہا گیا کہ عبارت پیش کیجئے مگر آپ نہیں دکھلا سکے اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبہ مسنونہ) ہم اب اس کے متعلق آپ سے کیا کہیں کہ مولوی صاحب مسئلہ توہین سے آپ کیوں گریز کرتے ہیں کیوں گھبراتے ہیں کیوں جان بچاتے ہیں۔ اپنا ایمان کیوں نہیں ثابت کرتے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشی سے کہا کہ مسئلہ علم غیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر کتا بلی سؤر سب کو حاصل ہے۔ ایسا کفر بولکر ایسا نجس کلمہ کہکر آپ کو کیا حق ہے کہ کسی مسئلہ اسلامیہ فرعیہ کو ہاتھ لگائیں۔

آپ ردالمحتار کے اِس ارشاد کے منکر ہیں کہ انھوں نے درمختار کے اغلاق کی وجہ سے اسپر فتوی دینا ممنوع قرار دیا ہے۔ ذرا آپ اپنا ایمان ثابت کریں تو آپ کو اِس مسئلہ کے متعلق لفظ لفظ کتابوں میں دکھا دینا ہمارا کام ہے۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ بکرا جس طرح آستانہ مخدوم دیوان محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ میں بنام خدا ذبح کیا جاتا ہے اور اُس کا گوشت مسلمانوں کو کھلا دیا جاتا ہے اِسکے ناجائز ہونے پر آپ قیامت تک کوئی دلیل نہیں لاسکتے۔ آپ سیوطی کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔ ذرا اس حدیث کے متعلق یہ بتائیے صحیح ہے یا ضعیف بغیر اس کئے طے کئے ہوئے حدیث کا لفظ زبان سے کہدینا بیکار ہے اور پھر حدیث میں تو قبر بلا مقبور کا ذکر ہے نقشہ روضہ امام میں قبر نہیں ہوتی بلکہ تعویذ قبر کی تصویر ہوتی ہے اور تصویر تعویذ قبر قبر نہیں ہے جو قبر با مقبور یا بلا مقبور کہی جاسکے سجدہ قبر و طواف قبر کے متعلق جتنا میں پہلے کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ اگر آپ سننا چاہیں گے تو اپنا اسلام ثابت کر کے

ے پہلے ہی لکھدیا ہوتا جبکہ مناظرہ کی تیاری ہورہی تھی کہ یہاں کی موجودہ نزاع کے متعلق مناظرہ نہ ہوگا بلکہ ان لوگوں کے کفر و اسلام کی بحث ہوگی۔ اب اس بات کو اپنا سود مناظرہ سے گریز کے اور کیا معنی ہوسکتے ہیں؟ " ے علامہ شامی نے ردالمحتار کے دیباچہ میں درمختار کی بڑی تعریف لکھی ہے اور لکھا ہے کہ فقد حوی من الفروع المنقحۃ والمسائل المصححۃ ما لم یحوہ غیرہ من کبار الاسفار یعنی درمختار میں نہایت منقح اور صحیح مسائل ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ہیں مزید لکھا ہے کہ کتاب موجز مختصر و مشکل ہے لیکن یہ نہیں لکھا کہ اسپر فتوی دینا ناجائز و ممنوع ہے ۔ ے یہ واقعات کا انکار تمام لوگ سن سنکر نفرین کر رہے تھے یہ بحث ہو رہی تھی کہ کل ان تمام مراسم تعزیہ " اسی کو یہاں کے باشندوں سے تفصیل دار لکھوا کر اس پر سو پچاس چشم دید گواہوں کے دستخط کرا کر پیش چلئے مگر افسوس کہ مناظرہ اسی دن ختم کر دیا گیا "

اس مسئلہ کو چھیڑیئے۔ ہم نے آپ کے اسلام کا ہرگز اقرار نہیں کیا اور اپنے کو گور پرست آپ کی مفروضہ اصطلاح کی بنا پر کہا۔ مراسم تعزیہ کو کس بجگری سے بے دلیل آپ نے ناجائز کہدیا مگر ان مراسم کو نہ بیان کیا کہ وہ کیا ہیں۔ ہم کو اس کی آپ سے کیا شکایت ہے جبکہ آپ توہین رسول کو عین تعظیم جانتے ہیں

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبۂ مسنونہ) جو مسئلہ میں نے پیش کیا ہے اس پر یہ دوسری تقریر ہو رہی ہے وہ مسئلہ کیا ہے قبر پر چڑھاوا چڑھانا قبر کا سجدہ کرنا اور طواف کرنا۔ ایک بات غور سے توجہ کے ساتھ سنیئے۔ میرے ایمان کی بحث یہاں نہیں ہے یہاں اس کا جھگڑا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں میرے اسلام کا ثبوت میرا اپنی ہر تقریر کے ابتدا میں کلمۂ شہادت کا پڑھنا ہے۔

میں نے حفظ الایمان کے اعتراض کا جواب لیسا دیا کہ پھر اس کا کوئی جواب آپ سے نہیں دیا گیا نہ دیا جا سکتا ہے اس اگر ایسی غیر متعلق بحثیں چھیڑنا تو آپ کے خاں صاحب بریلوی کے عقائد کا اور ان ناپاک گستاخیوں کا تذکرہ کرتا جو انھوں نے شان الوہیت اور شان رسالت میں کی ہیں دیکھئے خاں صاحب بریلوی کے متعلق دیوبند کا یہ اشتہار ہے جس میں خاں صاحب کے اعتقادات متعلق خدا و رسول کے کیسے پاکیزہ درج ہیں (یہ کہکر چند سطریں اس اشتہار کی پڑھکر سنائی گئیں) مگر میں نے ان باتوں کو چھیڑنا ناپسند کیا کیونکہ اس کی ضرورت یہاں نہیں ہے نہ اس کی یہاں بحث ہے۔ میں سائل ہوں آپ خود سند کا یہاں ضعف بتائیے اور در مختار کی عبارت کا اغلاق آپ ثابت کیجئے کہ علامہ شامی نے اس مسئلہ میں کوئی بات آپ کے مطلب کے موافق لکھی ہے۔ آج قبروں پر چڑھاوا چڑھانے اور قبروں کا طواف کرنے اور سجدہ کرنے کے مسئلہ پر بحث ہے جس کے متعلق مخاطب صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور غیر متعلق باتیں کیں۔

میں نے علامہ سیوطی کی حدیث کے علاوہ صحیح مسلم کی حدیث قرآن شریف کی آیت اور کتب فقہ کی عبارات پیش کی اور بتا دیا کہ ہم حنفی ہیں آپ نے تو کچھ بھی نہ کیا۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) آپ نے اپنا اسلام یہ کہکر ثابت کیا کہ آپ زبان سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں۔ آپ کو کیا خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ و اللہ یعلم انک لرسولہ و اللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون" جبکہ آپ کے پاس منافقین آتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اسکے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں۔ دوسری آیۂ کریمہ ہے "یحلفون باللہ ما قالوا

ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم ،، بے ایمان لوگ قسم کھا کر اللہ کی کہتے ہیں کہ نہیں کہا اور بیشک انھوں نے کلمہ کفر کہا اور کافر ہوگئے اپنے اسلام لانے کے بعد۔

آپ کہتے ہیں کہ آپ نے توہین نہیں کی حفظ الایمان میں جو علم رسول کی بابت کہا کہ ایسا علم ہر گدھے سور کو حاصل ہے یہ توہین ہے اسکو آپ نے کس دلیل سے توہین نہ ہونا ثابت کیا۔ آپ کو تو تسلیم ہے کہ یہ تشبیہ تو یقیناً توہین ہے صرف آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ جناب حفظ الایمان پڑھیئے آپ نے کہا اور ضرور کہا اور کہکر کافر ہوگئے یہ کہکر نہ ٹالیئے کہ آپ کے ایمان کی یہاں بحث ہی نہیں ہے اصل بحث تو یہی ہے کہ آپ جس طبقہ کی طرف مسلمانوں کو لیجاتے ہیں وہ طبقہ کفریات کا معتقد اور بارگاہ رسالت میں سخت بیباک ہے۔

حضرت مولانا فاضل بریلوی پر امکان کذب کا الزام ایسا افترا ہے جس سے بڑھکر دنیا میں کوئی غلط گوئی نہیں ہوسکتی جس ذات نے امکان کذب باری کے عقیدہ کا رد بلیغ کیا اسپر یہ جیتا جاگتا افترا آپ ہی بتائیے کہ کونسی دیانت ہے۔ ہمت ہو تو ذرا مولانا مرحوم کی ایک عبارت بھی دکھا دیجئے جس میں امکان کذب باری کا شائبہ بھی موجود ہو ہم تو کل سے حفظ الایمان کی عبارت پڑھ رہے ہیں سنا رہے ہیں اور دکھا رہے ہیں اور ماشاء اللہ یہ خوب رہی کہ حدیث پڑھیں آپ اور ثبوت اسکا ہم دیں اور حوالہ ہم دکھائیں یہ آپ کی جرأت ہے کہ ہم اپنے اصل مطالبہ کے ساتھ ضمناً آپ کا ایک ایک جملہ رد کر رہے ہیں اور پھر آپ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے حدیث پیش کی مگر بیکار فقہ کی عبارت لائے مگر بے محل جسکو فقہ میں ناجائز لکھا ہے اس سے مسلمانوں کا عمل پاک ہے اور جو کچھ مسلمان کرتے ہیں اُس کا عدم جواز ہرگز آپ نہ دکھا سکے اور نہ دکھا سکتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبۂ مسنونہ) یہ میری آخری تقریر اس مسئلہ پر ہے اور ہمارے مخاطب صاحب ایک تقریر اور کرینگے یہ مسئلہ ختم ہوچکا اور اس طرح پر کہ اُس کے متعلق ایک حرف بھی ہمارے مخاطب صاحب نہیں کہتے۔ یہ تو فرما دیتے ہیں کہ تمہارا ایمان ثابت نہیں مگر جواب ندارد۔ آیت میں تو خدا کی شہادت ہے مگر مجھ پر جو آپ الزام دیتے ہیں اسپر کیا شہادت ہے اور خود آپ کے پاس اپنے ایمان پر کیا شہادت خداوندی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں پر جیتا جاگتا افترا کیا میں کہتا ہوں کہ آپ نے مولانا تھانوی پر ایسا ہی جیتا جاگتا افترا کیا۔

مولوی نذیر صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جوابات دینے میں کیا؟ اسکے عدم جواز کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جواز کیلئے دلیل کی حاجت ہوتی ہے آخری سوال کے جواب آتے ہی سب چیزیں صاف ہوجاتیں مگر اس آخری سوال کو سنتے ہی رضاخانیوں نے مناظرہ ہی درہم برہم کر دیا ۱۲

آپنے قبروں پر چڑھاوا چڑھانے اور طواف وسجدہ کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا بجز اسکے کہ یہاں کے لوگ کچھ اور ہی سمجھتے ہیں اور ممنوع اور کچھ ہے۔ اگر اتنا ہی کہنا کافی ہے تو پھر میرا بھی یہ کہدینا کافی ہوتا کہ حفظ الایمان میں اور کچھ ہے اور توہین اور کچھ ہے مگر میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ دلائل پیش کیئے۔

سجدہ کے متعلق تو قرآن نے صاف کہدیا کہ ”لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن“ یعنی نہ سجدہ کرو آفتاب کو اور نہ ماہتاب کو اور سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا۔ اس آیت میں صاف فرمایا کہ سجدہ خالق کو ہونا چاہیئے نہ مخلوق کو۔

طواف کے متعلق قرآن مجید نے بجز بیت اللہ کے اور کسی کے لیئے نہیں کہا قولہ تعالیٰ ”ولیطوفوا بالبیت العتیق“ پھر قبروں کا طواف کہاں سے ثابت ہے۔

فقہ کی کتابوں میں قبروں کے آگے زمین کے چومنے کو منع کرتے ہیں کیونکہ اس میں تشابہ سجدہ کا ہوجاتا ہے چہ جائیکہ سجدہ ظاہر ہو۔

جناب مولوی قناعت صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) آپ نے کہا تھا کہ چونکہ ہم کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں لہذا مسلمان ہیں اس پر قرآن عظیم کا حکم ہم نے سنا دیا کہ صرف کلمۂ شہادت پڑھنے سے اسلام کا دعوی نہیں کیا جا سکتا جبتک کہ اس کفر سے توبہ نہ کرے جو بک چکا ہے۔ آپ نے حفظ الایمان کی عبارت تسلیم کرلی ہے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی گستاخی ہے اور وہ کفر ہے آپ کو حفظ الایمان سنایا دکھایا۔ اب بھی آپ اپنے کفر کو غیب ہی سمجھ کر اسکے اظہار کو علم غیب کا دعویٰ سمجھ رہے ہیں۔ جناب علم غیب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یقیناً ہمارے دل میں آپ کی طرف سے اس کا خیال ہے کہ آپ اپنا فرض ادا کرچکے یہ علم غیب ہی کا دعوی نہیں ہے بلکہ جھوٹ بھی ہے آپ اپنا فرض ادا کریں تو پھر کسی سے اس خیال کی توقع رکھیں

حضرت فاضل بریلوی پر افترا کرکے آپ اُن کی کسی تصنیف کو نہ دکھا سکے اور ہم اشرف علی کیلئے جو کچھ کہتے ہیں اسکا ثبوت اُن کی تصنیف سے دیتے ہیں اور وہ اُردو زبان ہے عربی نہیں ہے کہ آپ کچھ کا کچھ ترجمہ کرکے عوام کو دھوکا دیسکیں اس کے پڑھنے ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں کھلی ہوئی گستاخی ہے اور ایسی گستاخی کی وہی عبارت آپ کے ولی نعمت مولوی محمد علی صاحب کو کہی گئی تو آپ نے اسکو توہین سمجھا۔ آپ نے دور از کار مسائل فرعیہ چھیڑ سے اور پھر بھی دیکھنے کی بات یہ ہے کہ قبر پر چڑھاوا کے ناجائز ہونے پر ایک دلیل[1] نہ لا سکے اور

[1] قاعدہ کے مطابق دلیل پیش کرنا رضاخانیوں پر لازم تھا اگر اپنی دلیل ہم سے طلب کرتے ہیں مولنا صاحب نے پہلے ہی تجویز فرمایا تھا کہ رضاخانیوں کا دلیل سے خالی ہاتھ ہونا اچھی طرح دکھلا کر آخری سوال کی بحث میں پیدا اگلی خبر پیش فرمائینگے مگر افسوس کہ رضاخانیوں نے بھی اسکو محسوس کرکے مناظرہ کو قبل از وقت ختم کردیا۔

یاد رکھئے کہ نہ لا سکتے ہیں۔ طواف و سجدہ کے متعلق آپ نے بڑا وقت صرف کیا جب اپنا اسلام ثابت کر لیجئے گا تو آپ کو بتایا جائیگا کہ طواف قبور کی تعلیم آپ ہی کے مشائخ طریقت نے دی ہے افسوس کہ آپ سجدہ کا عدم جواز بھی جیسا[1] چاہیئے ثابت نہ کر سکے۔ آفتاب و ماہتاب کے لیئے سجدہ کی ممانعت سے عام[2] مخلوق مراد لینا کس کتاب کی بات ہے جب آپ اس بحث میں اتنے کمزور ہیں تو پھر بھلا اپنا ایمان ثابت کرنا آپ پر کیوں نہ دشوار ہو۔ ہم آپ سے کہتے ہیں کہ اس شرم و حیا سے کام لیکر جو انسان کو انسان سے ہوتی ہے ہمارے مطالبات کا جواب دیجیئے ہم جو یہ کہتے ہیں کہ جو مسلمان کرتے ہیں اس کا عدم جواز فقہ میں نہیں ہے اور مسلمان کیا کرتے ہیں اسکو بھی بتا دیا کہ جانور بنام خدا ذبح کر کے اس کا ثواب میت کو پہونچاتے ہیں اور اسی طرح کھانا کپڑا وغیرہ ہے اب یہ تو آپ کے ذمہ تھا کہ اِس صورت کا عدم جواز ثابت کرتے جو نہ آپ نے ثابت کیا اور نہ آپ قیامت تک ثابت کر سکتے ہیں اور آپ پر اپنا ایمان ثابت کرنا اتنا دشوار ہے کہ اُس کا نام سنکر آپ گھبراتے ہیں۔

دور سوم

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) کل سے آج تک حسب ذیل مسائل پر تین تقریریں ہو چکیں اور الحمد للہ کہ حق واضح ہو گیا۔

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں ہرگز توہین نبی کریم علیہ السلام کی نہیں ہے۔

(۲) جو علوم کہ کمالات نبوت میں ہیں ان میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم شیطان کیا معنی نعوذ باللہ کسی فرشتے کو بھی نہیں لکھا۔ یہ محض افترا تھا۔

(۳) رضاخانی صاحبان کا عقیدہ علم غیب کے متعلق قرآن شریف اور احادیث و فقہ حنفی کے خلاف ہے۔

(۴) تعزیہ داری اور اُس کے مراسم ناجائز ہیں۔

(۵) بکرے کا قبروں پر چڑھانا لغیر اللہ ذبح کرنا حرام ہے لغیر اللہ ذبح کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کی عورت کے لیئے کسی کے کھانے کیلئے ذبح کرنا یا ایصال ثواب کے لیئے ذبح کرنا۔ یہ سب جائز ہے۔ بلکہ ذبح لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ غیر کی تعظیم کے لیئے ذبح کرنا۔ اسپر یہاں کے لوگ اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ جس جانور کو اس کے لیئے مخصوص کر دیتے ہیں۔ اُس کو دوسرے کام میں صرف نہیں کرتے۔ اور قبر کے پاس لیجا کر ذبح کرتے ہیں۔ اگر محض ایصال ثواب مقصود ہوتا تو اسکی اتنی تخصیص کیوں کہ قبر کے پاس لیجا کر ذبح کریں۔

---

[1] جیسا چاہیئے کی لفظ بتا رہی ہے کہ تھوڑا بہت ثبوت پیش ہو چکا ہے ۱۲ [2] یہ بات خوب زبانی کہ آفتاب و ماہتاب کا سجدہ تو جائز نہیں لیکن عام مخلوق کا جائز ہے اچھا اسکا کیا جواب کہ آگے چلکر اسی آیت میں اللہ کیلئے سجدہ کو مخصوص فرمایا ہے ۱۲

(۴) قبروں پر چڑھاوا چڑھانا۔ اُن کو سجدہ کرنا طواف کرنا حرام ہے۔ اب ان مسائل کے بعد فاتحہ کا مسئلہ ہے کہ کھانا آگے رکھکر پڑھنے کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے اور اسکے کیا دلائل ہیں۔

آپ اس کے جواب میں پھر وہی فرمائینگے کہ تم نے اپنا ایمان ثابت نہیں کیا اور میں پھر وہی عرض کرونگا کہ اوّل تو یہاں اس کی بحث نہیں۔ دوسرے میں نے ثابت کر دیا آپ اِس کا نقض نہ کرسکے۔

اب میں کہتا ہوں کہ حضرت اپنی خبر لیجئے۔ آپ کے اعتقادات کا مسالہ علم غیب وغیرہ میں خلاف قرآن ہونا میں ثابت کر چکا۔ لہذا آپ اپنا اور اپنے پیشواؤں کا ایمان نہ ثابت کرسکے نہ ثابت کرسکیں گے۔

میں نے باوجود سائل ہونے کے مسائل مذکورہ پر روشنی ڈالی لیکن آپ تو کچھ بھی نہ کرسکے نہ کوئی آیت پیش کی نہ حدیث نہ فقہ کی عبارت سارا مجمع اِس کو محسوس کر رہا ہے کچھ تو سمجھئے اور سمجھ سے کام لیجئے۔ اُن مسائل کا آپ جواب نہ دیسکے تو اب اِس مسالہ کو صاف کر دیجئے۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) کل سے آج تک جن مسائل کا ذکر آچکا ہے اُنکی ایک فہرست آپ نے عجیب وغریب تیار کی ہے۔ اب ہم سے اس کی فہرست سُنیئے۔

(۱) ثابت ہوگیا کہ حفظ الایمان کی گندی عبارت میں کُھلی ہوئی توہین بارگاہ رسالتؐ ہے اور کفر ہے۔

(۲) علوم نبویہ پر شیطان کے علم کو بڑھانا یہ بھی رسولؐ کی سخت گستاخی ہے اور کفر ہے۔

(۳) عقیدہ علم غیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے **بعض غیب** کا علم عطا فرمایا۔ آگاہی بخشا یا آپ پر ظاہر کر دیا یہ قرآن عظیم سے ثابت ہے اور اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۴) نقشہ روضۂ امام بنانے کے عدم جواز پر کوئی نہی صریح و ممانعت شرعیہ نہیں ہے۔

(۵) بکرے کو مزارات بزرگان میں حاضر ہو کر وہاں قبر سے دور اسکو بنام خدا ذبح کرنا اور اس کے گوشت کو پکا کر مسلمانوں کا کھانا اور اس کا ثواب بزرگ کی روح کو بخشنا جائز اور ایسا جائز جس کے جواز پر فاضل مخاطب نے مہر کر دی اور اب ان لوگوں کا منھ بند کر دیا جو اس پر شرک کے فتوے جڑتے تھے اور بکرے کو کہیں لیجا کر ذبح اس کی وجہ سے اسکو تعظیم وعبادت قرار دینا ایک ایسی بے دلیل اور بدگمانی کی بات ہے جس کا قرآن عظیم میں رد موجود ہے "لا تقفُ[1] مالیس لک بہ علم" جس کا تم کو علم نہ ہو اس کا اٹکل سے حکم نہ دو اسی درمختار میں جس کو مولانا نے پیش کیا ہے موجود ہے "امالا نسئی الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر"

[1] مولوی فاخر صاحب نے اِس لفظ کو بکسر قاف پڑھا تھا حالانکہ صحیح بسکون قاف ہے ہماری طرف سے ٹوکنے پر صحیح نہ کرسکے ترجمہ بھی اسی غلط لفظ کے مطابق کیا ہے۔

ہم کسی مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو۔

(۴) یہ مولوی صاحب ثابت نہ کر سکے کہ قبروں پر چڑھاوا چڑھانا حرام ہے۔ اب فاتحہ کا مسئلہ چھیڑا دیکھئے اس میں کیا گل کھلاتے ہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ اپنا ایمان سنبھالیئے اِسکے بعد اولیا ء اللہ کی تمام تعلیمیں آپکی سمجھ میں آجائینگی۔

آپ نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ ہمارے علما میں سے کوئی کافر ہے۔ اگر ہمت ہو تو ذرا دعویٰ کرکے ثبوت دیکر قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے۔

سارا مجمع محسوس کر رہا ہے کہ آپ سے اِس وقت کوئی بات بنائے نہ بنی۔

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) ہمارے فاضل مخاطب نے جو جواب دیا آپ لوگوں نے سُنا۔ میں نے پوچھا تھا کہ فاتحہ کے طریقہ مروجہ کے متعلق آپکا کیا عقیدہ ہے اور اس کے کیا دلائل ہیں اس کے متعلق کوئی دلیل آپ نے پیش نہیں کی۔

ہاں فہرست پیش کرنے میں مشاکلت ضرور کی گئی مگر وہ فہرست خود بتارہی ہے کہ آپ نے مسائل کی صورتوں کو بدل دیا۔

میں نے کب کہا ہے کہ جس چیز کو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے نہیں مانتا اُسکو کسی کے لیئے ثابت کرنا توہین ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جمیع ماکان ومایکون سے اُتر کر آپ بعض غیب پر آگئے۔ تعزیہ داری میں محض نقشہ بنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ سب لوگ جانتے ہیں۔ درمختار کی عبارت جو آپ نے پڑھی اُس کا پورا موقع بیان کر دینا چاہیئے تھا وہ یہ کہ بعض فقہا نے ذبح لغیر اللہ کے مرتکب کو محض اس فعل کے باعث کافر کہا ہے۔ اسی کی بابت صاحب درمختار نے فرمایا کہ ہم مسلمان کی طرف سے بدگمانی کرکے اس کو کافر نہیں کہتے نہ یہ کہ اس فعل کو حرام نہیں کہتے۔ حرام ہونے سے کفر ہونا ضروری نہیں۔

آپ نے کہا کہ تم نے مجھکو یا میرے علما کو کافر نہیں کہا۔ اگر کافر کہنا عبادت ہوتا تو بیشک میں کہتا۔ مگر میں نے مہذب لفظوں میں یہ کہدیا کہ آپ کے یہ عقائد قرآن کے خلاف ہیں اور فقہائے حنفیہ نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جو مسئلہ میں نے فاتحہ کا چھیڑا ہے اس کے متعلق محض آپ نے گل کھلانا فرمایا کیا یہی جواب ہوا یا محض اس سے کہ "بات نہ بنی" جواب ہو گیا

دو تقریریں ہو چکیں لہٰذا اصل موضوع پر آئیے۔

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبۂ مسنونہ) آپ ابتک اعمال کی بحث چھیڑ کر اپنی بد اعتقادیوں اور کفری جملوں پر حجاب ڈالتے ہیں اور آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس طرح ہرگز ہرگز آپ کی جان نہ بچے گی آپ ذرا دل کڑا کر کے مسئلہ توہین کو بحث میں لائیں تو اس کے طے ہو جانے پر فاتحہ کا مسئلہ دو منٹ میں سمجھا دینا انشاء اللہ ہمارا کام ہے۔

آپ اشرف علی کے لیئے بار بار کہتے جاتے ہیں کہ وہ علم غیب نہیں مانتے حالانکہ وہ کل کو نہیں مانتے بعض کو مانکر گندی گھنونی تشبیہ دیکر کفر اختیار کرتے ہیں۔

آپ بڑی مسرت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ جمیع ما کان و ما یکون سے اتر کر اب اہل سنت بعض علم غیب کے قائل ہوئے۔ مولوی صاحب یہ تو آپ اقرار کر چکے ہیں کہ جمیع ما کان ما یکون[1] بعض غیب ہے نہ کہ کل غیوب۔

تعزیہ داری میں کیا ہوتا ہے اسکو آپ زبان سے نہیں کہتے بات یہ ہے کہ عدم[2] جواز کا ثبوت آپ کے سر ہے اور عدم جواز کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسلیئے یہ کہکر وہ جو رسم ہوتی ہے ناجائز ہے۔ کس کتاب فقہ میں جائز لکھا ہے۔ اس کا نام تک نہیں۔ درمختار کی جو عبارت پڑھی گئی اُس کا موقع یہ ہے کہ ایک شخص نے جانور ذبح کیا اور خود اُس کا گوشت نہ کھایا بلکہ دوسروں کو دیدیا غرض غیر خدا کی تعظیم کے لیئے یہ ذبح کیا تو حرام ہوگا مگر پھر بھی فرماتے ہیں کہ شرک و کفر اسکو نہ کہیں گے۔ اور یہاں تو مسلمان ذبح کر کے بنام خدا خود اور دوسرے مسلمان ملکر کھاتے ہیں اور اس کا ثواب پہونچاتے ہیں جس کو آپ کے عوام بلا وجہ کفر و شرک کہکر ڈراتے تھے آج آپ نے مان لیا کہ یہ شرک و کفر نہیں بلکہ جائز ہے۔

آپ ہمارے علما کو کافر نہ کہنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر کافر کہنا عبادت ہوتا تو میں کہتا۔ اسے لیجیے اب کفر بکنے والے کفر بکا کریں مگر اس دلیل سے ان کو کافر نہ کہا جائے اور قرآن کریم سے قل یا ایہا الکافرون کا پڑھنا وغیرہ آپ کے طور پر معاذ اللہ نکال دیا جائے۔ آپ صاف کہیئے کہ علمائے اہل سنت و جماعت کے منہ سے ایک کلمہ کفر کا نہیں نکلا تو آپ کیا کہہ سکتے ہیں۔ فاتحہ کے متعلق روز اول ہی جواب دے چکا ہوں کہ آس کے عدم جواز پر کوئی دلیل شرعی مصرح غیر مأوّل موجود نہیں یہ ایسا سچا دعویٰ ہے کہ آپ بھی کوئی

[1] اس کا اقرار تو ہماری طرف سے نہیں ہوا۔ لیکن ہو بھی تو آپ کو کیا فائدہ۔ آپ لوگ تو جمیع غیوب کان ما یکون کا علم مانتے ہیں بعض کی لفظ کبھی نہیں استعمال کرتے ۱۲ منہ

[2] پھر بھی عدم جواز کا ثبوت ہوگیا ہے ہم اسی لیئے تو آخری سوال پیش کیا گیا جس نے زلزلہ ڈالدیا ۱۲ شرک و کفر نہونے سے جواز کیسے ثابت ہوا اور شرک و کفر نہونا بھی کب مانا گیا آخری سوال کی بحث میں یہ مسئلہ صاف ہوتا مگر آپ کو کب گوارا تھا ۱۲

دلیل شرعی غیر ماول نہ لاسکنے ہیں۔

حضرت مولٰنا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) ہمارے فاضل مخاطب مولانا فاخر صاحب بہت خوش بیانی سے کام لیتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں اعمال کی بحث چھیڑتے ہو میں ہر سوال میں پوچھتا ہوں کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ اس پر دلائل کیا ہیں مگر آپ ہمیشہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور غیر متعلق باتیں کہتے ہیں جس پر آپ کی تحریر شاہد ہے۔

میرا سوال جس مسائل کے متعلق تھا کہ اس میں یہ صورت خاص کہ کھانا سامنے رکھکر فاتحہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ دو منٹ میں سمجھادونگا۔ معلوم نہیں کہ یہ دو منٹ کب آئینگے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کافر کہنا عبادت ہے۔ اسکو ثابت فرمادیں تو میں کافر کی تسبیح پڑھا کروں۔ میری تہذیب اس کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ کو کافر کہوں میںنے کہدیا کہ فلاں عقیدہ خلاف قرآن ہے۔

آپ نے کل سائل ہو کر کہا تھا کہ میں سائل ہوں۔ سائل سے دلائل کیوں مانگتے ہیں اب آپ کہتے ہیں کہ عدم جواز کا ثبوت پیش کیجئے۔ حالانکہ میں سائل ہوں۔

آپ پوچھتے ہیں کہ تعزیہ داری کیا ہے۔ وہ محض نقشہ نہیں ہوتا ہے بلکہ یہاں اس میں مٹی کی قبر ہوتی ہے اس پر سہرہ چڑھایا جاتا ہے۔ اس کے سامنے منتیں مانی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ اس کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور کیا دلائل ہیں

جناب مولوی فاخر صاحب (بغیر خطبہ مسنونہ) فاتحہ کے متعلق آپ کا جو سوال تھا اسکا جواب تحریر اول میں دے چکا ہوں اور کہہ چکا ہوں کہ مسلمانوں پر کھانا سامنے رکھنے کو جزو فاتحہ و رکن ایصال جانے کا الزام دینا غلط ہے کوئی بھی اس کو ضروری نہیں سمجھتا اور نہ رکن جانتا ہے اور جب ایسا ہے کہ اس کی نہی لایں لفظ عدم جواز اسلئے نہیں استعمال کرتا کہ آپ کو لفظ عدم سے کوئی شبہہ نہ پیدا ہو۔ نہی صریح غیر ماول موجود نہیں ہے اور جب شریعت اس سے منع نہیں کرتی تو اس سے کسی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔

آپ اس دو منٹ کو پوچھتے ہیں جس میں مسئلہ حل ہو جائیگا۔ مولوی صاحب اس دو منٹ کو آپ آنے تو دیں۔ بحث تو ہیں تو ختم کرلیں اپنا اسلام ثابت تو کردیں۔

اور یہ آپ کیا فرماتے ہیں کہ لفظ کافر غیر مہذب ہے اللہ اللہ ہم آپ کو قرآن سناتے ہیں کہ اس میں قل یا ایہا الکافرون ہے۔ اور آپ کافر کو کافر کہنا غیر مہذب قرار دیتے ہیں۔ یہ کس قدر قرآن عظیم پر حملہ ہے۔ جناب

ملا اس سے زیادہ خوش بیانی کیا ہوگی کرنے کان علماء اہل سنت کو کافر کہہ رہے ہیں" اسلئے کافر کو کافر کہنا خلاف تہذیب نہیں کہا گیا۔ بلکہ مسلمان کو کافر کہنے کی بحث ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں تعداد ونکی حالت کا جاننے والا کسیکو کافر کہے تو یہ چیز ہاسے لئے قانون نہیں بن سکتی ۱۲

آپ کو سائل ہونے پر یہ خیال گزرتا ہو کہ جسکو چاہیئے ممنوع بے دلیل کہدیجئے۔ مسئلہ کی رو سے چونکہ آپ ممانعت کے مدعی ہیں لہذا بار ثبوت آپ کی گردن پر ہے جو آپ نہ پیش کر سکے نہ پیش کر سکتے ہیں۔ تعزیہ داری کی رسوم شاید آپ نے لکھنؤ کے بیان کئے ہیں۔ یہاں نہ کوئی تعزیہ سے منتیں مانتا ہے اور نہ اس میں مٹی رکھتا ہے اور نہ قبر بناتا ہے۔ صاف کہئے کہ آپ کے پاس کسی مسئلہ کے متعلق کوئی دلیل شرعی نہیں ہے لہذا بار بار دعوی ہی کر کے دلیل لانے سے جان چراتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اگر مسئلہ توہین طے کرنے پر آ گئے تو اسکے بعد پھر آپ کو ہم ایک ایک مسئلہ سمجھا دینگے (انشاء اللہ تعالی) اور یوں تو تمام حاضرین جلسہ نے سمجھ لیا کہ آپ کو ناجائز کہنا آتا ہے مگر ثابت نہیں کر سکتے

اسکے بعد مولانا صاحب نے فرمایا کہ اب تک وقت گزاری کر کے ہمارے مخاطب صاحبان نے میرے پیش کیے ہوئے مسائل کو ٹالا اور کوئی دلیل اپنی طرف سے پیش نہ کی۔ الٹا مطالبہ دلیل کا مجھ سے کرتے رہے اور صورت مسائل کو خلاف واقع بدل بدل کر بیان کرتے رہے۔ لیکن اب بحول اللہ تعالی وقوتہ ایک ایسا جامع سوال پیش کرونگا کہ اس کے جواب میں لفاظی کچھ کام نہ دیگی اور یہ بات ظاہر سے ظاہر تر ہو جائیگی کہ یہ لوگ جن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں ان کے لئے تار عنکبوت کی ایسی دلیل بھی ان کے پاس نہیں اور انشاء اللہ تعالی میں اپنی دوسری تقریر سے ان دلائل کو بھی پیش کرنا شروع کر دوں گا جو آیات و احادیث و فقہ حنفی کے میرے پاس ہیں اگرچہ بحیثیت سائل ہونے کے دلائل کا پیش کرنا میرا منصب نہیں۔ اس کے بعد حسب ذیل تقریر شروع فرمائی۔

دور چہارم

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب (بعد خطبہ مسنونہ) جن مسائل پر تین تین تقریریں ہو چکیں حسب شرائط طے شدہ میں ان کا اعادہ پسند نہیں کرتا اگرچہ ہمارے مخاطب صاحب تب تک اسی پر کاربند رہے مجھے معاملہ صاف کرنا اور حق واضح کرنا مقصود ہے نہ کہ وقت کا گزارنا واللہ المستعان۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ بدعت کے متعلق آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ بدعت سے میری مراد یہ ہے کہ دین میں کوئی ایسی بات کرنا جس کا ثبوت شریعت کے چاروں دلائل سے نہو۔ یعنی نہ قرآن شریف سے اسکا ثبوت ہو نہ سنت سے نہ اجماع امت سے نہ ائمہ مجتہدین کے قیاس سے۔ اگر آپ کے اعتقاد میں بدعت بمعنی مذکور مشروع ہے تو اس کے دلائل بیان فرمائیے اور اگر آپ کے عقیدہ میں بدعت بمعنی مذکور غیر مشروع و ناجائز ہے تو یہ فرمائیے کہ تعزیہ داری اور قبروں پر چڑھانا اور ذبح لغیر اللہ اور فاتحہ کی صورت مخصوصہ اور رجوعہ مسائل

ملے یہ بدیہیات کا انکار خود انکے معتقدین کیلئے باعث شرمندگی ہوا اور انشاء اللہ یہ چیز بھی تعزیہ داری کے مٹانے میں کام دیگی۔

اتبک میں نے پیش کئے ان کے لئے کون سی دلیل شرعی ان چاروں دلائل میں سے آپ کے پاس ہو۔ اگر دلیل ہے تو پیش فرمائیے۔ دلیل نہیں ہے تو یہ بتائیے کہ ان امور کا غیر مشروع و ناجائز ہونا آپ کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

خدا کے لیئے اِس سوال کا جواب مثل سوالات سابقہ داخل دفتر نہ فرمائیے۔ اور یہ نہ فرمائیے کہ جب جواب دینا چاہوں گا تو دو منٹ میں جواب دیدونگا۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کو مجبور کر کے جواب نہیں دے سکتا۔ قاعدہ کی پابندی نہیں کرا سکتا اگر حاضرین جلسہ انسان ہیں اور انسان کا ضمیر خود فیصلہ کرتا ہے فقط

اِس سوال کا پیش ہونا تھا کہ مناظرہ درہم و برہم ہو گیا۔ مولوی فاخر صاحب اِس سوال کے بعد کچھ دیر تک سرگوشی کرتے رہے اِس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ جب اس میں توقف زیادہ ہوا تو ہمارے جلسہ کے صدر جناب مولانا عبد الوہاب صاحب مہتمم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ مولانا فاخر صاحب اب کیوں نہیں جواب دیتے۔ مولانا یہ سوال لوہے کے چنے ہیں ساری حقیقت اِس کے جواب میں کھل جائیگی۔ اور آپ کو دلائل پیش کرنا پڑینگے۔ یا ان سب چیزوں کے عدم جواز کا اقرار کرنا ہوگا (اب سنیئے کہ کیا گل کھلا)

مولوی سید محمد صاحب کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ مولانا محمد عبد الشکور صاحب نے اپنی سابقہ تقریروں میں فرمایا تھا کہ "شیطان کا علم علوم نبویہ سے زیادہ وسیع ہے" مگر یہ جملہ ان کی تحریر میں نہیں آیا پہلے اسکو مولنا سے لکھوا کر دستخط کرا کر ہمارے حوالہ کر دیجئے۔ اس کے بعد ہماری طرف سے اِس سوال کا جواب دیا جائیگا۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ یہ بالکل میرے اوپر افترا ہے میں نے ہرگز یہ لفظ نہیں کہا۔ میں تو خود آپ سے مطالبہ کرتا تھا کہ براہین قاطعہ میں ہرگز یہ مضمون نہیں ہے دکھلائیے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جس چیز کا میں آپ سے مطالبہ کر رہا تھا اور آپ اسکے دکھلانے سے عاجز تھے میں خود ہی اس کو اپنی زبان سے کہہ دیتا۔

مولوی سید محمد صاحب۔ مولانا نے ضرور یہ لفظ کہا تھا اور اگر وہ اس کو لکھکر نہ دینگے تو ہم نہ اُن کے سوال کا جواب دینگے نہ مناظرہ کرینگے۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ اچھا میں ایک تحریر لکھے دیتا ہوں میں نے اِس کے خلاف ہرگز کچھ نہیں کہا وہ تحریر یہ ہے جو دستخط کر کے اُن کے حوالے کی گئی۔ "ہمارے فاضل مخاطب کے الفاظ یہ تھے۔ علوم نبویہ پر شیطان کے علم کو بڑھانا لیکن براہین قاطعہ کی عبارت جو آپ نے سنائی اور دکھلائی تھی

اُس میں علوم نبویہ کی لفظ نہیں ہے بلکہ مطلق علم ہے اور یہ کل ہی میں عرض کرچکا ہوں کہ اضلال وتلبیس اور اس قسم کے خرافات میں شیطان کا علم یقیناً وسیع ہے۔ مگر ان چیزوں کا علم کوئی کمال نہیں بلکہ شان نبوت کے خلاف ہے شیطان کا علم خرافات کے جاننے میں یقیناً وسیع ہے۔ مگر ان خرافات کا علم باعث کمال نہیں"

اس تحریر کو دیکھکر مولوی سید محمد صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہ لکھیئے کہ علوم نبویہ پر شیطان کے علم کو فوقیت ہے۔

حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب۔ یہ تو ہمیں پہلے سے معلوم تھا کہ اب آپ لوگ مناظرہ سے فرار کرنا چاہتے ہیں اور اس سوال کے متعلق میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ لوہے کے چنے ہیں۔ مناظرہ سے فرار تو آپ نے کیا مگر بہت بڑے مونہہ پر کیا کہ ہمارا سوال آپ پر باقی رہ گیا۔ اب بھی بہتر ہے کہ ہمارے سوال کا جواب دیجئے

مولوی سید محمد صاحب۔ اچھا مولانا قسم کھاکر بیان کردیں کہ میں نے یہ جملہ نہیں کہا۔

حضرت مولٰنا محمد عبدالشکور صاحب۔ مجھے قسم کھانے کی ضرورت نہیں قسم وہ شخص کھائے جسکو اپنی سادی بات کے قابل اعتبار ہونے میں تردد ہو۔

حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب۔ مولانا ہرگز قسم نہ کھائینگے۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ قسم کھانے کو ذلیل لوگوں کا شیوہ قرار دیتا ہے کہ "ولا تطع کل حلاف مہین" اور فرمایا کہ "لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم" احادیث میں دیکھئے بلا ضرورت قسم کھانے کے متعلق کیا ارشادات ہیں۔

مولوی سید محمد صاحب۔ اگر مولانا قسم نہ کھائینگے تو ان کے سوال کا جواب نہ دیا جائے گا۔

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب۔ حاضرین جلسہ آپ سمجھتے ہیں کہ قسم کھانے کے لیے اصرار کیوں ہے اول تو جانتے ہیں کہ میری عادت قسم کھانے کی نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس میں ایک انتقام مجھسے لینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ رضاخانیوں میں ایک مولوی صاحب جن سے مجھسے بمبئی میں مناظرہ ہوا تھا دو مرتبہ جھوٹی قسم کھانے میں ملعون ہوچکے ہیں اور خود یہ مولوی سید محمد صاحب کچھوچھہ کے مباحثہ میں جھوٹی قسم کھاگئے کہ میں نے جبریل امین کو گنوار نہیں کہا تھا حالانکہ یہ قسم بالکل جھوٹی تھی۔ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے سامنے انھوں نے یہ لفظ کہا تھا جس کی تصدیق مولانا سے بذریعہ تحریر کرائی گئی اور وہ تحریر یہاں مخادم جلسہ میں موجود ہے۔ (یہ تحریر خاتمہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی)

مولوی سید محمد صاحب۔ میرے اوپر غلط الزام ہے۔ ایسی کوئی تحریر مولانا عبدالباری صاحب کی

ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔ خیر ان باتوں سے کیا مطلب اگر آپ قسم کھائیں تو بہتر ورنہ آپ کے سوال کا جواب نہ دیا جائیگا اور نہ مناظرہ ہوگا۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب (یہ خیال فرماکر کہ قسم نہ کھانے کی صورت میں یہ لوگ جاہلوں کو بہکائینگے کہ دیکھو جھوٹا انکار کر رہے تھے جبھی تو قسم نہ کھائی) اچھا میں قسم کھاتا ہوں اور اپنی قسم تحریر کرکے دستخط کرکے آپ لوگوں کو دونگا مگر اس کے بعد آپ لوگوں کو بھی ایک تحریر دینی ہوگی کہ آپ لوگوں نے میرے اوپر افترا کیا۔

مولوی سید محمد صاحب۔ ہم اپنے افترا کرنے کا اقرار ہرگز نہ کرینگے۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ اچھا یہ اقرار تو آپ کو میری قسم کے بعد لکھنا پڑیگا کہ ہمارے سننے کی غلطی تھی۔

مولوی سید محمد صاحب۔ ہم اپنے سماع کی غلطی کا بھی اقرار نہ کرینگے۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ آپ نے جھوٹی قسم کھائی۔

حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب۔ پھر میرے قسم کھانے کا کیا نتیجہ؟

اس کے بعد حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب نے ایک متین اور مسکت تقریر فرمائی جس نے رضاخانیوں کو مبہوت بلکہ مسکوت بنا دیا تھا۔

نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا ہم لوگ ادائے نماز میں مشغول ہوئے لیکن مولوی سید محمد اپنی ذلت وشرمندگی چھپانے کے لیئے لوگوں کو کچھ سمجھاتے رہے اور نماز عصر نہ پڑھی۔ حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب نے کئی مرتبہ ان کو متنبہ کیا کہ بندۂ خدا نماز عصر تو ادا کرلو جس کے جواب میں کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ آپ میری نماز کے ٹھیکہ دار نہیں ہیں!! ہم لوگ وہاں مغرب کے وقت تک بیٹھے رہے کہ شاید اب یہ مناظرہ پر راضی ہو جائیں مگر نہ راضی ہوئے اور نماز عصر بھی نہ پڑھی۔ سارے مجمع نے ان کو نماز عصر ترک کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب بھی کوئی اگر ان کے دام مکر میں پھنسے تو اسکا کیا علاج۔

ایک اور عبرت انگیز واقعہ

نماز عصر سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ مولوی فاخر صاحب پر غشی طاری ہے ہم میں سے بعض لوگوں نے قریب جاکر دیکھا کہ آنکھ بند کئے ہوئے بے حس وحرکت پڑے ہیں۔ اور کئی پنکھے چل رہے ہیں۔ مگر یہ

تحقیق نہ ہو سکی کہ آیا بیہوش ہیں یا یونہیں شرمندگی کے سبب سے آنکھ بند کئے ہوئے ہیں۔

خدا کا کرنا کہ بختیار پور سے ڈاکٹر صاحب اس وقت آگئے اور انھوں نے جا کر مولوی فاخر صاحب کا معائنہ کیا اُس وقت تحقیق ہوا کہ واقعی مولوی فاخر صاحب پر غشی طاری ہے۔ یہ ہے غیبی مدد۔ یہ ہے نصرت آسمانی کا کرشمہ

ہم لوگوں نے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ اپنا معائنہ دستخطی ہم کو عنایت فرمائیں چنانچہ حسب ذیل تحریر انھوں نے ہم کو عنایت کی۔

آج ۲۲ر نومبر کو میں مقام بہادم میں جہاں مباحثہ ہو رہا تھا پہونچا۔ میںنے مولوی فاخر صاحب لہ آبادی کا معائنہ کیا ان پر سخت غشی طاری ہے جس کا سبب کوئی قلبی و دماغی صدمہ معلوم ہوتا ہے فقط۔

(ڈاکٹر) نذیر الدین احمد۔ (دستخط بخط انگریزی)

لوگوں نے مباحثوں کے جلسے بہت دیکھے ہوں گے اور اہل باطل کو اہل حق کے سامنے مغلوب و منکوب ہوتے ہوئے بارہا مشاہدہ کیا ہوگا مگر یہ منظر غالباً کم دیکھنے میں آیا ہوگا۔

جلسۂ مناظرہ برخاست ہوگیا ہزیمت خوردہ رضاخانی خدا جانے کس حال میں وہاں سے گئے۔ مخالف و موافق سب رضاخانیوں پر نفرین کر رہے تھے اور اُن کے اِس بیہودہ طریقہ سے فرار کرنے کو بُرے الفاظ سے یاد کر رہے تھے ایک جگہ کچھ لوگ جمع تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ قسم کا اعتبار نہیں کرتے تھے۔ دوسرے نے کہا کوئی بات بھی تھی اگر بالفرض مولانا نے وہ جملہ کہا بھی تھا تو جب اُنھوں نے انکار کر دیا تو ان لوگوں کو درگزر کرنا چاہئیے تھا تیسرے نے کہا مناظرہ سے بھاگنا مقصود تھا وہ کیسے حاصل ہوتا اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو یہ طریقہ اختیار کیا۔

بابِ دُوم مُباحثہ کے بعد کے دلچسپ حالات

۲۰ر ربیع الثانی مطابق ۲۲ر نومبر کی شام کو یہ مُباحثہ ختم ہوا علمائے اہل سنت و جماعت بفضل خداوندی مظفر و منصور اپنے فرودگاہ میں تشریف لائے اور شب کو بڑی مسرت کے ساتھ وعظ ہوا۔ اُدھر رضاخانی بھی مغلوب و مقہور اپنے قیام گاہ میں جا کر مختفی و مستور ہوئے۔

دوسرے دن عالیجناب خان بہادر چودھری اجیر الحق صاحب رئیس زیدت حسناتہم نے بختیار پور اسٹیٹ میں وعظ کا اعلان کیا۔ اطراف و جوانب کے مسلمان بکثرت جمع ہوئے اور بعد ظہر سے عشا تک مسلسل وعظ رہا۔ ابتدا میں

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب نے اپنی تقریر پُرتنویر سے مستفیض فرمایا۔ آپ نے اِس مُباحثہ کے مختصر حالات بھی لوگوں کو سُنائے۔ اُسی وقت لوگوں کی رائے ہوئی کہ ایک محضر تیار کر کے جو لوگ شریک مناظرہ تھے اُن کے دستخط لیے جائیں۔ ورنہ کچھ بعید نہیں کہ رضاخانی صاحبان مُباحثہ ہی کا انکار کر دیں اور کہدیں کہ کوئی مُباحثہ نہیں ہوا چنانچہ محضر اسی وقت تیار ہوگیا۔ عصر کے بعد حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب کا وعظ ہوا۔ مگر لوگوں کی پیاس نہ بُجھی اور اصرار ہوا کہ بعد مغرب پھر آپ کا وعظ ہو۔ چنانچہ بعد مغرب آپ نے پھر بیان فرمایا۔ اثنائے وعظ میں دو شخص بھاگلپور سے آئے اور جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب نائب حضرت مولانا محمد علی صاحب کا والا نامہ بنام حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب لائے جس میں حضرت ممدوح کے بھاگلپور تشریف لیجانے کی استدعا اور وہاں کی ضرورتوں کا اظہار تھا۔ چنانچہ آپ بھاگلپور تشریف لیگئے۔

بھاگلپور میں جو پسندیدہ خدمات آپ سے ظہور میں آئیں اُن کا تذکرہ انشاء اللہ تیسرے باب میں ہوگا۔ یہاں اب محضر نامہ کو ملاحظہ کیجئے۔ اِس محضر نامہ کو ہم لوگوں نے ایک بڑے اشتہار کی شکل میں شائع بھی کر دیا ہے۔

ڈاکٹر نذیر الدین صاحب کی تحریر مذکورۂ بالا اِس محضر نامہ کی اشاعت کے بعد ملی اسلئے مولوی فاخر صاحب کے بیہوش ہوکر	نقل محضر نامہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً	گرجانیکا بے نظیر واقعہ اِس محضر نامہ میں درج کرنا خلاف احتیاط سمجھا گیا۔

ہم مسلمانانِ اہل سنت و جماعت باشندگان علاقۂ بختیار پور اسٹیٹ ضلع مونگیر و بھاگلپور حسب فرمان خداوندی "ولا تکتموا الشہادۃ و من یکتمہا فانہ آثم قلبہ" اِس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جو مباحثہ مابین اہل سنت و جماعت و فرقۂ رضاخانی اِس علاقہ میں بتاریخ ۲۵ و ۲۶ - ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۲ و ۲۳ / اکتوبر ۱۹۲۷ء بروز شنبہ و یکشنبہ ہوا اوسکے تمام واقعات ہماری آنکھوں کے دیکھے ہوئے ہیں اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ اطال اللہ عمرہٗ۔ اور فرقۂ رضاخانی کیطرف سے مولوی فاخر صاحب الہ آبادی مناظر تھے۔ پہلے دن مولوی فاخر صاحب سائل تھے اور انھوں نے سارا وقت اِس ایک سوال میں گزار دیا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں معاذ اللہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین ہے۔ اِس کا تشفی بخش جواب اہل سنت و جماعت کی طرف سے جناب مولانا دامت برکاتہم نے دیا۔ نیز

اُنھوں نے مسئلہ علم غیب کا فیصلہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور فقہ حنفی کی متعدد کتابوں سے کر دیا اور دکھا دیا کہ رضاخانیوں کا عقیدہ قرآن وحدیث وفقہ حنفی کے خلاف ہے۔ دوسرے دن حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ادام اللہ ظلہ العالی سائل تھے مگر اُن کے کسی سوال کا معقول یا نامعقول کسی قسم کا جواب مولوی فاخر صاحب نے نہیں دیا۔ ہر بار یہ کہہ دیتے تھے کہ اس سوال کا جواب تو میں دو منٹ میں دے سکتا ہوں لیکن توہین والا مسئلہ صاف نہیں ہوا۔ آخر میں ایک سوال مولانا صاحب مدیر النجم نے بدعت کے متعلق کیا اس سوال کے پیش ہوتے ہی رضاخانی مولوی صاحبان کے چہروں کی عجیب حالت ہو گئی اور انھوں نے بجائے اس کا جواب دینے کے حضرت مولانا صاحب موصوف مدیر النجم پر یہ افترا کیا کہ آپ نے ابھی اپنی تقریر میں شیطان کے علم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہا۔ حضرت مولانا صاحب زید مجدہم نے اس سے انکار فرمایا کہ میں آپ سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ براہین قاطعہ میں یہ مضمون دکھلائیے۔ اور آپ دکھلا نہ سکے۔ تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں خود اس لفظ کو زبان سے نکالوں۔ رضاخانیوں نے اصرار کیا کہ آپ کو اس کا اقرار کرنا پڑیگا ورنہ ہم آپ کے سوال کا جواب نہ دینگے۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ ہم جھوٹی بات کا کیسے اقرار کرلیں۔ رضاخانیوں نے کہا کہ اچھا آپ بحلف بیان کیجئے کہ آپ نے یہ لفظ نہیں کہا۔ حضرت مولانا صاحب دامت فیوضہم نے فرمایا کہ میں بلا ضرورت شدیدہ حلف نہ کرونگا۔ رضاخانی صاحبان نے فرمایا کہ آپ حلف نہ کرینگے تو ہم آگے بحث نہ کرینگے۔ بالآخر اُن کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر حضرت مولانا صاحب دام ظلہم العالی نے فرمایا کہ اچھا میں بحلف بیان کردونگا کہ میں نے یہ نہیں کہا ہے اور اپنا بیان تحریری اپنی دستخط کے ساتھ دیدونگا۔ مگر اس کے بعد آپ کو بھی یہ تحریر دینی ہوگی کہ ہمارے سننے کی غلطی تھی۔ رضاخانیوں نے کہا کہ ہم یہ تحریر دینگے کہ یہ حلف جھوٹا ہے ہمارے سننے میں غلطی نہیں ہوئی۔ اسی اصرار کرتے کرتے مناظرہ کا سارا وقت ختم کر دیا۔ اور مناظرہ موقوف کر دیا۔ علمائے اہل سنت وجماعت وقت مناظرہ ختم ہونے کے بعد بھی ایک گھنٹہ سے زائد میدان مباحثہ میں بیٹھے رہے اور اپنے سوال کے جواب کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر رضاخانی صاحبان کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ پبلک نے بھی رضاخانی مولوی صاحبوں سے اصرار کیا مگر اُن کی بھی سماعت نہ ہوئی۔ ایسا شرمناک فرار ہم نے کبھی مرزائیوں اور آریوں کا بھی نہیں دیکھا۔ فقط

دستخط حاضرین جلسہ

محمد حفیظ اللہ عفی عنہ بقلم خاص موضع تریاواں۔ دستخط شیخ ظریف الرحمن ساکن موضع گوکھڈیر بقلم خاص۔ دستخط سید محمد صادق ساکن

اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط سید علی حسین ساکن حال بختیارپور بقلم خاص۔ دستخط سید معزالدین ساکن اشرف چک بقلم خاص
العبد فرزند احمد بیگ ساکن سرونجہ تھانہ بقلم خاص۔ دستخط معونت حسین ساکن تریانواں بقلم محمد سلیمان۔ دستخط شیخ لیاقت حسین تریانواں
بقلم محمد سلیمان۔ (میں بہت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے مولوی فاخر صاحب سے بحیثیت مسلمان اہل سنت والجماعت کے بغرض طلب
مسئلہ شریعت نو سوال کئے یعنے دربارہ جائز و ناجائز کے کھانے گوشت ذبیحہ غیر اللہ و نذر و نیاز و فاتحہ و چہلم و نسبت تعزیہ داری۔ دلیل
عالم الغیب ہونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے پیش کیا۔ لیکن باوجود چند مرتبہ اس سوال کے پیش کرنے پر مولوی فاخر صاحب
نے مجھے جھڑک دیا اور پولیس سے یہ کہا کہ ان کو ایک طرف بیٹھا دیجئے) دستخط امین الدین مبارکپوری بقلم خاص۔ العبد حافظ عبدالرحیم ساکن
موضع کوسی بقلم خاص۔ العبد سید علی صاحب ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ العبد محمد ذکی الدین دفع طلب ضلع دربھنگہ بقلم خاص۔ سید معزالدین
ساکن صالح پور ضلع بستی بقلم خاص۔ العبد دوست محمد ساکن راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ العبد ظہور علی بقلم خاص ساکن جیور ضلع بھاگلپور
فریدالدین ساکن راجپور ضلع بھاگلپور۔ شیخ عبداللہ ساکن راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ دستخط عبدالغنی ساکن برسوہ ٹولہ سرونجہ بقلم
محمد حنیف۔ دستخط شیخ محبوب علی ساکن برسوہ ٹولہ سرونجہ بقلم محمد حنیف۔ دستخط شیخ منیرالدین ساکن کوبوا چک بقلم محمد حنیف (میں نے ایک
غیر جانبدار ہو کر بحیثیت ایک مسلمان کے ان سوالوں کا جواب طلب کیا۔ مگر جواب دینے سے انکار کیا) العبد ڈاکٹر نذیرالدین موضع سموہ
ضلع بھاگلپور۔ (بیشک میرا چشم دید واقعہ ہے علاوہ اسکے میں ایک غیر جانبدار اور دور دراز کا رہنے والا ہوں بحیثیت ایک
مسلمان سنت والجماعت کے چند سوالوں کے جواب طلب کئے مگر افسوس کہ کوئی جواب نہیں دیا گیا اور ٹال مٹال کیا گیا) العبد بہادر علی
سرونجوی بحانہ۔ العبد محمد عبدالاحد سائل مضمون مندرجہ بالا ساکن سہرسا بقلم خاص۔ العبد عبدالوحید بہاری ضلع پٹنہ بقلم خاص
دستخط حفیظ الرحمن ساکن رگنیاں ضلع مونگیر بقلم خاص العبد ابوالحسن ساکن رگنیا بقلم خاص۔ دستخط محمد یسین ساکن رگنیاں بقلم
خاص۔ العبد عبدالرزاق ساکن قاسم پور بقلم خاص۔ العبد غلام محی الدین ساکن ہر یوا بقلم خاص۔ العبد عبدالباری ساکن کمتا بازار
بقلم خاص۔ العبد شیخ غریب اللہ ساکن نفیرا چک بقلم خاص۔ العبد معزالدین مبارکپور بقلم خاص۔ العبد تفضل حسین ساکن مبارکپور
بقلم خاص۔ دستخط محمد ادریس مبارکپوری بقلم خاص۔ العبد محمد اسمعیل رحمانی ساکن مبارکپور بقلم خود۔ دستخط شیخ نثارالحق ساکن موضع
کمھاروں بقلم خاص۔ دستخط محمد رفیق الدین ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ العبد محمد وبیرالدین ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ العبد
محمد حلیم الدین ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط محمد کمال الدین ساکن گورگاواں بقلم خاص۔ دستخط امیر حسین ساکن مبارکپوری
بقلم خاص۔ محمد عبدالشکور ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط محمد امیرالدین رحمانی موضع خراسان بقلم خود۔ دستخط شیخ عبدالرحمن
ساکن کسی بقلم خود۔ العبد محمد قادربخش ساکن ٹلیاہاٹ بقلم خود۔ العبد اجیرالحق ساکن امیٹھری بقلم خاص (مولانا عبدالشکور
صاحب نے موضع پہلام میں نو مسئلہ کا سوال مولوی فاخر سے کیا اسکا جواب مولوی فاخر نے کچھ نہیں دیا) العبد حسیم الدین

موضع اینٹھری بقلم خود۔ دستخط محمد [۴۸] حنیف الدین مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط ابوالقاسم [۴۹] ساکن بھینسا ہا بقلم خود۔ محمد ریاض [۵۰] الدین
ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط عبدالمجید [۵۱] ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط احسان [۵۲] شاہ ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط حفیظ [۵۳] الدین
ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط محمد نسیم [۵۴] ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط حلیم [۵۵] الدین ساکن بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط ولی محمد [۵۶] ساکن
بادشاہ نگر بقلم خود۔ دستخط مظہر حسین [۵۷] ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط خلافت [۵۸] حسین ساکن ہستی پور بقلم خود۔ دستخط عبدالعزیز [۵۹] ساکن
مبارکپور بقلم خود۔ دستخط حکیم عبدالواحد [۶۰] مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط محمد فخر [۶۱] الدین ساکن مبارکپور بقلم خود۔ العبد محمد نور الحسن [۶۲] ساکن
مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط حمید [۶۳] الدین مبارکپور بقلم عبدالجبار۔ دستخط محمد شمس [۶۴] الضحی ساکن کسمی بقلم خود۔ دستخط سید محامد اشرف [۶۵] ساکن رائے پور
بقلم خاص۔ دستخط محمد حنیف [۶۶] الدین ساکن سونپورہ بقلم خاص۔ العبد محمد معین [۶۷] الدین ساکن بھینسا ہا بقلم خود۔ العبد محمد اسحاق [۶۸] ساکن
بھینسا ہا بقلم خود۔ دستخط منیر [۶۹] الدین ساکن قاسم پور بقلم خاص۔ العبد محمد حنیف [۷۰] الدین ساکن ... بقلم خاص۔ العبد محمد عزیز [۷۱] الدین
ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ شیخ عابد حسین [۷۲] ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط شیخ عبدالعزیز [۷۳] ساکن غوثپور تولہ بھینسا ہا بقلم خاص
دستخط شیخ شریعت [۷۴] الدین ساکن بھینسا ہا بقلم خود۔ دستخط محمد وسیم [۷۵] الدین ساکن بھینسا ہا بقلم خاص۔ دستخط شیخ نعیم [۷۶] الدین ساکن بھینسا ہا
بقلم خاص۔ شیخ شفیع [۷۷] الدین ساکن ہستی پور بقلم خاص۔ احقر احمد عزت [۷۸] سلیمان [۷۹] تھانہ سیول ضلع بھاگلپور موضع صورتی پٹی بقلم خاص
دستخط حبیب [۸۰] اللہ ساکن مبارکپور بقلم مظہر حسین۔ دستخط محمد بشیر [۸۱] مبارکپور بقلم خود۔ محمد حنیف [۸۲] الدین ساکن گھوگھی دور بقلم نور الحسن
دستخط شیخ نظام [۸۳] الدین ساکن مبارکپور۔ دستخط شیخ فرید [۸۴] الدین ساکن کھجرا بقلم خود۔ دستخط محمد ہاشم [۸۵] موضع مبارکپور بقلم خاص
دستخط فرید [۸۶] الدین محمود ساکن جیپور ضلع بھاگلپور۔ العبد حاجی لیاقت حسین [۸۷] ساکن جیپور ضلع بھاگلپور بقلم خود۔ دستخط نور محمد [۸۸] شاہ ساکن مبارکپور
بقلم خاص۔ العبد محمد صفدر [۸۹] علی ساکن سمری بقلم خاص۔ وراثت حسین [۹۰] حال مقام بختیار پور بقلم خاص۔ العبد سید ابراہیم [۹۱] اشرف
ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط محمد منیر [۹۲] الدین ساکن گھوگھی دور بقلم خاص۔ مرتضی اشرف [۹۳] ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط
محمد اظہار [۹۴] الحسن ساکن بھینسا ہا بقلم خاص۔ سید ظہور [۹۵] اشرف ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط محمد اسحاق [۹۶] ساکن پیر لطیف بقلم خاص
دستخط محمد حبیب [۹۷] الدین ساکن تریا نوان بقلم خاص۔ دستخط محمد محی [۹۸] الدین ساکن بھینسا ہا بقلم خاص۔ دستخط حاجی مخدوم بخش [۹۹] ساکن
بھینسا ہا بقلم صغیر الدین۔ دستخط عبداللہ [۱۰۰] ساکن بھینسا ہا بقلم خود۔ دستخط مقصود [۱۰۱] علی ساکن بھینسا ہا بقلم خود۔ العبد حبیب حسین [۱۰۲] ساکن
راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ نعیم [۱۰۳] الدین ساکن راجپور ضلع بھاگلپور۔ العبد سلیمان [۱۰۴] احمد ساکن راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔
العبد ریاضت حسین [۱۰۵] ملا چک شہر بھاگلپور بقلم خاص۔ العبد محمد ظفیر [۱۰۶] الحسن ساکن سہرسہ بقلم خاص۔ العبد شیخ حبیب [۱۰۷] الحق ساکن
سونپورہ بقلم خاص۔ العبد صغیر [۱۰۸] الدین ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ العبد حافظ محمد سلیم [۱۰۹] موضع سرونجہ تھانہ بقلم خاص۔ العبد
محمد حبیب [۱۱۰] الرحمن ساکن سونپورہ بقلم خود۔ دستخط شیخ الطاف [۱۱۱] حسین ساکن پورینی بقلم خاص۔ العبد شیخ نثار [۱۱۲] الدین ساکن سمری بقلم خاص

العبد شیخ حمیدالدین ساکن پورینی بقلم خاص۔ دستخط نعمت اشرف بہرکوردا بقلم عبدالسلام ساکن بہرکوردا۔ حاجی نجم الدین ساکن
سمتی پور۔ العبد ۱۱۵ عبدالشکور ساکن منع سربلا بقلم عبدالرشید ساکن سربلا۔ ۱۱۶ سید نظیرالدین اشرف ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط شیخ
۱۱۷ احسان علی ساکن گھوڑدوڑ بقلم محمد ضمیرالدین۔ دستخط ۱۱۸ محمد ضمیرالدین ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ العبد شیخ ۱۱۹ حنیف الدین ساکن گھوڑدوڑ
بقلم محمد ضمیرالدین۔ دستخط شیخ ۱۲۰ عبدالوحید ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط محمد ۱۲۱ ثناالحق ساکن بھنساپا بقلم خاص۔ دستخط ۱۲۲ سلیم الدین ساکن
راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ العبد سید ۱۲۳ مجید اشرف ساکن میاں چک بقلم خاص۔ سید ۱۲۴ نجیب اشرف ساکن میاں چک بقلم خاص۔
دستخط ۱۲۵ صغیر احمد ساکن بھنساپا بقلم خاص۔ دستخط ۱۲۶ ابوالحسن ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ شیخ ۱۲۷ محبوب علی ساکن بادشاہ نگر بقلم خاص۔
دستخط سید ۱۲۸ شریف الدین اشرف ساکن اشرف چک بقلم خاص۔ دستخط ۱۲۹ عبدالرشید ساکن سربلہ بقلم خود۔ دستخط شیخ ۱۳۰ کبیرالدین ساکن بھنساپا
بقلم خاص۔ دستخط شاہ محمد ۱۳۱ اسحاق ساکن سمری بقلم خود۔ العبد محمد ۱۳۲ زبیر نعمانی ورحمانی ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ العبد ۱۳۳ مولابخش ساکن
ہریوا بقلم محمد زبیر۔ دستخط شیخ ۱۳۴ سعد علی مبارکپور معزالدین۔ العبد شیخ ۱۳۵ حصیرالدین مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط ۱۳۶ محی الدین ساکن گھوڑدوڑ
بقلم خاص۔ دستخط محمد ۱۳۷ عبدالحسن بقلم خاص مبارکپوری۔ دستخط ۱۳۸ وجیہ الدین اشرف چک بقلم خاص۔

ذیل کے دستخط ہندی رسم خط میں تھے ناظرین کی سہولت کیلئے انکو اردو میں لکھا جاتا ہے

دستخط شیخ ۱۳۹ رفیق الحق ساکن تریاواں بقلم خود۔ دستخط شیخ ۱۴۰ فریدالدین ساکن تریاواں بقلم خود۔ دستخط محمد ۱۴۱ مبین الدین ساکن تریاواں بقلم خود
دستخط شیخ ۱۴۲ شریف عالم ساکن راجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۴۳ ظہورالدین ساکن حراسان بقلم خاص۔ دستخط ۱۴۴ علی رضا خاں موضع
نومنیہ ضلع بھاگلپور بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۴۵ اجیرالدین ساکن سونبرسہ بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۴۶ لیاقت حسین ساکن پہاڑپور بقلم خاص۔ دستخط
۱۴۷ علی حسن ساکن مبارکپور بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۴۸ قمرالدین ساکن گھوڑدوڑ بقلم خاص۔ دستخط ۱۴۹ حمیدالدین ساکن کیمی بقلم خاص۔ دستخط ۱۵۰ حبیب الدین
ساکن کیمی بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۵۱ علاءالدین ساکن کیمی بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۵۲ بچو ساکن کیمی بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۵۳ ہاشم ساکن
انیٹھم بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۵۴ اسحاق ساکن انیٹھی بقلم خاص۔ دستخط ۱۵۵ اکبر علی سبزی فروش ساکن بادشاہ نگر بقلم خاص۔ شیخ ۱۵۶ نفیس حسن
ساکن بادشاہ نگر بقلم ریاض الدین۔ دستخط ۱۵۷ عنبر کنجڑا ساکن بادشاہ نگر بقلم ریاض الدین۔ دستخط ۱۵۸ عبدل ساکن بادشاہ نگر بقلم خاص۔ دستخط
شیخ ۱۵۹ انیس ساکن بادشاہ نگر بقلم ریاض الدین۔ دستخط شیخ ۱۶۰ غفورالدین ساکن بادشاہ نگر بقلم ریاض الدین۔ دستخط شیخ ۱۶۱ ابوالحسن ساکن
بادشاہ نگر بقلم ریاض الدین۔ دستخط شیخ ۱۶۲ عبداللہ ساکن بھنساپا بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۶۳ شہامت حسین ساکن پورینی بقلم خاص۔
دستخط شیخ ۱۶۴ زین الدین ساکن پہاڑپور ٹولہ جھکلا بقلم سمیع الدین۔ دستخط شیخ ۱۶۵ سمیع الدین ساکن پہاڑپور ٹولہ جھکلا بقلم خاص۔ دستخط
شیخ ۱۶۶ طبیب الحق ساکن ترہا بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۶۷ عبدالمجید ساکن ترہا بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۶۸ مجیدالدین ساکن پہاڑپور بقلم سمیع الدین۔
دستخط شیخ ۱۶۹ ارشاد علی ساکن گورگاواں بقلم سخاوت حسین۔ دستخط شیخ ۱۷۰ نحیف الدین ساکن پورینی بقلم خاص۔ دستخط شیخ ۱۷۱ مقبول حسین

ساکن سمری بقلم خاص - دستخط شیخ امین الدین[۱۷۲] ساکن مبارکپور بقلم خاص - دستخط شیخ خورشید علی[۱۷۳] ساکن سونپورہ بقلم خاص - دستخط شیخ قمرالدین[۱۷۴] ساکن بھنسا بقلم خود - دستخط تمیز علی[۱۷۵] ساکن گھوگھردیہ بقلم محی الدین - دستخط شیخ وسیم الدین[۱۷۶] ساکن مبارکپور بقلم خاص - شیخ فخرالدین[۱۷۷] کاان ساکن مبارکپور بقلم خاص - دستخط شیخ امین الدین[۱۷۸] رنگنیان بقلم خود - دستخط شیخ منیرالدین[۱۷۹] ساکن سونپورہ بقلم خاص - دستخط شیخ جسیم الدین[۱۸۰] ساکن خراسان بقلم خاص دستخط شیخ نورالدین[۱۸۱] ساکن خراسان بقلم خاص - دستخط شیخ ظہیرالدین[۱۸۲] ساکن بستی اور بقلم خاص - دستخط شیخ حفیظ الدین[۱۸۳] ساکن گھوگھردیہ بقلم خاص دستخط شیخ ضیاءالدین[۱۸۴] ساکن گورگاواں بقلم خاص - دستخط شیخ رفیق الدین[۱۸۵] ساکن بھنسا بقلم خاص - دستخط وزیر علی[۱۸۶] ساکن کھوجواچک بقلم خاص دستخط شیخ محمد علی[۱۸۷] ساکن مبارکپور بقلم خاص - دستخط شیخ محبوب علی[۱۸۸] ساکن ترا بقلم خاص - دستخط شیخ سعید الدین[۱۸۹] ساکن بستی پور بقلم خاص دستخط شیخ عبدالشکور[۱۹۰] ساکن ہتھمنڈل بقلم خاص - دستخط محمد اسمٰعیل[۱۹۱] ساکن سربلیہ بقلم خاص - دستخط شیخ نظیرالدین[۱۹۲] ساکن بھنسا بقلم خاص - دستخط شیخ احمد علی[۱۹۳] ساکن مبارکپور بقلم خاص - دستخط شیخ ارشاد علی[۱۹۴] ساکن بادشاہ نگر بقلم خاص - دستخط شیخ منیرالدین[۱۹۵] رنگنیان بقلم خاص - دستخط شیخ معین الدین[۱۹۶] ساکن سونپورہ بقلم خاص - دستخط شیخ امیرالدین[۱۹۷] ساکن بھجرا بقلم خاص - دستخط شیخ امیر علی[۱۹۸] ساکن لاجپور ضلع بھاگلپور بقلم خاص - دستخط شیخ کبیرالدین[۱۹۹] ساکن سونپورہ بقلم خاص - دستخط شیخ قمرالدین[۲۰۰] ساکن سمری بقلم خاص - دستخط شیخ معین الدین[۲۰۱] ساکن بدیورہ بقلم خاص - دستخط شیخ امین الدین[۲۰۲] بقلم خاص - دستخط شیخ سعادت حسین[۲۰۳] مبارکپور بقلم خاص - (یہ دستخط اردو میں تھا) دستخط شیخ اسمٰعیل[۲۰۴] ساکن پورینی بقلم خاص علی یہ دستخط انگریزی میں تھا - کرامت حسین[۲۰۵] موضع سادات ضلع بھاگلپور - ماسٹر اسٹ - بی اسکول -

ایک اور حیرت انگیز لطیفہ

اس مباحثہ میں ایسی بے نظیر ہزیمت ملنے کے بعد رضاخانی صاحبان بھاگلپور پہونچے شہر کے لوگ تو بہت پہلے ان سے متنفر ہو چکے تھے اس لئے مقام ہماری میں ٹھیرے وہاں اپنے جاہل مریدوں میں اپنی فتح بیان کی ہوگی - اور ان لوگوں نے کہا ہوگا کہ یہاں اگر مناظرہ ہو جائے اور آپ کو ایسی نمایاں فتح ملے تو ہم لوگ بھی دیکھکر خوش ہوں لہذا مولوی فاخر صاحب نے پھر ایک خط چیلنج مناظرہ کا بنام حضرت مولٰنا صاحب بھیجا اور اس خط کا جواب قبل نماز جمعہ مانگا حالانکہ ان کا قاصد اذان جمعہ کے بعد آیا تھا ادھر سے جناب محمد ابراہیم صاحب نے جواب لکھکر اسی قاصد کے ہاتھ بھیجدیا کہ چیلنج منظور ہے آج شب کو تاتارپور میں وعظ ہے وہیں آجاؤ مباحثہ ہو جائے اس کا جواب آٹھ بجے شب کے بعد فتحپور ضلع بھاگلپور سے آیا - چونکہ اس وقت کوئی صورت وہاں جواب بھیجنے کی نہ تھی لہذا صبح کو جواب اس کا بدست حکیم محمد یوسف صاحب بھیجدیا گیا حکیم صاحب وہاں پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ تو رات کو یہاں سے چل دیئے اور معلوم نہیں کہاں گئے - لاحول ولا قوۃ الا باللہ تفریح ناظرین کے لئے مولوی فاخر صاحب کا آخری خط اور اس کا جواب ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے -

خط مولوی فاخر صاحب

گرامی منش مولوی عبدالشکور صاحب بعد ما وجب اینکہ میں نے آج آپکو چیلنج مناظرہ اس بنا پر دیا تھا کہ آپ نے بھاگلپور آکر اپنے اوس عجز و فرار پر پردہ ڈالنے کیلئے جو بہلام میں نصیب ہوا تھا غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ اِس چیلنج کا جواب ہم نے نماز جمعہ سے پہلے مانگا تھا لیکن اس وقت تک آپ کا کوئی جواب نہ آیا بلکہ آپ دم بخود رہے۔ البتہ ابراہیم نامی کوئی مجہول ہے جس نے آپکے آنسو پونچھنے کیلئے ایک خط میرے پاس بھیجا ہے۔ اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی وجہ سے مکان واپس[1] جا رہے ہیں اور یہ کہ آج شب کو تاتار پور میں آپ کی تقریر ہوگی۔ ابراہیم نے مجھکو اُس جلسہ میں مناظرہ کے لئے بجواب چیلنج مدعو کیا ہے۔ جلسہ جس مکان میں ہے وہ ماسٹر کرامت علی کا ہے جس کا بیان ہوگا وہ آپ ہیں۔ یہ ابراہیم کون ہے جو آپ کی عاجزی پر پردہ ڈالتے ہوئے اور آپ کو کباب روٹی کھلاتے ہوئے اِس خط کا جواب دیتا ہے جس کا جواب صرف آپ کے قلم سے آپ کی طرف سے مطلوب تھا۔ چیلنج ہم نے دیا ہے اور مناظرہ کا مقام تجویز کرنا ہمارا کام ہے۔ لہذا اگر کچھ بھی آپ کو اپنی صداقت کا واہمہ ہو تو آج بعد نماز عشاء ۹ بجے شب کو مسجد موضع فتحپور ضلع بھاگلپور آجائیے ورنہ آپ کا فرار تو ظاہر ہو چکا اور زیادہ ظاہر ہو جائیگا۔ اور اگر نہیں تو آپ سمجھ لیجئے کہ لکھنؤ[2] تک آپ کا پیچھا دیکھا جائیگا۔ ابراہیم نے لکھا ہے کہ اگر خدانخواستہ آپ کو الہ آباد آنے کا خیال ہو تو ضرور آئیے اور قدرتِ خدا کا تماشہ دیکھئے۔ میں بھی الہ آباد اپنے ضروری سفر کو ملتوی کر کے چلتا ہوں فقط

سید محمدؐ فاخر محمدی۔ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

روز جمعہ۔ ۴ بجے شام

جواب اِس خط کا

باسمہٖ تعالیٰ حامدًا و مصلیًا

جناب من! بعد ما ہو المسنون آنکہ شب کو اثنای وعظ میں آپ کا رقعہ ملا۔ بعد ختم وعظ کے حرف بحرف پڑھکر تمام مسلمانوں کو سنا دیا گیا۔ سب نے آپ کی حیاداری اور راست گفتاری پر آفرین کی اور تہذیب تو آپ کی ضرب المثل ہے۔ شاباش! شاباش!!

---

[1] حالانکہ ان کو یہ لکھا گیا تھا کہ مولانا کا عزم واپسی ڈھن کا تھا لیکن آپ کا خط ملنے پر عزم فسخ کر دیا ۱۲

[2] یہ جواب اِس کا ہے کہ ہم نے پہلے خط میں لکھا تھا کہ اب ہم لوگ الہ آباد تک آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے ۱۲

اب آپ اپنی ہر بات کا جواب لاجواب سنئے اور اپنے معتقدین کو بھی سنائیے۔

(۱) آپ کا پہلا رقعہ اذانِ جمعہ کے بعد پہونچا تھا جس کا جواب آپ نے قبل جمعہ مانگا تھا اور یہ دوسرا رقعہ قریب ۵ بجے کے بلا جس میں آپ ساڑھے ۶ بجے فتحپور آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ ہی بتائیے کہ یہ کارروائی سوا حیلہ پردازی کے اور کس لفظ سے تعبیر کیجائے۔

(۲) آپ مجھے مجہول کہتے ہیں حالانکہ آپ مجھے خوب واقف ہیں اور یقیناً جس وقت آپ کو میرا خیال آتا ہوگا تو اُس شب کو نیند نہ آتی ہوگی۔ کیا بٹ وئی کا لفظ خود بتلا رہا ہے کہ آپ مجھے جانتے ہیں اور میرے احسانات بھی آپ کو یاد ہیں۔ غالباً کانپور میں شرح جامی کی بعض عبارات کا مطلب آپ مجھسے سمجھا کرتے تھے وہ بھی یاد ہوگا!

(۳) آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا مدیر النجم نے آپ کو جواب نہ لکھا چھوٹا منہ اور بڑی بات! آپ کو کس دن کسی اہلِ علم نے لائقِ خطاب سمجھا!! خصوصاً پہلام میں آپ کے علم اور شرافت کا جوہر کھلنے کے بعد کون آپ کو لائقِ خطاب کہہ سکتا ہے!! میں بھی بضرورت آپ کو مخاطب بنا رہا ہوں اور انشاء اللہ بناؤں گا۔

(۴) انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح کچھوچھویوں کو اُن کے گھر پر پہونچکر ہم لوگوں نے مبہوت و مسکوت کیا تھا آپ کا بھی وہی حال کرینگے واللہ المستعان۔

(۵) آپنے دونوں رقعوں میں یہ بالکل جھوٹ لکھا کہ حضرت مولٰنا صاحب نے پہلام کے مباحثہ کے واقعات اور آپ لوگوں کی ہزیمت و فرار کے حالات یہاں بیان فرمائے۔ ہرگز ہرگز وعظ میں یا خارج وعظ میں یہاں حضرتِ ممدوح نے ذکر بھی نہیں کیا۔ مسلمانوں نے آپ کی اس دروغ گوئی کو سنکر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھا۔ خیال تو کیجئے آپ جیسے رضاخانی کا مغلوب مبہوت کر دینا کون ایسی بڑی بات تھی جس کا تذکرہ علمائے کرام کریں کسی کھٹمل یا مچھر کو انسان مار دے تو کیا فخراً اس کا تذکرہ لوگوں میں کرتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۶) علمائے اہلِ سنت وجماعت سے آپ کیا آپ کے اوّلین و آخرین کبھی مباحثہ نہیں کر سکتے پہلام کا مباحثہ جب آپ کو یاد آجائیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح غش کھا کر گر جائینگے جس طرح پہلام میں آپ گر پڑے تھے اور آپ پر پانی چھڑکا جاتا تھا۔ اور پنکھے چل رہے تھے۔ اگر آپ کو مباحثہ کرنا ہوتا

تو پہلام میں کیوں نہ کیا؟ ہمارا آخری سوال پیش ہوتے ہی کیوں مباحثہ درہم و برہم کر دیا۔

(۷) آخر میں اتمام حجت کیلئے ہم کہتے ہیں کہ اچھا اگر پھر آپ مناظرہ کے لیئے آمادہ ہوتے ہیں تو بسم اللہ آجائیے خاص شہر بھاگل پور میں کوئی مقام یہاں کے معزز و با اثر حضرات کے مشورہ سے تجویز ہو اور کسی مسلمان وکیل یا بیرسٹر کو حکم بنایا جائے اور مناظرہ ہو جائے اور اگر آپ بھاگلپور کے تمام مسلمانوں کو بیدین سمجھتے ہوں تو کسی غیر مسلم کو سہی۔ مگر حکم بنانا ضروری ہے جو فریقین کی تقریریں سنکر فیصلہ کر دے۔

(۸) آپ کا یہ لکھنا کہ چونکہ چیلنج مینے دیا ہے اسلئے مقام مناظرہ تجویز کرنے کا حق مجھے ہی بالکل نامعقول بات ہے بلکہ سچ پوچھو تو آپ کا چیلنج ہم منظور کرتے ہیں لہذا شرائط پیش کرنے اور مقام و تاریخ وغیرہ مقرر کرنے کا حق ہمیں ہے۔

(۹) آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ باوجود شدید ضرورتوں اور اہم مشاغل کے حضرت مولنا صاحب مدیر النجم نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا اور آج اور کل کا قیام بھاگل پور میں منظور فرما لیا ہے۔ لہذا آج سے کل تک بھاگلپور آکر آپ نے مناظرہ نہ کیا تو آپ لوگوں کا دوسرا بدترین شرمناک فرار ہوگا۔

(۱۰) آخر میں اس دعا پر اس تحریر کو ختم کرتا ہوں کہ جو حالت پہلام کے مناظرہ میں آپ لوگوں کی ہوئی خدا کرے وہی حالت ہر جگہ آپ کو نصیب ہو۔ اور جو حالت ہماری ہوئی خدا کرے ہم کو ہر جگہ اور ہر وقت وہ حالت ملے۔ اگر واقعی آپ کے خیال میں رضا خانیوں کو پہلام میں شکست عظیم نہیں ہوئی تو اس دعا پر کہیئے آمین ثم آمین فقط

كتبه ابو نعیم محمد ابراہیم بھاگل پوری

۲۱ جمادی الاولی ۱۳۴۶ھ روز شنبہ علی الفلج

اس حیرت انگیز لطیفہ کے لکھنے سے رضا خانیوں کی دلیری اور بیحیائی کا اظہار مقصود تھا۔ سچ فرمایا رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے حیا سلب ہوتی ہے اسکے بعد دین کا زوال ہوتا ہے۔ کوئی بددین ایسا نہیں مل سکتا جس میں حیا ہو۔ ہم لوگ اپنے دل کا اندازہ کرتے ہیں تو قسم اس کی جس کے حکم سے آسمان و زمین قایم ہے اگر ہم کو اس قدر ذلت و مغلوبیت کسی کے سامنے ہوئی ہوتی

جیسی مولوی فاخر اور دوسرے رضا خانیوں کو اس مباحثہ میں ہوئی تو تمام عمر اس مجمع کے کسی آدمی کو منہ نہ دکھاتے مگر مولوی فاخر ہیں کہ پھر مباحثہ کے لیئے تیار ہیں گو جھوٹ موٹ سہی۔ خداوندا تو بڑی قدرت والا ہی جس کو جیسا چاہے بنا دے۔

باب سوم حضرت مولانا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے اِس سفر بقیہ کا رنامے

پیش ازیں ذکر قاصد و نامہ ✠ زد بہ لوح بیاں رقم خامہ

جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب کے خط کا اور بھاگلپور سے دو شخصوں کے آنے کا تذکرہ اوپر درج ہو چکا ہے اور یہ کہ حضرت مولنا صاحب بھاگلپور تشریف لیگئے یہاں بھی وہاں کا مختصر تذکرہ درج کیا جاتا ہے

حضرت مولنا سید محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال سے کئی سال پہلے دنیا سے اِسقدر بے تعلق ہو گئے تھے کہ بعض وقات ظاہری نظروں میں یہ محسوس ہوتا تھا کہ شاید کبر سن اور ضعف کے سبب سے حواس مختل ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہ تھا۔ چنانچہ آپنے وفات سے چند دن پہلے حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو یہ لکھوا کر بھیجا کہ آج کل بڑی ضرورت آپ کی اِن اطراف میں ہے مرزائیوں کی تبلیغ بہت ترقی کر رہی ہے۔ اور ضلالت و بیدینی بڑھ رہی ہے۔ اہل بھاگلپور کی استدعا اور جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب کے خط نے حضرت مرحوم کے اِس آخری خط کی یاد تازہ کر دی چنانچہ آپ بھاگلپور پہونچے تو معلوم ہوا کہ مرزائیوں نے عجیب جال بچھا رکھا ہے۔ مسلمانوں سے اِس قدر تعلقات پیدا کر لئے ہیں اور اُن کو اتفاق کا ایسا سبق پڑھا دیا ہے کہ اب کوئی انگریزی تعلیم یافتہ مرزائیوں کے خلاف ایک لفظ سُننا پسند نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو اس طرح غافل کر کے مرزائی اپنے کام میں مشغول ہیں اور لوگوں کو مرزائی بناتے ہیں۔ اور یہاں کسی کو خبر بھی نہیں۔ بھاگلپور میں حضرت ممدوح کا ارادہ صرف ایک دن قیام کرنے کا تھا مگر پہلے وعظ کے بعد جو لوگوں کا اصرار شروع ہوا تو کئی دن آپ کو ٹھہرنا پڑا۔ دو وعظ آپ کے برہ پورہ میں ہوئے اور ایک خلیفہ باغ میں ایک چمپا نگر میں۔ ایک تاتار پور میں ایک جمگاؤں میں ایک پورینی میں ایک راجپور ضلع بھاگلپور میں۔ ایک ناتھ نگر میں

ان مواعظ میں جو مطالب عالیہ بیان ہوئے ان میں دو چیزیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں اوّل نماز کا درس قرآن مجید سے جس نے لوگوں پر اس قدر اثر کیا کہ اس کی کیفیت مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے دوسرے مرزائیوں کا رد مرزا غلام احمد کے دعوے نبوت و رسالت کے۔ پھر اُن کے اعمال و افعال کہ جھوٹ بکثرت بولتے تھے خدا کے پیغمبروں کی توہین کرتے تھے۔ اس بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی داں طبقہ جو مرزائیوں کے خلاف بیان کرنے کو پسند نہ کرتا تھا اتنا متاثر ہوا کہ ہر وعظ میں وہ لوگ شریک ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے وعظوں کی بڑی ضرورت ہے۔

6868

محلہ برہ پورہ ایک لحاظ سے مرزائیت کا مرکز ہے وہاں دو مرزائی صاحبان تائب ہوئے۔ دونوں انگریزی تعلیم یافتہ تھے جن میں ایک صاحب کا نام محمد ساجد ہے انھوں نے اپنا توبہ نامہ بھی لکھ کر دیا اور جلسہ وعظ میں کچھ تقریر بھی کی۔

برہ پورہ کے دوسرے وعظ میں ایک مرزائی عبدالحئی نامی (جو مبلغ افریقہ کہے جاتے ہیں) کا رقعہ آیا کہ ہمیں اجازت دیجائے تو ہم جلسہ میں آکر کچھ سوالات کریں چنانچہ اجازت دی گئی اس پر آپنے پھر رقعہ لکھا کہ قابل ہیں چونکہ احمدیوں کو قتل کیا جا چکا ہے اسلئے ہمیں خطرہ ہے۔ فلاں فلاں وکلا کے دستخط کرا کر بھیجئے تو ہم آویں۔ مرزائیوں کے اس حکم کی بھی تعمیل کی گئی بعض لوگ موجود نہ تھے اور بعض کچھ عذر رکھتے تھے۔ اُن کے سوا سب کے دستخط کرا دیئے گئے تو پھر ایک رقعہ آیا کہ ہمیں شک ہے کہ یہ دستخط جعلی ہیں۔ بحلف لکھئے کہ یہ دستخط اصلی ہیں۔ اسکے جواب میں تنگ آکر آخر میں یہ لکھدیا گیا۔ چونکہ جھوٹ بولنا آپ کے پیغمبر صاحب کی سنت ہے اور آپ سب لوگ اس سنت پر عامل ہیں اسلئے آپ دوسروں کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں ہم کو کوئی ضرورت قسم کھانے کی نہیں ہے۔ آپ کا جی چاہے آئیے نہ جی چاہے نہ آئیے۔

جمگاؤں میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں کا اجتماع تھا کیونکہ وہاں مولوی عبدالماجد صاحب (خسر مرزا محمود خلیفہ ثانی) نے عورتوں کو بہت زیادہ گمراہ کیا ہے۔ عورتوں کو اجازت دی گئی کہ اُن کو جو شکوک و شبہات ہوں وہ بے تکلف دریافت کریں۔ چنانچہ عورتوں کی طرف سے کئی ایک تحریری سوالات آئے اور سب کے جوابات وعظ میں دیئے گئے۔ ازانجملہ ایک سوال یہ تھا کہ مرزا صاحب اگر سچے نہیں ہیں تو اُن کے ماننے والے اس قدر لوگ کیوں ہوئے۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اوّل تو مرزا صاحب کے

ؔ قابل کو اسی طرح ان لوگوں نے لکھا اور بھی بہت سی غلطیاں املا کی انکی تحریروں میں ہیں ۱۲

ماننے والے اس قدر زیادہ نہیں ہیں جس قدر مشہور کیا جارہا ہے **دوسرے** یہ کہ ماننے والوں کی زیادتی کوئی دلیل سچائی کی نہیں ہو سکتی ورنہ سب سے زیادہ عیسائی مذہب کی سچائی اور ہندوؤں کی سچائی ماننا پڑے گی۔ **ازانجملہ ایک** سوال یہ تھا کہ مرزا صاحب کی تعلیمات جبکہ اسلام کے بالکل مطابق ہیں تو ان کے مان لینے میں ہمارا کیا نقصان ہے **اس کے جواب میں** ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب کی تعلیمات اسلام کے مطابق نہیں ہیں۔ عقائد کو دیکھو تو ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا کس قدر مہتم بالشان عقیدہ ہے مرزا صاحب اس کے خلاف کہتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور اپنے کو نبی کہتے ہیں۔ **حشر جسمانی** کیسا ضروری عقیدہ اسلام کا ہے مرزا صاحب اس کے منکر ہیں۔ اعمال میں دیکھو تو فریضہ حج کو مرزا صاحب منع کرتے ہیں۔ علاوہ اسکے جو شخص جھوٹا ہو اور خدا کے پیغمبروں کی توہین کرتا ہو ان کو گالیاں دیتا ہو اسکا ماننا کیا معنی۔ **ازانجملہ ایک** سوال یہ تھا کہ آجکل دنیا میں بدکاری بہت بڑھ گئی ہے ضرورت ہے کہ کوئی ہادی خدا کی طرف سے مبعوث ہو لہذا اگر ہم مرزا صاحب کو ہادی مان لیں تو اس میں کیا خرابی ہے۔ **جواب میں** ارشاد فرمایا کہ دنیا میں بدکاری کا بڑھ جانا تسلیم کیا جاتا ہے لیکن خدا کی طرف سے کسی ہادی کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہیں ہے شریعت اسلام دین کامل ہے اور وہ موجود ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو جو غفلت احکام شرعیہ سے پیدا ہو گئی ہے اسکو دور کیا جائے۔ احکام شرعیہ انکو سنائے جائیں اور یہ ضرورت علمائے دین سے پوری ہو جاتی ہے کسی پیغمبر کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر خیال ہو کہ علمائے دین تو وعظ و نصیحت کیا ہی کرتے ہیں لیکن اسپر کوئی عمل نہیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا علاج مرزا صاحب کے پاس بھی کچھ نہ تھا۔ اسکا علاج تو سلطنت و بادشاہت سے ہو سکتا ہے۔

المختصر اس قسم کے سوالات بہت تھے سب کے جوابات دیئے گئے اور تفصیل بیان فرمایا گیا کہ مرزا غلام احمد کے ماننے پر دین اسلام کی کن کن باتوں کا انکار کرنا پڑے گا۔

باوجودیکہ جمگاؤں بھی ایک اعتبار سے مرزائیت کا مرکز ہے لیکن کسی مرزائی نے کچھ پوچھنے کی ہمت نہ کی۔

ان مواعظ حسنہ سے مسلمانوں میں قابل مسرت ولولہ دینداری کا پیدا ہوا اور مرزائیوں کی تبلیغ جو بلا خوف مزاحمت جاری تھی رک گئی۔ مرزائیوں کو یہ خیال تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد میدان خالی ہے خدا کو بالکل بھول گئے تھے۔ کبھی یہ خطرہ بھی دل میں نہ آتا تھا

کہ خدا نے قیامت تک اپنے دینِ پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ ایک خادمِ دین اگر دُنیا سے اُٹھ جائے تو دین کی حفاظت معرضِ زوال میں نہیں آسکتی۔ اِن سب لاطائل خیالات کی اِصلاح ہوگئی۔

اِس موقع پر ایک عبرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ رضاخانی باوجودیکہ بظاہر شیعوں سے زیادہ ہمارے ساتھ شرکت رکھتے ہیں اور چاہیئے تھا کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں وہ شیعوں سے زیادہ ہمارا ساتھ دیتے لیکن معاملہ بالکل برعکس ہوا یعنی مولوی فاخر صاحب تو رخنہ انداز ہوئے اور اس کوشش میں لگے کہ حضرت مولانا صاحب کی توجہ مرزائیوں کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف منعطف کریں اور میر معونت حسین صاحب شیعہ رئیس خلیفہ باغ نے خاص اپنی کوٹھی میں مولانا صاحب کے وعظ کا اہتمام کیا۔ ہر چند اُن سے لوگوں نے کہا کہ مدیر النجم جو ہندوستان میں ردِ شیعہ کیلئے فردِ واحد ہیں اُن کا بیان آپ کے یہاں مُناسب نہیں ممکن ہے کہ یہاں وہ ردِ شیعہ کا مضمون شروع کر دیں مگر انھوں نے اس کی کچھ پروانہ کی اُن کو اِس کا اطمینان بھی تھا کہ جناب مولانا صاحب مدیر النجم بے ضرورت ردِ شیعہ کے مضامین بیان نہیں فرماتے۔ بہر حال اہلِ بھاگلپور نے اِس عبرتناک منظر کو بھی دیکھا اور اُن کو خوب معلوم ہوگیا کہ رضاخانیوں سے کسی اسلامی خدمت اور دینی مفاد کی توقع کرنا بالکل بیجا ہے۔

خاتمہ۔ مُباحثہ کچھوچھہ کا مختصر حال

چونکہ یہ مباحثہ بہلام کا جس نے رضاخانیت کے خرمن کو خاکستر کر دیا۔ اس کے اسباب کا سلسلہ مباحثہ کچھوچھہ ہی پر جا کر ختم ہوتا ہے اسلئے مباحثہ کچھوچھہ کا مختصر حال بیان کر دینا بھی ضروری ہوا۔ واضح ہو کہ آج سے سات برس پہلے اکتوبر ۱۹۲۰ء میں شاہ جی مولوی احمد اشرف کچھوچھوی اور حضرت مولانا سید شاہ عظمت حسین صاحب کے مابین خاص کچھوچھہ میں مباحثہ ہوا۔ اور فریقین کے اقرارنامہ کے مطابق حضرت مولانا سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ کچھوچھہ اِس مناظرہ کے حدود کا حکم قرار پائے۔ اور ۱۳ نومبر ۱۹۲۰ء کو حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی مدیر النجم کے دست حق پرست پر اِس مناظرہ کا اختتام ہوا۔ مولوی احمد اشرف مقام مناظرہ سے ڈرتے ہوئے گئے اور

دوسرے دن روپوش ہوگئے۔ ہر چند ان کو میدان مناظرہ میں بلایا گیا لیکن نہ آنا تھا نہ آئے۔ تمام شرکائے جلسۂ مناظرہ نے ان کے شرمناک فرار پر دستخط کئے اور صدر جلسہ یعنی سجادہ نشین صاحب نے ان کے فرار کا فیصلہ بھی صادر فرما دیا۔

مباحثہ کچھوچھہ کا مجمل تذکرہ روئداد ہذا کے دیباچہ میں ہم لکھ چکے ہیں اور اسی قدر کافی تھا مگر مخالفین نے باوجود ایسی شکست فاش کے مباحثہ کچھوچھہ کی روئداد چھاپی اور ایک ایسے شخص کے نام سے چھاپی جو مناظرہ میں موجود بھی نہ تھا اس روئداد میں اپنی فتح اور اہل سنت کی شکست دکھلانے کے لیے اس قدر سیاہ جھوٹ بولا گیا ہے کہ کوئی ایماندار اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہم لوگوں نے پھر بھی کچھ پرواہ نہ کی کیونکہ ایسے عالم آشکارا واقعہ کو کسی کا جھوٹ چھپا نہیں سکتا۔ لیکن اب کہ یہ روئداد شائع ہو رہی ہے مناسب معلوم ہوا کہ کچھ حال اس مباحثہ کا بھی لکھ دیا جائے چنانچہ اس حال کو چار فصلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

فصل اوّل شاہ جی اور ان کے پدر بزرگوار شاہ علی حسین کے کچھ حالات و تعلیمات اور اشتہار بازی کر کے بھاگلپور میں مناظرہ سے فرار کرنا۔

مخفی نہ رہے کہ یہ ناگوار تذکرہ بادل ناخواستہ بضرورت حوالہ قلم کرنا پڑا ورنہ یہ ہمارا شیوہ نہیں۔ پھر بھی ہم بحد اختصار سے کام لینگے۔

شاہ جی اور ان کے پدر بزرگوار بلکہ ان کا تمام خاندان بحد وجاہت پسند جاہ طلب واقع ہوا ہے انکی عورتیں ان کے لباس کے تکلفات اسکے شاہد حال ہیں۔

شاہ علی حسین نے ابتدا میں یہ ناجائز کوشش کی کہ کسی طرح آستانۂ عالیہ کچھوچھہ کی سجادہ نشینی مجھے مل جائے۔ چنانچہ آپ نے انگریزی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ برسوں کچہری کی خاک چھانتے رہے مگر چونکہ حضرت مخدوم العالم رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت ان کے خلاف تھی اسلیئے عدالت نے بھی ان کی خانہ ساز سجادہ نشینی کو ہمیشہ کے لیئے ان کے گھر میں محدود و مقید کر دیا اور مقامی پولیس شاہ علی حسین کی نگرانی کے لیئے مامور ہوئی کہ وہ زمانہ عرس میں احاطۂ درگاہ کے اندر قدم نہ رکھنے پائیں۔

اس مقدمۂ سجادہ نشینی کے دوران میں شاہ علی حسین صاحب کے متعلق جو واقعات رونما ہوئے اور حکام فیض آباد نے جن جن خطابات سے ان کو نامزد کیا اس کی نقل باضابطہ آستانۂ عالیہ کچھوچھہ میں موجود ہے جس کا جی چاہے وہاں جا کر دیکھ سکتا ہے۔

اِن پدر بزرگوار کے پسر نامدار بھی ابتک برابر مقدمہ بازیوں میں مشغول رہتے ہیں اور پے درپے ناکامیوں کے بعد بھی اپنی کارروائیوں سے باز نہیں آتے۔ حکام فیض آباد جس نظر سے ان کو دیکھتے ہیں اور شرفای گرد ونواح اِن مقدمہ سازیوں اور دوسری کارروائیوں سے جیسا کچھ اُنکو سمجھتے ہیں اُس کی پوری کیفیت کچھوچھہ جاکر معلوم ہوتی ہے۔ اور اُسپر طرّہ یہ ہو کہ اب بھی باہر جاکر باپ بیٹے دونوں اپنے کو سجادہ نشین کچھوچھہ بیان کرتے ہیں۔ اور ناواقف لوگ اسکو سچ سمجھ کر ان کے دام میں گرفتار ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت سجادہ نشین کچھوچھہ حضرت مولانا سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب ہیں۔

اِن دونوں باپ بیٹوں کی حالت یہ ہے کہ جہاں جاتے ہیں قوالی اور گانا بجانا ساتھ ساتھ ہے عوام کے گرویدہ بنانے کے لیے یہی چیز کیا کم ہے پھر اسپر طرّہ یہ ہے کہ جہاں موقع دیکھتے ہیں وہاں اوامر ونواہی شرعیہ سے بھی لوگوں کو سبکدوش کردیتے ہیں سود ورشوت کو بھی حلال کردیتے ہیں چنانچہ بھڑائچ میں شاہ جی احمد اشرف نے یہ کہکر کہ عشق رسولؐ نجات کے لئے کافی ہے۔ نماز کی پابندی ہو یا نہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک عاشق کے لئے تین وقت کی نماز معاف کردی تھی۔ نماز کا ولولہ جو مسلمانوں میں پیدا ہوگیا تھا زائل کردیا۔

فتحپور ضلع بھاگلپور میں اِن باپ بیٹوں کی تعلیمات کے چند نمونے حسب ذیل ہیں۔

نماز روزہ حج وزکوٰۃ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

نماز روزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ علما کے ڈھکوسلے ہیں اور ایسے لوگ پکّے وہابی ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اپنے کو نمازی دکھانے کے لئے پیشانیوں کو پتھر پر رگڑ کر نشان بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جنکی پیشانی پر اثر سجود ہو بیشبہ حکم وہابی کا لگادو۔ نماز کی حقیقت تو صرف اسیقدر ہے کہ وہ یاد الٰہی کا طریقہ ہے بیٹھکر یاد الٰہی کردیا اُٹھکر یا دل سے سب صحیح ہے۔ ظہر وعصر ومغرب کی قید اوقات تو اسلئے ہے کہ یاد الٰہی میں غفلت نہ ہو۔ جن کو یاد الٰہی میں غفلت نہیں ہے اُن کے لئے اوقات کی کیا پابندی ہے۔ یاد الٰہی کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کسی اہل دل سے اتحاد ورابطہ پیدا کرو وہ تمہیں اپنے رنگ میں وہ رنگ دیگا۔ بقول شخصے ؎ نمازِ عابداں سجدہ سجود ست + نمازِ عاشقاں ترک وجود ست + اور حج کے بارہ میں یوں گویا ہوئے ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر ست

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔

جب فتحپوریوں کو پیرجی نے شریعت کے عظیم بارے بالکل سبکدوش کردیا تو پھر کیا تھا جوق جوق فتحپوری لوگ پیرجی کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہونے لگے اور مریدان فتحپور نے جان توڑ کوشش کرکے اگرپور کے لوگوں کو پیرجی کے جال میں لاکر پھنسایا۔ جب اِن تینوں گاؤں میں پیرجی کی فتح پوری ہوئی تاہم بعض وہ لوگ مرید نہ ہوئے تھے جن کو اپنے بزرگوں سے معلوم ہوا تھا کہ مُرید ہونے سے احکام شرعیہ کی پابندی کرنی ضرور ہے اور پیرجی بھی اسکے مُصر ہوں گے اور یہ لوگ ناجائز آزادی کے فریفتہ وگرویدہ تھے اور احکام شرعیہ کی پابندی سے گھبراتے تھے۔ اور یہاں دھرا ہی کیا تھا پیرجی اِس کو تاڑ گئے اور اُن کی تمام وحشتوں کو اس طرح دفع کرنے لگے۔

وہابی مولویوں نے دین میں کیا کیا بکھیڑے نکالے ہیں۔ شادی بیاہ میں قدیم سے ڈھول باجا ناچ رنگ۔ آتشبازی۔ رسم سابندی۔ غازی میاں کی کندوری وغیرہ وغیرہ چلا آتا ہے بھلا دیکھو تو سہی اِس میں کون سی بُرائی ہے جسے حرام کروہ۔ بدعت بتاتے ہیں۔ کیا پہلے لوگوں نے حرام و بدعت و مکروہات کا ارتکاب کیا ہے؟ ذرا غور کرکے سوچو کہ کسی کے دل کو خوش کرنے پر شریعت مُطہرہ نے کس قدر ثواب کی امید دلائی ہے اور شادی بیاہ میں اِن مراسم سے کتنے بندگانِ خدا کا دِل خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بزرگان دین کی ارواح مقدسہ پر فاتحہ خوانی ہوتی ہے اون کی ارواح بھی خوش ہوتی ہیں۔ بھلا ایسے کار خیر کو وہابی مولوی حرام۔ بدعت بتاتے ہیں۔ اصل یوں ہے کہ وہابی کھوسٹ اور خُشک ہوتے ہیں اُنکے یہاں کے وہ مسائل بھی سراپا کھوسٹ ہوتے ہیں۔

سُود اور رشوت کے حرام ہونے کا بازار بھی انھیں وہابیوں کی ذات سے گرم ہے یہ لوگ سُود اور رشوت کے مواعید کو تمام لوگوں کو سُنا سُنا کر جائز نفع دنیاوی سے محروم کرتے ہیں۔ حالانکہ سُود شریعت میں وہی ہے جس میں ظلم ہو اور رشوت بھی وہی ہے جس میں متخاصمین سے روپے لیکر اوس کا کام نہ کیا جائے اور شریعت میں اِنھیں دونوں پر مواعید وارد ہیں۔

جب پیرجی نے یہ دلچسپ اور انوکھی تقریریں ان لوگوں کو سُنا کر لُبھا لیا اور آزادی کا تمغہ عطا کردیا تو پھر کیا تھا سب کے سب جھک پڑے اور مُرید ہوگئے۔ اور شادی بیاہ میں پیرجی کے ساتھ

وصول با جاجلوں میں ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اُن کے مُریدوں میں سود خوار اور رشوت خوار ہیں وہی اُن کے راسخ الاعتقاد اور پکّے مُرید گنے جاتے ہیں۔

المختصر عجیب عجیب ترکیبوں سے اِن صاحبوں نے موضع فتحپور و موضع اگر پور وغیرہ کے لوگوں کو مُرید کیا۔ اب فکر ہوئی کہ راجپور کے لوگوں کو بھی مرید کریں لیکن وہ لوگ حضرت مولانا سید شاہ غنیمت حسین صاحب کے مرید و معتقد تھے اِن پر کوئی افسوں کارگر نہوا بالآخر شاہ جی نے مولانا ممدوح کے کفر کا فتویٰ تیار کیا اور اپنے مخالفین کے ساتھ بائیکاٹ کرنے کا قطعی حکم ثبت فرمایا۔ بے جوڑ و بے محل آیات واحادیث لکھکر جاہلوں کی نظر میں اِس فتوے کو خوب مُدلّل کر دیا۔ اور اُسکو اپنی مُہر و دستخط سے مزیّن کیا اس فتوے کے شروع و آخر میں چند جملے عربی زبان کے اِدھر اُدھر کہیں سے دیکھکر نقل کیئے ہیں اور بے علمی کی وجہ سے انکو بھی صحیح نہیں لکھ سکے۔ مثلاً شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں۔ "محمد النبی الامی المکی القرشی الہاشمی الابطحی عالم ماکان و مایکون"............ حالانکہ نحو میر پڑھنے والا بھی جانتا ہے کہ معرفہ کی صفت بھی معرفہ ہونی چاہیئے لہذا العالم بماکان ومایکون الف لام کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔ اِس قسم کے اغلاط ان کی جب مباحثہ کچھوچھہ میں گرفت کی گئیں تو حواس مختل ہو گئے۔ اِس فتوے کے آخر میں مناظرہ و مُباحثہ کے لئے بھی اپنی تیاری بڑے زور شور سے ظاہر کی ہے۔

اِس فتوے کو شاہ جی نے اپنے مُریدوں میں گشت کرایا اور اُن کو مجبور کیا کہ اسپر عمل کریں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے جُدا ہو گیا حتیٰ کہ زوجین میں تفریق کی نوبت آگئی شاہ جی نے ایک مُرید عظمت حسین ساکن فتحپور کی لڑکی حاجی اصغر علی زمیندار راجپور کے لڑکے کے عقد میں تھی شاہ جی نے اِن دونوں میں تفریق کرا دی۔ حاجی اصغر علی مرحوم نے تو چند سال کے بعد اپنے لڑکے کا دوسرا نکاح کر دیا۔ لیکن وہ لڑکی ابتک بے شوہر کے اپنے باپ کے گھر میں بیٹھی ہوئی شاہ جی کو دعائیں دے رہی ہے۔

اِس فتوے پر بھی شاہ جی کو تسکین نہ ہوئی اور اپنے مُریدوں کو ورغلا کر مسلمانانِ راجپور پر طرح طرح کے جعلی مقدمے دائر کرائے اور خدا کے فضل سے سب میں ناکام و نامراد رہے راجپور کے مسلمانوں کو خدا نے قدیم الایام سے حسبی و نسبی ہر قسم کی عزّت و فوقیت دی ہے جو شاہ جی کے

مریدوں کو نصیب نہیں۔
اسکے بعد شاہ جی نے اپنے مریدوں کو اشتہار بازی پر اُکسایا اور وہ سب عقل کے دشمن لگے اشتہار کی تلگیاں اُڑانے۔ اِن اشتہارات میں اسقدر خلاف تہذیب گالیاں اہل سنت جماعت اور اُن کے علما کو دی گئی ہیں کہ نعوذ باللہ۔ آخر مسلمانان راجپور نے اشتہار بازی میں اُنکا مقابلہ کیا مناظرہ کی تیاری کا اظہار تو دونوں طرف سے تھا۔ مگر نوبت کسی طرح سے نہ آتی تھی۔ اِس اثنا میں مسلمانان راجپور کی درخواست پر حضرت مولٰنا سید محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ کو اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کو بھی طلب فرمایا بڑی کوشش مناظرہ کی کی گئی مگر بجائے مناظرہ کے اشتعال انگیز کارروائیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ آخر شہر بھاگل پور کے مسلمان اِس سے متاثر ہوئے اور بڑے بڑے معززین و رؤسائے شہر مثلاً جناب شاہ فتح عالم صاحب نواب حاجی محمد لوبی شہامت حسین صاحب وکیل حکیم امیر حسن صاحب و حکیم سید زین العابدین صاحب وغیرہم نے ایک کھلی چٹھی لکھکر شائع کی جس میں شاہ جی اور مولانا سید شاہ غنیمت حسین صاحب دونوں کو مخاطب بنایا اور لکھا کہ آپ دونوں میں جو مسائل مختلف فیہ ہیں اُن پر مناظرہ ہوجانا چاہیئے ہم لوگ آپ دونوں حضرات کو دعوت دیتے ہیں اور شہر بھاگل پور محلہ خلیفہ باغ میں میر معونت حسین صاحب کا مکان مناظرہ کیلئے تجویز کرتے ہیں بے تکلف و بلا توقف آپ دونوں حضرات تشریف لے آئیں ہم لوگوں کے سامنے مناظرہ ہوگا۔ اور ہمیں لوگ اسکا فیصلہ کرکے پبلک کو سنا دینگے۔
اِس کھلی چٹھی کے جواب میں حضرت مولانا غنیمت حسین صاحب نے تو بخوشی تمام منظوری لکھ بھیجی اور شاہ جی نے انکار کیا اور لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ رؤسائے شہر بھی خصم کے ساتھ سازباز کر گئے ہیں اور میں تو مجمع عام میں مناظرہ کرونگا کسی کے گھر میں مناظرہ کرنے سے عوام کا کیا نفع۔
رؤسائے شہر نے پھر انکو لکھا کہ اچھا آپ مجمع میں مناظرہ کیجئے۔ میدان شاہ جنگی جو اہل شہر کی عیدگاہ ہے وہاں مناظرہ ہو۔ اِس کے جواب میں شاہ جی نے لکھا کہ حفظ امن کا کون ذمہ دار ہوگا۔ کہا گیا کہ فریقین۔ شاہ جی نے فرمایا کہ میں تو مسافر ہوں۔ غرض کسی طرح مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے۔
آخر اہل شہر نے اشتہار دیکر ایک جلسہ عام خاص بھاگلپور میں کیا جس میں شاہ جی کی تمام کارروائیاں ظاہر کی گئیں۔ اور ایک محضر نامہ تیار ہوا جس پر معززین و رؤسائے شہر نے یہ عبارت لکھکر اپنے دستخط کر دیئے

"ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ اہل راجپور اور جناب مولوی غنیمت حسین صاحب اور مولانا محمد عبد الشکور صاحب اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے انتہائی کوشش کی مگر جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے مناظرہ سے پہلو تہی کی"

اہل شہر کے اس محضر نامہ کا تذکرہ مباحثہ کچھوچھہ میں بھی حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب نے کیا۔ چنانچہ رضا خانیوں کی مطبوعہ رُوداد کے ص۱۲۱ پر موجود ہے۔

فصل دوم۔ خاص کچھوچھہ میں مباحثہ کی کوشش اور شاہ جی کی گرفتاری۔

جب معززین و رؤسا و عام مسلمین شہر بھاگلپور نے شاہ جی کے خلاف فیصلہ دیدیا تو شاہ جی سیدھے اپنے مکان کو چلتے ہوئے۔

مگر مسلمانان راجپور نے کہا کہ اچھا بھاگ کر کہاں جاؤ گے ہم تمہارے گھر پر پہونچکر سجادہ نشین صاحب کو بیچ میں ڈالکر تمکو گرفتار کرینگے۔ اور تم سے مناظرہ کر کے دروغ گو را تا بدر بلکہ تا بگور باید رسانید کا منظر دکھا کے رہینگے۔ چنانچہ اسکا سامان بمدد خداوندی یہ ہوا کہ حاجی اصغر علی مرحوم زمیندار راجپور نے عظمت حسین صاحب فتحپوری کو یہ پیغام بھیجا کہ میں اب اپنے لڑکے کا نکاح دوسری جگہ کئے دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی یہ شہرت بھی ہوئی کہ حاجی اصغر علی صاحب کے لڑکے کی طرف سے اپنی زوجہ کی رخصتی کا دعویٰ دائر عدالت ہونے والا ہے۔ اس قسم کی چند خبروں نے فتحپور والوں کو پریشان کر دیا اور وہ خواہان مصالحت ہوئے۔ مصالحت کی یہ صورت قرار پائی کہ دونوں فریق یعنی شاہ جی کے مریدین اور مخالفین کچھوچھہ چلکر سجادہ نشین صاحب کو باقاعدہ ثالث بنائیں اور تحریری ثالث نامہ لکھکر اُن کی خدمت میں پیش کریں اسکے بعد شاہ جی کو مناظرہ کیلئے مجبور کریں۔ چنانچہ حسب ذیل ثالث نامہ فریقین نے لکھکر دستخط کر کے مکمل کیا۔

نقل ثالث نامہ

شیخ ہمت علی پسر شیخ مہر علی مرحوم وغیرہ ساکنان موضع اکرپور ضلع بھاگلپور قوم شیوخ جونپوری مریدان مولوی احمد اشرف کچھوچھوی فریق اول و حاجی شیخ اصغر علی پسر شیخ اُمید علی مرحوم وغیرہ ساکنان موضع راجپور ضلع بھاگلپور قوم شیوخ جونپوری معتقدان مولانا سید شاہ غنیمت حسین صاحب مخدوم جکی فریق دوم اقرار شرعی کرتے ہیں۔

(۱) فریقین کو زمانہ لایاد گار سے بیعت و ارادت سلسلہ عالیہ اشرفیہ سے ہے اور آپس میں دیرانہ تعلقات ہیں

(۲) مولوی سید احمد اشرف صاحب نے اپنے مُریدان کو براہین قاطعہ مصنفہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب و حفظ الایمان مصنفۂ مولوی اشرف علی صاحب و تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم صاحب کی نسبت یہ فرمایا کہ یہ سب کافر ہیں اور ان کی کتابوں کی عبارات میں کلمات کفریہ ہیں اور جو ان صاحبوں کے کفر میں شک و شبہہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ چونکہ راجپور والوں نے انھیں کافر نہیں کہا اس بنا پر راجپور والوں سے تمامی تعلقات برادری و اسلامی ترک کر دیئے گئے۔

(۳) فریقین نے رفع تکرار متذکرہ صدر کے لیے حضرت مولانا سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ کچھوچھہ شریف کو ثالث و حکم مقرر کیا معزز حکم جو فیصلہ اسکی نسبت فرمائینگے فریقین کو بسر و چشم قبول و منظور ہوگا۔

(۴) مولوی سید احمد اشرف صاحب پر فریق اول مدعی مناظرہ حضور میں جناب حکم صاحب کے اصالتًا اپنے دعوی کی اصلیت ثابت فرمائینگے و مولوی سید غنیمت حسین صاحب اسکا رد کرینگے۔

(۵) تاریخ مناظرہ و جائے مناظرہ حکم صاحب مقرر فرمائینگے۔

(۶) دونوں مناظروں سے جو مناظر وقت معینہ و جائے مقررہ پر حاضر نہ ہوں یا بحث میں پہلوتہی کریں یا بحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑیں یا سخت کلامی کریں تو ایسی حالت میں اسکا عجز متقول ہوگا و حکم صاحب اسکے خلاف فیصلہ فرمائینگے۔ ہم لوگ ہر دو فریق ایسی صورت میں مناظر مفرد رو عاجز مغلوب کو چھوڑ دینگے اسلئے یہ ثالث نامہ لکھدیا جو وقت پر کام آوے۔

دستخط فریق اوّل

شیخ ہمت علی ساکن نندپور پرگنہ بھاگلپور بقلم خود۔ شیخ دلآ ساکن اگرپور
شیخ شجاعت علی نندپور پرگنہ بھاگلپور۔ شیخ نجابت علی ساکن کومیلا
شیخ نظام الدین ساکن نندپور پرگنہ بھاگلپور۔ شیخ عاقل علی ساکن کومیلا بقلم خود
شیخ عابد حسین بقلم خود ساکن نندپور۔ شیخ ولایت علی نندپور بقلم خاص
شیخ رحیم بخش ساکن نندپور بقلم خاص۔ شیخ الفت حسین ساکن اگرپور بقلم خاص
شیخ ریاست علی۔ شیخ ابوالحسن بقلم خاص۔ شیخ اکبر حسین نندپور بقلم خاص
شیخ مقبول حسین بقلم خاص۔ شیخ عبد اللہ بقلم خاص

دستخط فریق دوم

شیخ اصغر علی بقلم خاص ساکن راجپور۔ دستخط جان علی بقلم خود راجپور
دستخط الفت حسین بقلم خود راجپور۔ شیخ فدا حسین ساکن راجپور بقلم خاص۔
شیخ عبد الرزاق بقلم خاص۔ شیخ عبد الرحیم بقلم خود
دستخط محمد بقلم خود۔ عبد اللطیف بقلم خود۔ شیخ تصدق حسین بقلم جدعلی
محمد شریف عالم بقلم خاص راجپور۔ محمد عبد اللطیف بقلم خاص
شیخ عبد اللہ عرف دتی بقلم خاص راجپور۔ شیخ ماجد علی بقلم خاص راجپور
سلیم الدین بقلم خاص راجپور۔ العبد شیخ دیانت علی بقلم خاص

دستخط فریق دوم	دستخط فریق اول
شیخ امیر علی بقلم خاص۔ شیخ گوہر علی بقلم خود۔ دستخط شیخ حیات علی۔ شیخ جواد علی بقلم خود۔ عبدالغفور بقلم خاص راجپور۔ شیخ سلطان بقلم خاص شیخ سعادت علی بقلم خود شیخ شجاعت علی بقلم خود شیخ امجد علی بقلم خود ظہور علی بقلم خود شیخ ثابت علی بقلم خود شیخ فرہاد علی۔ شیخ واحد علی۔	شیخ احمد علی اگرپور بقلم خاص۔ شیخ قادر علی بقلم خاص۔ شیخ چمن سائن سریڈ پور بقلم فدا حسین۔

اِس ثالث نامہ کے مکمل ہونے کے بعد فریق اول کی طرف سے شیخ ہمت علی صاحب رئیس فتحپور اور فریق ثانی کی طرف سے حاجی اصغر علی صاحب مرحوم رئیس اعظم راجپور نمایندے مقرر ہوئے اور دونوں نے کچھوچھہ جاکر ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو حضرت سجادہ نشین صاحب کے حضور میں اِس کو پیش کیا۔ ممدوح نے اولاً بہت انکار کیا اور فرمایا کہ میں ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑتا مگر جب آپ کو معلوم ہوا کہ شاہ جی نے ایسا فتویٰ لکھا ہے اور اِس فتوے کے سبب سے مسلمانوں میں سقدر افتراق پڑگیا ہے کہ زوجین میں جُدائی کی نوبت آگئی ہے تو آپ نے ثالثی منظور فرماکر فریقین کے مناظرین کے نام اطلاعی حکم جاری فرمایا۔ اور ۲۵ ر اکتوبر تاریخ مناظرہ مقرر کی۔ حضرت مولانا غنیمت حسین صاحب نے اِطلاع پاتے ہی فوراً حاضری کے دستخط کر دیے لیکن شاہ جی روپوش ہوگئے۔ آخر حضرت سجادہ نشین صاحب نے ۲۴ ر اکتوبر کو حکم دیا کہ تمام اطراف کچھوچھہ میں اور خاص شاہ جی کے دروازہ پر بآوازِ دہل اعلان کر دیا جائے کہ ۲۵ ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو آستانہ عالیہ پر مناظرہ ہے اِس اعلان نے شاہ جی کو مجبور کر دیا اور ۲۵ ر اکتوبر کو میدان مناظرہ میں بمقام آستانہ عالیہ آنا ہی پڑا۔

فصل سوم - مُباحثہ کچھوچھہ میں شاہ جی کی حالت بمقابلہ حضرت مولانا سیّد غنیمت حسین صاحب

بتاریخ ۲۵ ر اکتوبر ایک بڑا مجمع اطراف وجوانب کے مسلمانوں کا آستانہ عالیہ پر ہوا۔ فتحپور و اگرپور وغیرہ کے لوگ جو شاہ جی کے مرید تھے اور راجپور کے مسلمان اتنی بڑی مسافت طے کرکے مناظرہ کے شوق میں آئے ہوئے تھے۔

حضرت سجادہ نشین صاحب مسند صدارت پر رونق افروز تھے اور آپ کے سامنے ایک طرف بجانب یمین حضرت مولانا سید شاہ غنیمت حسین صاحب اور دوسری طرف بجانب یسار شاہ جی تھے جنکا لباس توزرکاریگر چہرہ شرمسار اور دل سوگوار تھا۔

اولاً ثالث نامہ پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنایا گیا اس کے بعد پیرجی کا مسلم کش فتویٰ پڑھا گیا۔ ثالث نامہ کو فریقین نے تصدیق کیا و فتویٰ کو بھی پیرجی تصدیق کرنے پر مجبور ہوئے۔ حاضرین جلسہ مشتاق تھے کہ اب پیرجی فتویٰ کا ثبوت پیش کرینگے مگر پیرجی مناظرہ ٹالنے کی فکر کر رہے تھے۔ چنانچہ یوں گویا ہوئے کہ ثالث نامہ کے ہر دو فریق فی الحقیقت ایک ہیں۔ فریق اول وہ لوگ ہیں جن کو میں اور میری جماعت نے بائیکاٹ کر دیا میں کیوں ان لوگوں کی طرف سے مناظرہ کرنے لگا۔ اِس پر حاضرین جلسہ نے شیخ ہمّت علی صاحب کو طلب کیا اور پوچھا کہ پیرجی سے آپ کو کیا سروکار ہے۔ شیخ ہمّت علی صاحب نے جواب دیا کہ میں اور کل اشخاص دستخط کنندگان فریق اول ثالث نامہ پیرجی کے مرید ہوں اور اُن کے فتویٰ کے مطابق مسلمانان راجپور سے الگ ہوں۔ پیرجی ہمّت علی صاحب کا بیان سنکر فرمانے لگے کہ یہ لوگ ضرور ہمارے مرید تھے لیکن اب بائیکاٹ ہیں۔ پیرجی نے تو یہ چلتا ہوا منتر پڑھا اور مناظرہ سے گریز کی نئی تدبیر سوچی لیکن حاضرین جلسہ انکو کب چھوڑتے تھے ارشاد فرمایا کہ آپ مریدوں کو اپنی مریدی سے خارج کیجئے یا آپ کی جماعت فریق اوّل کو خارج کرے یہ آپکو اختیار ہے مگر جس فتویٰ سے آپ نے تفریق زوجین کرائی ہے اور علمائے اسلام کو کافر کہا ہے اُس کا ثبوت ہر شخص موافق یا مخالف مرید خالص ہو یا مرید بائیکاٹ سب آپ سے طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ثبوت پیش کرنے کے لئے آپ مجبور ہیں۔

پیرجی نے جب دیکھا کہ اس تدبیر سے بھی مناظرہ سے چھٹکارہ نصیب نہ ہوا تو فرار کا ایک نیا طریقہ سوچا اور یہ کہا کہ مناظرہ ہو لیکن حکم نہ ہو اس پر حاضرین نے یہ کہا کہ آپ کے مقابلہ میں حکم نہ ہو اور اسکے فیصلے کو آپ مانیں یا نہ مانیں یہ آپ کو اختیار ہے لیکن جن لوگوں نے ثالث نامہ پر دستخط کرکے سجادہ نشین صاحب کو حکم تسلیم کر لیا ہے اُن کے لئے حکم کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اور پھر حکم کے فیصلہ سے آپ کا ذاتی نقصان بھی کچھ نہیں ہے۔ بلکہ نفع ہی ہے کیونکہ ثالث نامہ کے فریق اول کو تو آپ بائیکاٹ کر ہی چکے ہیں اگر حکم صاحب کا فیصلہ آپ کے خلاف ہوا تو وہی لوگ آپ سے الگ ہونگے جن کو آپنے خود بائیکاٹ کر دیا ہے۔ اور کاش اگر فیصلہ آپ کے موافق ہوا تو پھر آپ کی بن آئی اور آپکے بائیکاٹ مرید و مسلمانان راجپور بھی راسخ الاعتقاد مرید بنجائینگے۔ پیرجی کے سامنے جب یہ خوش نُما منظر آیا تو منہ میں پانی بھر آیا اور قہر درویش برجان درویش مناظرہ کے لئے مستعد ہوگئے۔ مگر پھر بھی مناظرہ اور اپنی قابلیت کو یاد کرکے پیرجی کا دل دھڑکتا تھا اور کہنے لگے کہ میری طرف سے میرے وکیل سید محمد مناظرہ کرینگے۔ اس پر مولانا غنیمت حسین صاحب نے فرمایا کہ

آپ لکھدیجئے کہ میں مناظرہ نہیں کرسکتا اسلئے وکیل اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ اپنے فتحپوری مریدین کے سامنے پیر جی کو اس کا بھی لکھنا ذلت معلوم ہوا اسلئے سامنے آئے اور تاریخ ۲۵ / اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۱۱ / صفر سنہ ۱۳۳۹ھ کو ثالث نامہ کی دفعہ ۲ کے مطابق براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان زیر بحث قرار دی گئی اور چند سوالات فریقین نے ایک دوسرے سے کیئے۔ سوال و جواب انکی رُوداد کے صفحہ ۱۲ تا صفحہ ۱۳ میں درج ہیں اُس کے بعد مناظرہ ۲۶ / اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کے لیئے ملتوی کیا گیا

تاریخ ۲۶ / اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کو جلسہ مناظرہ خانقاہ شریف میں منعقد ہوا اور جناب سجادہ نشین صاحب مسند صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ پیر جی نے حفظ الایمان پیش کیا حضرت مولانا سید غنیمت حسین صاحب مناظر فریق دوم نے ارشاد فرمایا کہ ثالث نامہ اور نیز کل کے مبادی مناظرہ میں براہین قاطعہ سب سے پہلی کتاب زیر بحث ہے اسلئے اسی کتاب سے بحث شروع کیجئے۔ پیر جی بولے کہ میں پہلے براہین سے بحث نہیں شروع کرنے کا بلکہ حفظ الایمان سے بحث شروع کرونگا۔ اس پر انہیں بہت سمجھایا گیا مگر وہ اپنی بیجا ضد اور ہٹ سے باز نہ آئے۔ آخر میں جناب صدر نے پیر جی کا بیجا اصرار اور مناظرہ سے فرار دیکھکر فوراً اعلان کر دیا کہ حفظ الایمان ہی سے بحث شروع کیجئے۔

اب پیر جی نے حفظ الایمان (مصنفہ مولنا اشرف علی صاحب) کی عبارت پڑھی۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اپنی سمجھ کے موافق ثابت کرکے اون کو کافر بنا چھوڑا۔ غرض تمام عمر میں کسی کافر کو مسلمان کرنا تو نصیب نہیں ہوا البتہ مسلمانوں کو کافر بنانا آپکا خاص شیوہ اور منصب ہے

اس کے بعد مولانا سید غنیمت حسین صاحب مناظر فریق دوم نے مہذبانہ پیرایہ میں انکار کیا۔ اور حفظ الایمان کا صحیح مطلب بیان کرتے ہوئے پیر جی کے تمام اعتراضات کا جواب دیا اور مولوی اشرف علی صاحب کو شرح مواقف کا مترجم بتایا۔ اور پیر جی نے مولانا اشرف علی صاحب پر جتنے الزام اپنی سمجھ کے موافق لگائے تھے اُسکو دفع کرتے ہوئے حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ حفظ الایمان میں توہین کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اور ہر ایک شرعی پہلو سے اس کی عبارت کو جانچ پرتال کر دکھایا کہ اس سے کسی طرح پر توہین نکل ہی نہیں سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق جو مولانا اشرف علی صاحب نے لکھا ہے وہی تمام اہل سنت کا مسلک ہے اور یہی احناف کا مذہب ہے اور ہر موقع پر کتابیں معتمد پیش کرتے گئے۔

جب مولانا مدظلہ العالی کی تقریر اور دلائل شرعیہ سے پیر جی کے تمام اعتراض کا تار پود الگ الگ ہو گیا اور سوا بات بنانے کے پیر جی کے پاس کچھ نہ رہا اور وہاں تھا ہی کیا۔ تب پیر جی پھر انھیں باتوں کو بار بار اعادہ کرنے لگے جو پہلے کہہ چکے تھے جس سے حاضرین جلسہ پر پیر جی کی قابلیت واضح اور آشکارا ہو گئی اور اسکو پیر جی بھی تاڑ گئے اور دستِ سوال اس طرح دراز کیا کہ کچھ روز کے لیے مناظرہ ملتوی کیا جائے میرے مقدمے کی تاریخ ہے۔ اس میں پوشیدہ چال یہ تھی کہ کسی مناظر کو باہر سے بلائیں اور اپنے امام اور مجدد مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے کچھ سیکھ لیں۔ چنانچہ دوسری تاریخ میں مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کو آخر میں بلا ہی لیا۔ التوائے مناظرہ کے متعلق جو پیر جی اور جناب مولوی شاہ محمد شفیع صاحب (فریقین کے تقریر نویس) سے گفتگو ہوئی وہ ذیل میں درج ہے۔

پیر جی۔ میرے مقدمہ کی تاریخ ہے مناظرہ ملتوی فرمایا جاوے۔

مولوی صاحب۔ آپ کے مقدمہ کی پیروی آپ کے پیروکار کرینگے آپ کی کیا ضرورت ہے۔

پیر جی۔ مقدمہ کی پیروی میرے پیروکار سے نہیں ہو سکیگی۔

مولوی صاحب۔ اگر آپکا مقدمہ پیچدار ہے تو سید محمد کو بھیجدیجئے۔

پیر جی۔ محدث صاحب (سید محمد) سے مقدمہ کی پیروی نہیں ہو سکتی ورنہ میں انکو بھیجدیتا۔

مولوی صاحب۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپکے مقدمہ کی کیا صورت ہے کہ بغیر آپ کے اوس کی پیروی نہیں ہو سکتی

پیر جی۔ میں بے وجہ مناظرہ کا التوا نہیں چاہتا میرا جانا اسلئے ضرور ہے کہ میرا اظہار ہوگا۔

غرضکہ شاہ جی کا اصرار التوای مناظرہ کیلئے دیکھکر نہایت بیچینی کے ساتھ حاضرین نے اُن کی درخواست کو منظور کر کے ۱۲ر نومبر کی تاریخ دیکر مناظرہ تو ملتوی کر دیا۔

اِس درخواست التوا میں ایک پیچ تو شاہ جی کا یہ تھا کہ وہ جانتے تھے کہ اتنے دنوں مولانا غنیمت حسین صاحب بیکار یہاں پڑے نہ رہینگے اور اپنے وطن جاکر پھر واپس آنے میں کم از کم زحمت سفر اور خرچ تو ضرور ہوگا۔ ممکن ہے کہ مولانا اسکو منظور نہ کریں اور مناظرہ سے جان بچ جائے۔

دوسری چال یہ تھی کہ باہر سے اپنی مدد کے لئے کسی اور رضاخانی کو بلانا چاہتے تھے۔ چنانچہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی کو بلایا۔ اور ایک تیسرا کید خفی یہ تھا کہ جب مولانا غنیمت حسین صاحب اپنے وطن واپس تشریف لے گئے تو اپنے مریدوں سے کہکر ایک فوجداری کے مقدمہ میں ممدوح کی شہادت لکھوا دی

اور سمن تعمیل کرادیا جس سے وہ تاریخ مناظرہ یعنی ۱۳ ر نومبر کو نہ پہونچ سکیں۔ اور اس کید میں شاہ جی کو کامیابی بھی ہوئی۔ مولانا ٹکٹ ریل کا اکبرپور تک کا خرید کرکے جمال پور تک پہونچ گئے تھے کہ پھر انکو واپس ہونا پڑا۔ اور وہ ٹکٹ بھی بیکار ہوگیا۔ ۱۴ ر نومبر کو مولانا ممدوح کچھوچھہ میں پہونچے اور وہ ٹکٹ بھی اپنا جلسۂ مناظرہ میں پیش کیا کہ میرے ساتھ یہ کارروائی کی گئی تھی۔

فصل چہارم حضرت مولانا صاحب مدیر النجم کی مباحثہ کچھوچھہ میں شرکت اور شاہ جی کی ہزیمت

حضرت مولانا غنیمت حسین صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد خود بخود اہل بھاگلپور کے دل میں خیال پیدا ہوا اور انھوں نے اِس مباحثہ کی اِطلاع حضرت مولانا صاحب مدیر النجم کو بذریعۂ تار بھیجی اور ممدوح ۱۲ ر نومبر کو کچھوچھہ پہونچ گئے۔

۱۳ ر نومبر کو مجلس مناظرہ پھر منعقد ہوئی اور شاہ جی مع مولوی نعیم الدین مرادآبادی حاضر مجلس مناظرہ ہوئے اور اہل سنت وجماعت کی طرف سے حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم عمامہ فاروقی زیب سر کیے ہوئے دِرّہ عمری ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے رفقا کی معیت میں عجب شان سے رونق افروز ہوئے کہ شاہ جی اور اون کے حوارین کی آنکھیں چکاچوند ہوگئیں۔ اور بوکھلا گئے۔ شاہ جی کا بڑا اصرار اسپر رہا کہ مولانا غنیمت حسین صاحب نہیں آئے لہذا اُن کے قرار پر دستخط کردیجئے۔ اور جلسۂ مناظرہ برخاست کیجئے۔ حضرت مولانا مدیر النجم نے فرمایا کہ اُن کی طرف سے میں موجود ہوں اور اُن کے حرف حرف کا ذمہ دار ہوں۔ لہذا نہ اُن کے قرار پر دستخط ہوسکتے ہیں نہ مناظرہ موقوف ہوسکتا ہے حاضرین نے بھی اس کی تائید کی اور خاندان عالی شان اشرفیہ کے معزز اراکین نے بھی اِس پر زور دیا۔ اب شاہ جی کیا کریں سنگ آمد وسخت آمد مگر کہنے لگے کہ اچھا جس طرح مولانا غنیمت حسین صاحب کی طرف سے آپ وکیل ہیں میری طرف سے بھی وکالتًا مولوی سید محمد مباحثہ کرینگے۔ حضرت مولانا نے فرمایا مجھے اِس سے مطلب نہیں کسے باشد۔

المختصر بہزار خرابی یہ نوبت آئی کہ مناظرہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مولوی سید محمد نے اپنے حضرت شاہ جی صاحب کی بقیہ تقریر جو اس روز نا تمام رہ گئی تھی پوری کی اور اسی میں سارا وقت ختم ہوگیا۔

۱۴ ر نومبر کو پھر مجلس مناظرہ قایم ہوئی اور حضرت مولانا سید غنیمت حسین صاحب بھی پہونچ گئے مولانا صاحب مدیر النجم نے فرمایا کہ آنکھیں کھولکر دیکھ لو یہ ہیں مولانا غنیمت حسین صاحب جن کے

قرار پر کل دستخط لئے جاتے تھے۔ بڑی کوشش آپ لوگوں کی طرف سے کی گئی کہ کسی طرح وہ مناظرہ میں نہ آسکیں۔ مالی نقصان تو ان کا ضرور ہوا اور بہت ہوا اور پہونچنے میں بھی ایک دن کی دیر ہو گئی لیکن پھر آ ہی گئے۔

مولانا صاحب مدیر النجم نے فرمایا کہ اب مولانا غنیمت حسین صاحب تشریف لے آئے لہٰذا وکالت کی ضرورت نہیں آپ اور وہ مناظرہ کریں لیکن اب شاہ جی کہاں ہاتھ آنے والے تھے۔

الغرض مولانا صاحب مدیر النجم نے اپنی جوابی تقریر شروع فرمائی جو ۱۵ر نومبر کے آخر وقت تک جاری رہی۔ جناب مولانا صاحب کی تقریر زبانی ہوتی تھی اور سید محمد صاحب گھر سے لکھکر لاتے تھے وہی سُنا دیتے تھے۔ ۱۶ر نومبر کو مولوی سید محمد صاحب نے اس کا جواب شروع کر کے ۱۷ر نومبر کو نصف وقت میں ختم کر دیا۔ مولانا صاحب مدیر النجم جواب کے لیئے کھڑے ہوئے لیکن اصرار ہوا کہ اب جواب کل دیجیئے گا۔ مولانا صاحب نے جناب صدر سے فرمایا کہ میرے جواب کو یہ روکنے والے کون ہیں خود مہلت لینا نہیں چاہتا۔ نہ ان خرافات کے جواب میں مجھے کچھ غور و تامل کرنے کی ضرورت ہے اگر جناب صدر ان کی چال کو نہ سمجھے سچ ہے "المومن غر کریم" لہٰذا آپ نے فرمایا اس میں کیا حرج ہے کل ہی سہی۔

۱۷ر نومبر کو مولوی سید محمد صاحب کی تقریر کے آخری حصہ میں شاہ جی زار و قطار رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اے زمین و آسمان گواہ رہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جارہی ہے اور توہین کرنے والوں کو کافر کہنے سے بھی روکا جاتا ہے۔ یہ رونے کا سلسلہ ایسا دراز ہوا کہ روتے ہی ہوئے مجلس مناظرہ سے اُٹھ گئے۔

۱۸ر نومبر کو معلوم ہوا کہ شاہ جی کے مریدان بھاگلپوری تو اپنے وطن واپس جا رہے ہیں۔ سب کو تعجب ہوا کہ بات کیا ہے۔ خیر مناظرہ کا وقت آیا۔ جناب صدر تشریف لائے اور سب لوگ جمع ہوئے مگر شاہ جی کا پتہ نہیں۔ جب کئی گھنٹے گذر گئے تو تلاش کی گئی معلوم ہوا کہ شاہ جی اب نہ آئینگے اور کل رات ہی کچھوچھہ کے بعض حضرات سے جو شاہ جی کے قریبی رشتہ دار ہیں بڑی منت سماجت کر کے ہاتھ پاؤں جوڑ کر ایک کاغذ پر دستخط کرائے ہیں۔

جناب صدر نے ان دستخط کرنیوالے اصحاب کو بُلا کر دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں نے دستخط کس

بات پر کیئے ہیں تو اِن حضرات نے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اب ہم اِس کی تلافی کیئے دیتے ہیں چنانچہ اِن حضرات نے حسب ذیل خط شاہ جی کو لکھا۔

مخدومی معظمی مدظلہ بعد ہدیۂ سلام عرض یہ ہے حسب الارشاد آنجناب محضر پیش کردہ پر ہم لوگوں نے بتقاضائے مروت بلا تشفی آپکے اصرار شدید پر دستخط کردیئے لیکن ابھی اصل مسئلہ کی حقانیت ثابت نہیں ہوئی جس سے ہم لوگوں کی تشفی خاطر نہیں ہوئی اب خواہش یہ ہے کہ آپ اپنے ترانوے سوالوں کا جواب مجمع عام میں مولانا عبدالشکور صاحب سے پوچھئے اگر وہ اس کے معقول جواب دینے میں گریز کریں یالا طائل جواب دیویں تو ہم لوگ خود فیصلہ کر دیوینگے اور ہماری معقول تشفی ہو جائیگی دوسرے آپکے ذمہ ابھی بقیہ کتابوں کے کفریات اور قائل کا کفر باقی ہے ثابت کیجئے جیسا ابتدائے مناظرہ میں طے ہو چکا ہے۔ راقم سید علی اوسط اشرفی۔ سید حسین اشرف۔ ظہور الحسن اشرفی کچھوچھوی۔ تاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۲۰ء

جناب سید علی احمد صاحب کچھوچھوی اِس خط کو لیکر پیر جی کی خدمت میں بھیجے گئے۔ دیر کے بعد واپس آکر سید صاحب ممدوح نے فرمایا کہ احمد اشرف صاحب نے خط کا جواب دینے سے انکار کیا۔ اور اصرار کرنے پر کہا کہ اِس کا واپس کرنا ہی جواب ہے چنانچہ وہ خط فرزند علیخاں ساکن بوہری ضلع سلطانپور کی معرفت واپس ہوا۔

اب تمام حاضرین کو یقین کامل ہوا کہ پیر جی اور اُنکے حوارین اور مریدین مناظرہ سے بھاگے اور فرار کا بدنما داغ ہمیشہ کے لیئے اپنی پیشانی پر لے گئے۔ تب جناب مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدظلہ نے حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ میں اُن کے سوالوں کا جواب دیتا ہوں آپ لوگ سُنیں چنانچہ چند سوال کا جواب بھی آپنے دیا۔ مگر حاضرین نے کہا کہ جب ہمیں سوال ہی مہمل معلوم ہوتے ہیں تو جواب میں تضیع اوقات کرنا بیفائدہ اور مخاطب بھی نہیں آئے اسلئے ہم لوگ ایک محضر نامہ پر دستخط کر کے آپ لوگوں کے حوالے کرتے ہیں۔ چنانچہ مقام مناظرہ میں محضر نامہ لکھا گیا اور تمام حاضرین نے اُسی وقت دستخط کر کے اہل حق یعنی مسلمانان جیور کے حوالہ کیا۔

نقل محضر نامہ

حامداً و مصلیاً

حفظ الایمان کی بحث کو ناتمام چھوڑ کر جس کے تمام ہونے کا غلط خیال جناب مولوی احمد اشرف صاحب وغیرہ نے ظاہر کیا ہے اور بعینہ طے شدہ دو کتاب کی بحثوں کو یعنی تحذیر الناس و براہین قاطعہ کو بلا اختلاف

ناتمام چھوڑ کر جناب مولوی احمد اشرف صاحب جناب مولوی سید محمد صاحب جناب مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی آج نہ آئے لہذا ہم لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جناب مولوی احمد اشرف صاحب وغیرہ غلطی پر ہیں اور اون کا کھلا ہوا فرار ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ جلسۂ مناظرہ میں باوجود طلب کرنے ان لوگوں کے یعنی سید علی اوسط صاحب اشرفی ساکن کچھوچھہ و سید حسین اشرف صاحب اشرفی ساکن کچھوچھہ و سید ظہور الحسن صاحب اشرفی ساکن کچھوچھہ تشریف نہیں لائے اور یہ خط معرفت جناب سید شاہ علی احمد صاحب کے بھیجا گیا تھا جو بلا جواب ممدوح نے بذریعۂ فرزند علی خاں ساکن موضع رجوری ضلع سلطانپور واپس فرمایا اور جناب سید شاہ علی احمد صاحب نے فرمایا کہ مینے مولوی احمد اشرف صاحب سے جواب کے لئے کہا انھوں نے کہا اس خط کا واپس کرنا ہی جواب ہی۔ جناب مولوی سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین نے مضمون خط کا پڑھکر سُنایا اور خط بھیجنے والوں نے اسکی تصدیق کی بوقت ۴ بجے شام مقام خانقاہ شریف درگاہ کچھوچھہ شریف جائے مناظرہ پر یہ تحریر لکھی گئی۔ المرقوم ۱۸ نومبر ۱۹۲۰ء دستخط (حضرت مولانا) سید وجیہ الدین سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف۔ (مولوی) محمد شفیع بقلم خود ساکن درگاہ شریف۔ سید علی احمد کچھوچھوی اشرفی بقلم خود۔ سید ریاض الدین اشرف کچھوچھوی اشرفی بقلم خود۔ محمد رفیع اشرفی بقلم خود ساکن درگاہ (مولوی) سید عبد الحی اشرفی بقلم خود ساکن بسکھاری۔ سید علی اوسط اشرفی ساکن کچھوچھہ بقلم خود۔ سید ظہور الحسن اشرفی ساکن کچھوچھہ بقلم خود۔ سید حسین اشرف اشرفی ساکن کچھوچھہ۔ میر تحریر علی ساکن کچھوچھہ بقلم خاص۔ سید ضمیر احمد بقلم خود اشرفی السمنانی۔ سید محمود حسن ساکن محلہ پیر پست شہر جونپور داماد شاہ اشرف حسین ساکن کچھوچھہ بقلم خود سید نصیر الدین اشرفی۔ سید محمد یوسف اشرفی بسکھاروی بقلم خود۔ سید کامل اشرفی۔ سید مہدی حسن بقلم خود اشرفی ساکن کچھوچھہ۔ محمد سمیع صرف اشرفی بقلم خود۔ سید نذر حسین بقلم خود ساکن بسکھاری۔ (مولوی) محمد وصی اشرف اشرفی ساکن بسکھاری بقلم خود۔ سید جلیل صرف صرفی بقلم خود ساکن بسکھاری سید منظر حسین بقلم خود۔ میں از اول تا اختتام مناظرہ میں شریک مجلس رہا۔ اور اپنی آنکھوں سے مولوی سید احمد اشرف و مولوی سید محمد صرف و مولوی نعیم الدین صاحبان کو فرار ہوتے ہوئے دیکھا۔ العبد حکیم ہدایت اللہ ساکن بنارس حال وارد درگاہ مخدوم صاحب۔ العبد مقبول اشرف بقلم خود داماد شاہ اشرف حسین صاحب برادر حقیقی شاہ علی حسین صاحب (پدر مولوی احمد اشرف صاحب) وغیرہ وغیرہ

(مندرجۂ بالا دستخطوں کے علاوہ بہت دستخط اور ہیں جو بوجہ عدم گنجائش حذف کر دیئے گئے)

مولانا صاحب مدیر النجم کی بحث میں چند قابل ذکر امور ایسے پیش آئے جو ہمیشہ تمام حاضرین جلسہ مناظرہ کو یاد رہیں گے اور موجب مسرت ہونگے۔

(۱) جب مولانا صاحب نے علمی اغلاط شاہ جی اور اُنکے داماد کی گرفت کی ہیں اور قرآن شریف کے خلاف جعلی روایات کے بیان کرنے پر گرفت کی ہے اور یہ شعر پڑھے ہیں کہ ؎ تعلم اذا کنت لست بعالم۔ فما العلم الا عند اہل التعلم فان العلم ازین للفتی من الحلۃ الحسناء عند التکلم۔ ترجمہ علم حاصل کرو جبکہ تم عالم نہو کیونکہ علم پڑھنے والوں ہی کے پاس ہوتا ہے۔ علم حاصل کرو کیونکہ علم مرد کے لئے عمدہ لباس سے زیادہ زینت کی چیز ہے۔

یہ دونوں شعر شاہ جی کے پر تکلف لباس پر پوری طرح چھا گئے اور گردنیں جھک گئیں۔

(۲) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی توہین جو شاہ جی نے کی تھی اور ان پر افترا کیا تھا کہ انھوں نے فرمایا مَن چہ پروائے مصطفےٰ دارم اسپر حضرت مولانا نے وہ سخت گرفت فرمائی کہ حواس درست ہوگئے۔

(۳) شاہ جی کے خلاف سنت افعال اور خصوصًا ترک جماعت نماز پر حضرت مولانا نے گرفت فرمائی شاہ جی سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔

(۴) حضرت مولانا نے مولوی سید محمد کو عزیز نوجوان کہکر مخاطب بنایا اس پر مولوی سید محمد صاحب بہت بُرا مانا کہ آپ میری توہین کرتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے آپ کو عزیز نوجوان بالکل صحیح کہا میری عمر آپ سے زیادہ اور آپ ابھی نوجوان ہیں اور آپ نے مجھ سے تو نہیں پڑھا مگر میرے شاگردوں سے پڑھا۔ آپ نے مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں مولوی محمد بشیر مرحوم سے پڑھا اور وہ میرے شاگرد تھے سید محمد اس وقت سب کی نظر میں ایسے ذلیل ہوئے کہ باید و شاید۔

(۵) مولوی سید محمد نے حضرت جبریل علیہ السلام کو کُتّا کہکر توہین کی تھی۔ جب اس کی گرفت کی گئی تو فوراً جھوٹی قسم کھا گئے کہ میں نے ایسا نہیں کہا اس پر اسی مجمع میں وہ لوگ موجود تھے جن کے سامنے سید محمد نے ایسا کہا تھا۔ وہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے شہادت دیکر جھوٹے کو ذلیل کیا۔ بعد اُسکے مولوی عبد الباری صاحب مرحوم فرنگی محل سے اس واقعہ کی تصدیق طلب کی گئی کیونکہ اُنکے سامنے سید محمد نے یہ کلمۂ کفر بکا تھا۔ سید محمد نے کہا کہ مولوی عبد الباری بھی مفتری ہیں۔ مولوی عبد الباری صاحب کو جو خط جناب شاہ محمد شفیع صاحب پھلواری نے لکھا تھا اور اُسکا جو جواب مولوی صاحب موصوف نے دیا ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

بحضور پر نور جناب مولانا شاہ محمد عبد الباری صاحب دامت برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بمقام ٹانڈہ خدام کعبہ کے جلسہ میں جناب مولوی سید محمد صاحب کچھوچھوی نے جو حضور کے مدرسہ کے تعلیم یافتہ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کو کُتنا کہا تھا تو حضور نے اِس لفظ کو ناپسند کرکے اُن کو نصیحت فرمائی تھی یا نہیں؟ حسبۃً اللہ اسکا جواب لکھکر سب لوگوں کے شکوک رفع فرمائیں السلام

خاکسار محمد شفیع آستانۂ عالیہ کچھوچھہ شریف۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مکرم معظم دامت عنایتہٗ۔ بعد تسلیم بصد تکریم گذارش ہو کہ عزیزم مولانا مولوی شاہ سید محمد صاحب کچھوچھوی سلمہ نے جناب کے مواجہہ و موجودگی میں اِس مطلب کا لفظ حضرت جبریل علیہ السلام کے متعلق بیان کیا جسکو میں نے ناگوار کرکے تقریر کو اُن کی روک دینے کے اصرار پر اُن کو متنبہ کیا چنانچہ اُس وقت سے مولانا موصوف سلمہ مجھ سے برابر برتاؤ کشیدگی کا کرتے ہیں۔ میں نے بارہا اُس کے متعلق فہمائش کی مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی اسکے سوا کہ خدا سے توفیق خیر کی دعا کروں اور کیا کرسکتا ہوں فقط۔

عبد الباری۔ لکھنؤ۔ فرنگی محل

عبد الباری
قیام الدین

یہ ہے سچی رُوداد مباحثہ کچھوچھہ کی اور کچھوچھوی رضاخانیوں نے جو رُوداد چھاپی ہے وہ بالکل جھوٹ و افترا ہے۔ خدا جھوٹوں کو غارت کرے۔ اور اُن کو دنیا و آخرت میں سوا اپنی لعنت کے کچھ نہ دے آمین ثم آمین بالنبی الامین۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ایک آخری لطیفہ۔ یا۔ عبرت کا بہترین سبق

روئداد ہذا بالکل مکمل ہو چکی تھی کہ ایک خط نانپارہ ضلع بہرائچ (صوبہ اودھ) کا فاخر صاحب کے ایک مطبوعہ اشتہار کے ساتھ ملا مناسب معلوم ہوا کہ تکمیل عبرت کیلئے اسکو بھی درج کر دیا جائے وہو ہذا۔

نانپارہ کا خط

کرمفرمای بندہ۔ بعد سلام سنت اسلام عرض خدمت ہے۔ مونگیر کے مباحثہ کا جو مفصل اشتہار آنجناب نے شائع فرمایا ہے اسکو دیکھکر یہاں اہل سنت وجماعت کو کمال مسرت ہوئی رضاخانیوں کی تعداد یہاں بہت کم ہے جیساکہ میری کتاب "واقعۂ نانپارہ" سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا۔ آپکا اشتہار ان رضاخانیوں کو بھی دکھلایا گیا سب سرنگوں اور شرمندہ ہو گئے۔ یہ آپ نے خوب کیا کہ حاضرین جلسۂ مباحثہ اور معززین کی ایک کثیر التعداد دستخطوں کے ساتھ اشتہار شائع کیا کہ کسی کو چون وچرا کی گنجایش نہ رہی۔ واقعی یہ سال رضاخانیوں کیلئے بڑا منحوس تھا پے درپے دو شکستیں ایسی سخت انھوں نے اٹھائیں کہ روافض کی طرح برسوں روئینگے اور ماتم کرینگے پھر بھی زخم مندمل نہ ہوگا۔ پہلی شکست امروہہ کے مباحثہ کی جسمیں ان کے مفتی اعظم نثار احمد صاحب کو پچاس روپیہ بھی دینا پڑے اور دوسری شکست آپ کے یہاں کی جسمیں فاخر صاحب کی یہ حالت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دے کہ اس ننگ اسلام ودشمن سنت فرقہ رضاخانیہ کو خوب مغلوب کیا۔

اب یہاں کا حال سنئے۔ تقریباً ایک مہینے سے فاخر صاحب یہاں رونق افروز ہیں اور اپنے چند ام اعتقادوں کیلئے ناخواندہ مہمان بنکر وبال جان ہو رہے ہیں بہرائچ میں سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا میلہ ہوتا ہے اسمیں آئے تھے وہاں ایسے پیشہ وروں کو کچھ مل جایا کرتا ہے مگر ابکی مرتبہ انکی خوب گت بنی اس صوبہ کے ایک بڑے معزز رئیس کی زبان سے جو کلمات ان لوگوں کے متعلق صادر ہوئے قابل عبرت ہیں۔ غرضکہ فاخر صاحب وہاں سے بغیر بلائے ہوئے نانپارہ پہونچگئے اور یہاں اپنا ایک اشتہار لوگوں کو دیا جو منسلکہ ہذا ہے اس اشتہار کے مشتہر بھی خود ہی ہیں اور پبلشر بھی خود ہی نہ کیسکی تصدیق ہے نہ دستخط۔

اس اشتہار میں چونکہ نانپارہ کے متعلق بھی ایسی جھوٹی باتیں ہیں کہ خدا کی پناہ اور پھر خود ہی جھوٹے پر لعنت بھی لکھی ہے لہذا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو بعض اشخاص انکے جال میں پھنس گئے تھے وہ بھی ان سے متنفر ہو گئے ابکی مرتبہ بیچارے کا کوئی پرسان حال نہیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ کس مشکل سے اور کس بیحیائی کیساتھ انکو دو وقت روٹی نصیب

ہوتی ہے۔ واقعی جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لی۔

خدا کا کرنا ایسا کہ انھیں کی موجودگی میں حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم بھی ہم لوگوں کی استدعا پر نانپارہ تشریف لائے اور حسب دستور ایک ایک دن میں تین تین چار چار وعظ آپ کے ہوئے اسوقت فاخر صاحب کی کس مپرسی قابل رحم تھی بالآخر مصالحت کیلئے حضرت مولنا صاحب کی خدمتمیں پیغام آیا جسکا فیصلہ کن جواب ہم لوگوں نے یہ دیا کہ دین فروشوں سے مصالحت کیسی۔

اِس اشتہار میں نانپارہ کے متعلق جو پولیس کا پہرہ اور یا پولیس المدد وغیرہ الفاظ لکھے ہیں یہ سب اپنے ہی کارنامے دوسروں کی طرف منسوب کئے ہیں جیسا کہ واقعہ نانپارہ میں مفصل درج ہیں اِن باتوں کی تکذیب کی ہم کو حاجت نہیں نانپارہ کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ نانپارہ میں افسران پولیس اب بھی وہی ہیں جو اُسوقت تھے اِس جھوٹ کو دیکھکر جو عزت فاخر صاحب کی انکی نظر میں ہوئی جسکا جی چاہے اُن سے پوچھ لے یا نانپارہ میں آکر دیکھ لے۔

راقم خاکسار احمد مرزا مصنف واقعہ نانپارہ - ۲۹ رجب ۱۳۴۶ھ

وہ اشتہار یہ ہے
"جھوٹوں پر خدا کی لعنت"

نانپارہ میں جس ذلت کے ساتھ وسیع المناقب جناب مولوی عبد الشکور ایڈیٹر النجم لکھنوی صاحب میرے مقابلہ سے بھاگے اور پولیس کے پہرہ میں چھپکر نانپارہ کی آبادی سے باہر باہر اسٹیشن پر پہونچتے ہی ٹکٹ لیکر ریل میں بیٹھ گئے۔ پھر جب اونکے ہاتھ میں میرے بیالیس سوال کا پلندہ پہنچایا گیا تو چیخ مار کر یا پولیس المدد کہکر چھپے اور ایک حرف جواب نہ دیا[1]۔ اسکا تقاضا تو یہ تھا کہ پھر سامنے نہ آتے لیکن حسب ارشاد معلم الغیوب[2] حضرت حق کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اذا لم تستحے فاصنع ما شئت" ے بیحیا باش وہرچہ خواہی کن۔ اونکی روزی چونکہ اس قسم کی اشاعت اور اکاذیب واختراعات کی شہرت پر ہے لہذا پھلام ضلع مونگیر میں سے ساتھ لئے کے اپنے یلدوں کو مینڈکی بھی چلی مدروں کو سراپا کرم مولوی ایڈیٹر النجم لکھنوی صاحب خادم سنت فقیر سید محمد فاخر بیخود محمدی عفر لہ سے مناظرہ پر آمادہ ہوکر تشریف لائے اتنے ہی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے عقیدے اور وہابیت کی اشاعت اِن لفظوں میں کی "یقینا شیطان کا علم (نعوذ باللہ من ہذا الکفر الخبیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ تھا کوئی مسلمان

---

[1] ایسے شافی جوابات دیئے کہ بعض جوابات کتاب واقعہ نانپارہ میں درج ہیں اور آپ کو انعام دینے کا وعدہ کیا گیا ہے مگر ابتک آپکی ہمت نہ ہوئی کہ قلم اُٹھاتے ۱۲ [2] یہ لفظ غالباً معلم الغیوب ہے مگر جس طرح اِس مشرکانہ عقیدہ پر خدا کی سنوار ہے اسی طرح چھپنے میں بھی یہ لفظ مسخ ہو گیٔ ۱۲

کلیجے پر ہاتھ رکھکر ایمان سے بتائے کہ اِن لفظوں کے بعد مسلمان کا کیا فرض تھا اور ایسے عقیدے والوں سے مسلمان کن لفظوں میں گفتگو کر سکتا ہے۔ مولوی ایڈیٹر صاحب سے پہلے تھا کہ جو کچھ کہا جائیگا لکھکر دیدیا جائیگا جب اس کا تقاضا کیا گیا کہ یہ الفاظ لکھکر دیدیجئے تو بگڑ گئے نہ قسم کھا کر انکار کرنے[۱] پر راضی ہوئے نہ لکھکر دینے پر۔ ہند و سب انسپکٹر اور ہند و ناظرین نے صاف لفظوں میں مجھسے کہا کہ اب آپ کیوں بحث کرتے ہیں کیا اِس سے زیادہ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کوئی شخص گالیاں سن سکتا ہے۔ اسکے بعد مغرب کی آذان ہوگئی۔ ہم مسلمان اہل سنت جب مسجد میں نماز مغرب کیلئے حاضر ہوئے تو مولوی صاحب تمام وہابیوں کو لیکر قریب کے گاؤں میں[۲] چلے گئے کہ بعد مغرب پھر مطالبہ نہ کیا جائے علمائے اہل سنت فتح وظفر کا ڈنکا بجاتے ہوئے قیام گاہ پر لوٹے۔ مولٰنا المحدث سید محمد صاحب اشرفی کچھوچھوی سلمہ اللہ القوی نے سورۂ فتح شریف کا زبردست وعظ بیان کیا اور بحث ومناظرہ کا خاتمہ ہوگیا[۳]۔

مولوی عبد الشکور ایڈیٹر صاحب مونگیری بھاگلپور پہونچے حسن اتفاق سے میں بھی اور نورِ چشم مولانا سید محمد محدث بھی وارد بھاگلپور ہوئے[۴]۔ بعض روسائے[۵] ضلع بھاگلپور نے مولوی عبد الشکور ایڈیٹر صاحب سے کہا کہ مولانا فاخر اور محدث کچھوچھوی تشریف فرما ہیں واقعات پہلام ضلع مونگیر کا تصفیہ ہم لوگوں کی موجودگی میں ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ خبریں متضاد آرہی ہیں اور ہمارے بعض افراد بھی اپنی آنکھوں سے سب دیکھ آئے ہیں اور آپ دونو حضرات ہمارے چشم دید واقعات کی تصحیح کر دیجئے۔ مولوی عبد الشکور ایڈیٹر صاحب نے اِس سے قطعی انکار کیا۔ میں الہ آباد پہونچا تو معلوم ہوا کہ بعض البیس فطرت غلط پراگنڈہ کر کے اپنے ایمان کا منھ کالا کر رہے ہیں میں اسوقت بھی طیار ہوں کہ کوئی مولوی عبد الشکور ایڈیٹر صاحب کو بلائے اور مناظرہ کرائے ورنہ خود ہمت والا ہو[۶]

---

[۱] کیوں جھوٹ بولکر مورد لعنت بنتے ہو حضرت مولٰنا صاحب قسم کھا کر انکار کرنے پر آمادہ تھے مگر تم لوگوں نے کہا ہم قسم پر بھی اعتبار نہ کرینگے تم کو تو مناظرہ سے بھاگنا مقصود تھا۔ لہذا وہ بیکار قسم کیوں کھاتے اب بھی وہ قسم کھا کر انکار فرمادیں بشرطیکہ تم قسم پر اعتبار کرنے اور آنکے آخری سوال کا جواب دینے کا اطمینان دلا دو ۱۲ [۲] کیوں جھوٹ بولکر مسلمانوں کو بدنام کرتے ہو ۱۲ [۳] یہ بھی جھوٹ ہو نماز مغرب ہم سب نے اسی میدان میں پڑھی اور تم کو اور تمہارے محدث کو نماز عصر ترک کرتے ہوئے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا مولٰنا عبد الوہاب صاحب کا باربار یہ فرمانا کہ بندۂ خدا نماز تو پڑھ لو اور تمہارے محدث کا یہ جواب کہ آپ میری نماز کے ٹھیکہ دار نہیں ہیں سب کو یاد ہی ۱۲ [۴] مگر خاتمہ کیونکر ہوا اسکو آپنے نہ لکھا یعنی آپ کی چوری کھل گئی ۱۲ [۵] یہ بھی جھوٹ تم لوگوں نے بھاگلپور میں قدم بھی نہیں رکھا براری گئے اور براری سے فتحپور اور وہاں سے شبا شب فقرو ہو گئے ۱۲ [۶] یہ بھی جھوٹ ذرا ان روسائے ضلع بھاگلپور کے نام تو بتاؤ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۱۲ [۷] اب ہزار نیاری گرد فرار کی سیاہی تمہارے چہرے سے مٹ نہیں سکتی تمہاری تیاری خود تمہاری شکست کی بہترین دلیل ہے غالب کبھی اپنے مغلوب سے مقابلہ کی تیاری نہ کریگا اچھا تمہاری یہ تیاری بھی خدا چاہے تو دیکھی جائیگی فانتظروا انی معکم من المنتظرین ۱۲

توشیطان کی وسعت علمی حضور اقدس سے زیادہ ثابت کرجائے ورنہ اس کفری عقیدہ سے توبہ کرے ۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ اللہ پاک شیطان پرست گروہ سے بالخصوص الہ آباد کے مسلمانوں کے عقاید کو محفوظ رکھے آمین۔

فقیر سید محمد فاخر بیخود محمدی الہ آبادی غفرلہٗ

(مطبوعہ مطبع تحفہ سبحان اللہ پریس الہ آباد بہ اہتمام شاہ حفیظ عالم جنیدی پبلشر مولنا سید محمد فاخر بیخود الہ آبادی مدظلہ)

اِس اشتہار کے متعلق ہم کچھ نہیں لکھنا چاہتے سوا اسکے کہ اس کے جھوٹے ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہاں کا کوئی شخص ان کو مشتہر بننے کے لئے بھی نہ ملا تائیدی و تصدیقی دستخط تو کجا۔

البتہ یہ بات بیشک عبرت کے قابل ہے کہ اِن رضاخانیوں کے نزدیک خدا اور خدا کی لعنت بھی ایک کھیل ہے ایسا سفید جھوٹ بولتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِن کو مر کر خدا کے سامنے جانے کا بھی یقین نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ فاخر صاحب کو با ایں ہمہ حیا و غیرت اب کبھی انشاء اللہ ان اطراف میں منھ دکھانا نصیب نہ ہوگا۔ اور لعنت کا وظیفہ جو اپنے برادران و نفس سے سیکھکر اُنھوں نے پڑھا ہے اُسکا مزہ بھی ان کو ملتا رہیگا۔

ایک مہذب و متین عالم حقانی نے اِنھیں بیہودہ حرکات پر اپنے ایک نصیحت نامہ میں اُن کو یہ دو شعر لکھے تھے۔ اُنھیں کو ہم خاتمۂ کلام بناتے ہیں ؎

تو فاخر بے دینی و فا ساقط ازد   گو ہر بد ہاں داری درا ساقط ازد
اسلام شب و روز ز دستت نالد   مرکب وہرت خدا و با ساقط ازد

فقط۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

تالیفات حکیم الامت تھانوی رح

مختصر فہرست تصانیف حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم

حضرت ممدوح دامت برکاتہم کی تصنیفات و تالیفات اور تراجم کتب مناظرہ تو بہت ہیں جنمیں سے بیشتر غیر مطبوعہ ہیں مثلاً ترجمۃ القرآن اور فنون حدیث اور تائید تقلید میں در فریاد اور رد غلطی (مرزائی) میں صداقت کا نشان بجواب نبی کی پہچان اور رد آریہ میں مثلاً لکھنؤ مراد آباد وغیرہ کے مناظرہ اور رد روافض میں مثلاً قاطع اللسان بجواب دافع البہتان نصرۃ الشریعۃ شرح نصیحۃ الشیعہ و انتصار الاسلام بجواب استقصاء الافحام مناظرہ شملہ وغیرہ۔ جو مطبوعہ ہیں انمیں سے بھی بعض غیر موجود اور ختم ہیں مثلاً سالہ تحفہ میں مناظرہ النجم از حصہ اول تا حصہ ہم اور نصرت غیبیہ و ترجمہ تطہیر الجنان و ترجمہ فقہ اکبر و ترجمہ ازاحۃ العیب و ترجمہ شمائل ترمذی و القول الصواب وغیرہ اور جو موجود ہیں انمیں سے بھی بعض نایاب و بعض کمیاب ہیں اس علمی خزانہ کو زیور طبع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے اور اسکی مکمل فہرست پیش کرنیکی انشاء اللہ جلد کوشش کرونگا۔ بالفعل کتب مطبوعہ موجودہ سہل الحصول درج ذیل ہیں۔ اگر انھیں کتابوں کا بغور مطالعہ کر لیا جائے تو ناظر کو کافی بصیرت حاصل ہو سکتی ہے اور وہ آریوں قادیانیوں رافضیوں اور رضا خانیوں سے بے تکلف مناظرہ کر سکتا ہے غرض یہ علمی جواہر ریزے جسے ملجائیں وہ خوش نصیب ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
		تفسیر	
۱	مقدمہ تفسیر آیات خلافت	اس سلسلہ تفسیر کی خصوصیات تفسیر بالرای کا مطلب۔ تفاسیر شیعہ کا نمونہ۔ مذہب شیعہ کے آغاز کا بیان	۴ر
۲	تفسیر آیت استخلاف	سورۂ نور کی آیت وعد اللہ الذین آمنوا سے حضرات خلفائے ثلثہ کی حقیت کا ناقابل انکار ثبوت	۴ر
۳	تفسیر آیت تمکین	ان مکناھم فی الارض کی تفسیر اور حضرات خلفائے راشدین کی خلافت کا بے نظیر اثبات	۲ر
۴	تفسیر آیت دعوت اعراب	قل للمخلفین من الاعراب کی تفسیر اور تینوں خلافتوں کے برحق ہونے کا ثبوت	۲ر
۵	تفسیر آیت مودۃ القربیٰ	قل لا اسئلکم کی صحیح تفسیر شیعوں کے اس افترا کا مکمل جواب پیغمبر معاذ اللہ اپنے تعلیم کی مزدوری طلب کرتے تھے اور محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔	۴ر
۶	تفسیر آیت قتال مرتدین و ولایت	دو آیتوں کی تفسیر ایک سے حضرات خلفائے ثلثہ کے برحق ہونیکا ثبوت دوسری سے خلافت بلافصل و قصہ انگشتری کا ابطال	۲ر
۷	تفسیر آیت مباہلہ	قل تعالوا ندع کی صحیح تفسیر شیعوں کے ایک بڑے مغالطہ کا ازالہ۔	۲ر
۸	تفسیر آیت میراث ارض	آیت ولقد کتبنا فی الزبور سے خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت	۲ر
۹	تفسیر آیت اولی الامر	آیت اطیعوا اللہ الخ کی تفسیر اور شیعوں کے مغالطوں کا شافی جواب	۲ر
۱۰	تفسیر آیت اظہار دین	آیہ لیظھرہ علی الدین کلہ سے ہر سہ خلافت اور مذہب اہل سنت کی حقیت کا ثبوت	۲ر
۱۱	تفسیر آیت معیت	آیہ محمد رسول اللہ والذین معہ کی تفسیر اور ہر سہ خلافت کا بے نظیر اثبات	۲ر
۱۲	تفسیر آیت تطہیر	آیہ انما یرید اللہ کی صحیح تفسیر اور شیعوں کی فریب آمیز کارروائیوں کا مکمل جواب	۴ر
		فقہ	
۱۳	علم الفقہ جلد اول	در بیان طہارت	۸ر
۱۴	" " دوم	در بیان نماز	۸ر

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
۱۵	علم الفقہ جلد سوم	دربیان روزہ	۸/
۱۶	″ ″ چہارم	دربیان زکوٰۃ	۸/
۱۷	″ ″ پنجم	دربیان حج	۸/
۱۸	″ ″ ششم	دربیان نکاح	۸/
۱۹	کتاب الصلوٰۃ	یہ کتاب اپنے طرز مین بالکل نئی چیز ہے تین حصون پر شامل ہے حصہ اول مین نماز کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے اور وہ بھی قرآن شریف کے قابل دید ہے حصہ اول مین چار باب ہین پہلے باب مین ۹۹ آیات قرآنیہ دوسرے باب مین چالیس حدیثین تیسرے باب مین صحابہ تابعین و ائمہ مجتہدین کے اقوال چوتھے باب مین نماز و جماعت کی عقلی خوبیان حصہ دوم مین نماز کے مسائل حصہ سوم اذکار نماز کا ترجمہ حصہ اول طبع ہو چکا تھا کمیاب ہے اب تینون حصہ زیر طبع ہین۔	
		(مناظرۂ روافض)	
۲۰	مباحثہ جدید	جو ۱۹۱۰ء بمقام لکھنؤ زیر صدارت پنڈت جگت پرشاد استاد وزیر دکن ہوا	۲/
۲۱	مناظرہ بمبئی	جو ۱۳۲۵ھ مین شیعون کے قبلہ ملا باقر صاحب سے بمبئی مین ہوا اور خلفاء ثلثہ کی خلافت آیہ استخلاف سے ثابت کیگئی	۳/
۲۲	ہزیمت ایڈیٹر اصلاح	ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کیلئے سیوان کا پہلا سفر قابل دید خط کتابت اور ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت	۱/
۲۳	فتح مبین	ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کیلئے سیوان کا دوسرا سفر قابل دید خط کتابت اور زبانی گفتگو	۳/
۲۴	مناظرۂ پنجاب (چکوال)	جو ۱۹۱۰ء مین بمقام چکوال ضلع جہلم ہوا اور بڑے بڑے معرکۃ الآرا مسائل بحث مین آئے	۵/
۲۵	مباحثہ نکبریان	جو ۱۳۲۹ھ مین بمقام نکبریان ضلع ہوشیارپور قبلہ شیعہ مولوی احمد علی فاضل امرتسری سے ہوا۔ حضرات خلفاء ثلثہ مومن کامل ہونے پر چالیس دلائل مذہب شیعہ کے ہر ہر رگ کے دیکھنے کا آئینہ۔	
۲۶	شکست عظیم ہر دو حصہ	جو ۱۹۱۰ء مین بمقام امروہہ شیعون کے قبلہ مولوی سبط حسن سے ہوا اور ثابت کردیا گیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔	۴/
۲۷	ہزیمت شیعیان پنجاب	جو ۱۳۴۱ھ مین ضلع گوجرانوالہ مین منعقد ہوا حضرات خلفاء ثلثہ کے مومن کامل ہونے پر مزید بیس دلائل	۵/
		(مناظرہ قادیانی)	
۲۸	مناظرۂ پورینی	یہ مناظرہ صحیفہ رحمانیہ مونگیر مین شائع ہوا ہے	۰/
۲۹	صحیفۂ رنگون	۱۹۲۰ء مین خواجہ کمال الدین سے مناظرہ کیلئے رنگون کا سفر قابل دید خط کتابت مرزائیت کا مکمل رد	۸/
۳۰	تحفۂ ایمانی	۱۹۲۵ء مین بمقام ساونت واری ملک کوکن حافظ روشن علی سے ہوا۔	آ/
۳۱	مناظرۂ لکھنو (تحریری)	مرزا کے خلیفہ اول نور الدین نے مفتی سرور شاہ میر قاسم علی مفتی محمد صادق کو مدیر النجم سے مناظرہ کیلئے لکھنؤ بھیجا گران لوگون نے لکھنؤ پہونچکر بالمشافہ مناظرہ سے انکار کیا بالآخر حیات مسیح اور ختم نبوت پر ایک تحریر بھیجی گئی جسکا جواب آجتک نہ ہوا۔	
۳۲	مناظرہ ردولی	مرزائی ژونق خلیفہ ادوم لوگ سے حیات مسیح پر ہوا اور مولوی صاحب موصوف نے مجمع عام مین توبہ کی	

نمبر	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
		(مناظرہ رضا خانی)	
۳۳	مباحثہ سلطان پور	بڑے معرکہ کا مباحثہ مسئلہ علم غیب پر جسمین آیتین قرآن شریف کی اور دس حدیثین مع عبارتین کتب فقہ حنفی کی	۴ر
۳۴	تحفہ لاثانی	یہ وہ مناظرہ ہے جو بمبئی مین مولوی نثار احمد کانپوری سے ہوا تھا جس سے بمبئی مین لمبا ہوکر کمر ٹوٹ گئی	۴ر
۳۵	صواعق آسمانی	یہ خود لکھنؤ کا مناظرہ ہے جسمین مولوی حشمت علی کو ذلت نصیب ہوئی تھی	
۳۶	فتح حقانی	یہ وہ مناظرہ ہے جو رام پور مین مولوی نثار احمد کانپوری سے ہوا تھا جسمین شیر الخم نے انسے نذرانہ وصول کیا	۵
۳۷	نصرت آسمانی	اسمین دو مناظرہ ہین ایک مبارکپور کا جسمین مولوی فاخر الہ آبادی ایسے مغلوب بیہوش ہو گئے دوسرے کچھوچھہ کا جسمین حمد اشرف کو شکست ہوئی	۵
		(ردروافض)	
۳۸	تنبیہ الحائرین معہ تکملہ	شیعون کے مجتہد حائری لاہوری کے موعظہ تحریف کا وہ لاجواب جواب ہے کہ جسکے جواب سے قیامت تک دنیا بھر کے شیعی علماء عاجز رہینگے	۱۲
۳۹	الاول من المائتین	چار نمبر ہین اس امر کا ثبوت کہ شیعونکا ایمان قرآن شریف پر نہین ہو سکتا ہے اور کتب اہل سنت پر روایت تحریف قرآن کی افترا کا جواب۔	۴
۴۰	الثانی من المائتین	تین نمبر اس امر کے ثبوت مین کہ مذہب شیعہ مین جھوٹ بولنا عبادت ہے۔	۳ر
		(تراجم کتب)	
۴۱	ترجمہ اسد الغابہ جلد اول	اسمین اول حضور صلعم کی سیرۃ پھر ۷۶۴ صحابہ کرام کا تذکرہ ہے	۴ر
۴۲	〃 جلد دوم	اسمین ۶۶۳ صحابہ کا ذکر ہے	۴ر
۴۳	〃 جلد سوم	اسمین ۵۷۸ صحابہ رسول کے حالات ہین	۴ر
۴۴	〃 جلد چہارم	اسمین ۷۰۳ صحابہ کرام کے تذکرہ ہین	۴ر
۴۵	〃 جلد پنجم	اسمین ۶۲۱ صحابہ کرام کے تذکرہ درج ہین	۴ر
۴۶	〃 جلد ششم	اسمین ۶۴۸ صحابہ کرام کے تذکرہ درج ہین	۴ر
۴۷	〃 جلد ہفتم	اسمین ۷۰۶ صحابہ کا تذکرہ درج ہے	۴ر
۴۸	〃 جلد ہشتم	زیر طبع	
۴۹	〃 جلد نہم	زیر طبع	
۵۰	ترجمہ ازالۃ الخفا جلد اول	یہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نادر ترین تصنیف ہے حرف بحرف ترجمہ حاشیہ پر متن نایاب قلمی نسخہ سے جلا کاغذ	
۵۱	ترجمہ تاریخ طبری جلد اول	عربی کی قدیم اور مستند تاریخ کا ترجمہ جلد اول تیار ہے۔	
۵۲	ترجمہ انصاف	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسالہ انصاف کا ترجمہ ائمہ مجتہدین مین فروعی اختلاف کے اسباب کا بیان	۶
۵۳	ترجمہ چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کئے ہوئے نماز روزہ کے متعلق چالیس حدیثونکا ترجمہ	۱ر
		(سیر)	
۵۴	نفحۂ عنبریہ بذکر میلاد خیر البریہ	یہ عام فہم سیرۃ بیحد مقبول ہوئی۔ عورتون اور بچون کو پڑھانے کے قابل ہے	۴ر
۵۵	سیرۃ الحبیب الشفیع	یہ پاکیزہ سیرۃ صرف قرآن پاک سے ماخوذ و منقول ہے	۴ر

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	
		(ردنیچریہ)	
۵۶	اثبات قیامت	زیر طبع	
۵۷	پردہ مروجہ کا شرعی ثبوت	یہ انعامی رسالہ ہے	

مولوی حکیم عبد الشکور مرزاپوری کی مطبوعہ موجودہ تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	
۱	الابرار عن الارجار	غیر مقلدین کے اتہام ارجا کا نہایت نفیس مدلل اور مسکت جواب	
۲	حرمت تعزیہ در مذہب شیعہ	رد روافض میں ایک شیعہ کا مسکت جواب	
۳	تاریخ تعزیہ	" اپنے موضوع میں یہ بالکل نیا رسالہ ہے	
۴	تحفہ امامیہ	" اس کتاب کے جواب سے شیعوں کے علما اور مجتہدین عاجز ہیں	
۵	ارتداد شیعہ	" اس کتاب کو دیکھکر شیعہ مبہوت ہو جاتے ہیں	
۶	قاتلان حسین	" اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت قابل رشک ہے	
۷	دشمنان حسین	" ایک شیعہ نے قاتلان حسین کا رد قاتلان حسین پر نفرین لکھا تھا یہ اسکا شافی جواب ہے	
۸	مطالبۂ حق	رد آریہ میں ۔ یہ آریوں سے مناظرہ سکھانے والی کتاب ہے	سو/
۹	بیان الحق	" سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ متعلق قرآن پاک کا بے نظیر الزامی و تحقیقی جواب	
۱۰	تحفہ آریہ	" اس کے جواب سے دنیا بھر کے آریہ عاجز ہیں	ا/
۱۱	تحریف وید	" اپنے موضوع میں سب سے پہلی یہ بے مثل اور مکمل کتاب ہے	۴/
۱۲	آریوں میں مخلوق پرستی	" اس رسالہ کی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے	ا/
۱۳	سو سوالوں کا جواب	" ایک آریہ کے سو سوال کا جواب ہے	/۰
۱۴	دعوت مسلم	رد ہنود و آریہ و نصاری میں ۔ یہ نہایت دلچسپ و کامیاب تبلیغی عام فہم کتاب ہے	۲/

دیگر کتابیں

سعید النقی و المستفتی ترجمہ اردو فتاوی عزیزی ع۱	تحفہ اثنا عشریہ فارسی قیمت سے/	آیات بینات کامل قیمت سے
احسن التعلیم فارسی برائے تعلیم مبتدیان قیمت ۵/	احسن الوصایا قیمت ۸/	تحقیق البیان رد شرک و بدعت قیمت ۶/
تعلیم الدین قیمت ۴/	الفلسفہ اردو قیمت ۳/	تقدیر و تدبیر قیمت ۴/
جمال القرآن قیمت ۲/	مولوی اعجاز حسن شیعہ کا جواب ۲/	شفائے روحانی قیمت ۲/
ابن سبا قابل دید ہے قیمت ۲/	تنقید حدیث کساء نہایت عالمانہ تنقید ہے ۲/	واقعات ناملپارہ قیمت ۴/
ترجمہ قرآن حمائل، ترجمہ مولنا	مقدس بشارات قیمت ۲/	نبوت کی ضرورت قیمت ۴/
عاشق الٰہی میرٹھی ہدیہ مجلد صہ/	اردو شرح مسلم الثبوت قیمت ۱۲/	حقیقۃ التشیع خوب کتاب ہے قیمت ۴/

المشتہر ناظم دفتر رسالہ "النجم" لکھنو

محصول بذمہ خریدار

ایک مخلصانہ نصیحت

بندہ معترف بعجز و قصور محمد عبد الشکور عافاہ ربہ العفو الغفور کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

برادران دینی کو بعد سلام مسنون معلوم ہو کہ اس وقت دنیا مین فتنون کی باد صرصر اس زور سے چل رہی ہے کہ نور ایمان کی حفاظت مشکل تر ہوتی جاتی ہے بجز اسکے کہ خداوند کریم اپنے محض فضل و کرم سے دستگیری فرمائے کام دشوار اور سخت دشوار ہے۔ ایکطرف تو غیر مسلم اقوام کے حملے دین الٰہی پر ہو رہے ہین دوسری طرف خود مسلمانون مین نئے نئے فرقون کی پیدائش جاری ہو رہی ہے اور ہر ایک نے سب آپس کی خانہ جنگیون مین مشغول ہین۔ پھر سب پر طرہ یہ کہ مسلمان اور خاصکر اہل سنت وجماعت اپنے دین و مذہب سے اس قدر غافل اور بے پرواہ ہو گئے ہین کہ نہ انکو اپنے دینی تعلیمات کی خبر ہے نہ ان مین دینداری کا ولولہ ہے الا ماشاء اللہ۔ اور بہت زیادہ رنج اس وقت ہوتا ہے کہ جب دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانون مین مذہبی تاجر اور پیشہ ور دن بدن روز بروز بڑھتے جاتے ہین اور اکثر خانہ جنگیان انھین کے بدولت ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس وقت مسلمانون کے سامنے متعدد اور مختلف ضرورتین درپیش ہین۔ اسکی بھی ضرورت ہے کہ صحیح تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ جاری ہو اور غیر مسلمین کے سامنے اسلام کی تبلیغ سے زیادہ اہم یہ ہے کہ خود مسلمانون کو انکے مذہب سے باخبر بنایا جائے اور انمین دینداری کا ولولہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اسکی بھی ضرورت ہے کہ کلمہ گویان اسلام مین خصوصاً اہل سنت وجماعت کے درمیان مین باہم ایک سچی صلح اور سچا اتفاق قائم ہو۔ بظاہر یہ دونون کام باہم اسقدر متضاد نظر آتے ہین کہ ایک کیا جائے تو دوسرا فوت ہوتا ہے۔ بڑی دانشمندی اور حکمت و تدبر کی ضرورت ہے کہ اس خوش اسلوبی سے دونون کامون کو انجام دیا جائے کہ ایک دوسرے سے متصادم نہ ہونے پائے ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ اسی مناظرہ مونگیر مین آپ لوگون نے میری روش دیکھی کہ اولاً اس مناظرہ سے اپنے کو علیحدہ رکھنے کی کس قدر کوشش میں نے کی پھر تار اور خطوط آپ لوگون کے آئے آخر مجبور ہو گیا۔ پھر مناظرہ مین فریق ثانی نے کس قدر بے تہذیبانہ استعمال کئے الفاظ کیسے ناگوار لہجہ مین استعمال کیے کہ بعض ان مین سے ضبط کتابت مین بھی نہ آ سکے مگر مین نے اپنی نرمی اور تہذیب کو نہ چھوڑا ... فوخ اندازہ یاداش سنگ ست " پر عمل نہ کیا۔ پھر باوجودیکہ یہ مناظرہ ایسی نادر کامیابی پر ختم ہوا اور اسکے بعد ہی تمام شہر مونگیر اور اسکے مضافات مین میرے متعدد وعظ ہوئے لیکن مین نے وعظ مین اس مناظرہ کا تذکرہ بھی نہ کیا۔ یہ سب کچھ اسلیے تھا کہ مین اس فتنہ کو دبانا چاہتا تھا۔

لہذا مین اپنے سعادتمند بھائیون کو اس بات کی نصیحت کرتا ہون کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محترز رہین اور دین مین افتراق پیدا کرنے کو گناہ عظیم سمجھین دین خدا کی عبادت کیلیے ہے نہ لڑائی جھگڑے کیلیے ان باتون سے

یہ نصیحت نہایت مفصل و مدلل ہو کر مباحثہ مونگیر موسوم بہ فتح حقانی مین ہے من شاء ذکرہ ۱۲

وہ راہ کہ طریقہ اہل سنت وجماعت کی پیروی کریں جائز ہیں عمل کیلئے اپنے اعمال میں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلیں۔ اس وقت ہندوستان میں تین گروہ اپنے کو اہل سنت وجماعت کہنے کا شرف رکھتے ہیں ایک وہ جو اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے اور دوسرے لوگ عام طور پر اسکو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کر کے وہابی کہتے ہیں دوسرا وہ جو اپنے لیے سنی حنفی کا لفظ استعمال کرے بلکہ اس لقب کو اپنے ساتھ مخصوص کرنے پر اس قدر مصر ہے جیسا کسی زمانہ میں اہل کہ اپنے کو ابراہیمی اور حنیفی کہنے پر مصر تھے یہ فرقہ چونکہ اپنا مجدد مولوی احمد رضا خان بریلوی کو مانتا ہے اسلیے اس فرقہ کو رضا خانی کہا جاتا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا صحیح مسلک ان دونوں فرقوں کے بیچوں بیچ وسط میں ہے جسمیں نہ پہلے فرقہ کی سی تفریط ہو کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید صحیح کو حرام و ناجائز کہا جائے ولایت خاصہ یعنی تصوف و احسان یا بالفاظ دیگر فقر و درویشی کا انکار کیا جائے اور نہ دوسرے فرقہ کی سی افراط ہو کہ علماء صوفیہ کو شارع سمجھ لیا جائے اور انکو احداث فی الدین کا حق دار اور محدثات کو بدعت حسنہ کہا جائے۔ ہندوستان میں بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اہم واجبات سے ہے اور ولایت خاصہ برحق ہے اولیاء اللہ کے سلاسل مشہورہ صحیح اور درست اور موصل الی اللہ ہیں ان کا انکار موجب حرمان ہے دین وہی ہے جو رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہونچایا اصول شریعت چار ہیں قرآن سنت اجماع قیاس ائمہ مجتہدین جو بات ان چاروں سے ثابت نہ ہو اسکو دین میں بڑھانا بدعت اور ضلالت کہتے ہیں اور یہ بدعت کبھی حسنہ نہیں ہو سکتی کما قال علیہ السلام
کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

یہی مسلک صحیح اور مسلک وسط ہے جسپر ہمارے سلف صالحین تھے اور ہندوستان کے اکابر علماء و عرفاء اسی مسلک کے پابند اور اسی کی تعلیم و تبلیغ فرماتے تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات قدسی آیات اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اور انکی ذریت طیبہ کی تصنیفات اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید اور انکے خلیفہ اجل و مشہور مجدد مائۃ ثالث عشر حضرت شاہ غلام علی صاحب کے مکتوبات و ملفوظات اور استاد العرب والعجم فی علم الحدیث شیخ عبدالغنی محدث دہلوی مہاجر مدنی اور دور آخر میں حضرت مولانا الشیخ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی کے فتاوی و تصنیفات اسکے شاہد عادل ہیں۔ اسی مسلک وسط کی وجہ سے نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب کو لکھا کہ ؎ من بہ تو می خواستم دل بہ بجہ تدبیر این چنین شدہ۔

پس اسی مسلک وسط کو اپنے اوپر لازم سمجھو خود بھی اسکی پابندی کرو اور دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دو اور آپس کی تنازع سے اور ان جھگڑوں سے جنکی بنا نفسانیت پر ہو دور دور رہو۔ اور مذہبی تاجروں اور پیشہ ور واعظوں کی بات ہرگز نہ سنو۔ کوشش کرو کہ حضرات صوفیہ کے مشرب عالی خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت کا کوئی قطرہ ہاتھ آجائے عشق الٰہی دولت کا کوئی ذرہ مل جائے ؎ ہمان بہتر کہ در عشق تو میرم + کہ اے عشق اولیم دیکہم +
اگر توفیق الٰہی دستگیری کرے اور اس کوچہ کی تھوڑی سی ہوا بھی لگ جائے تو پھر یہ سب فتنے اور یہ سارے نزاعات خود بخود نظر میں بے وقعت ہو جاتے ہیں ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ + چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

وہذا آخر الکلام والسلام علیکم الی یوم القیام